وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں

رفع یدین، قراءت خلف الامام، آمین، تراویح اور جمع بین الصلوتین جیسے

متعدد معروف مسائل قدرے تفصیل کے ساتھ

تالیف

شیخ الحدیث حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

ناشر

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان، پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز مدلّل

جس میں وضو، غسل اور نماز کے اہم مسائل قرآن مجید، احادیث و آثار کی روشنی میں بیان کئے گئے ہیں۔ رفع یدین، قرأت خلف الامام، بیس تراویح اور جمع بین الصلوٰتین جیسے متعدد معروف مسائل تفصیل سے ذکر کئے گئے ہیں۔

— تالیف —

حضرت مولانا فیض احمد صاحب ملتانی

مکتبہ حقانیہ
ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

فہرست مضامین نماز مدلل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ۔ اما بعد:

راہ نما اشارے

اسلام کے فروعی اختلافی اور اجتہادی مسائل میں: ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم (امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمد بن حنبلؒ) اور دیگر سلف صالحینؒ کا اختلاف حق و باطل کا اختلاف نہیں ہے، بلکہ راجح و مرجوح، اولیٰ و غیر اولیٰ اور افضل و غیر افضل کا اختلاف ہے۔

یہ فروعی اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور سے چلا آرہا ہے۔ فروعی مختلف مسائل میں تشدد اختیار کرنا، ایک مکتب فکر کا دوسرے مکتب فکر کو گمراہ کہنا، لعنت کرنا، طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں حدیث ذیل کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔

① عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا رَجَعْنَا مِنَ الْأَحْزَابِ لَا يُصَلِّيَنَّ أَحَدٌ الْعَصْرَ إِلَّا فِي بَنِي قُرَيْظَةَ فَأَدْرَكَ بَعْضَهُمُ الْعَصْرُ فِي الطَّرِيقِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا نُصَلِّي حَتّٰى نَأْتِيَهَا وَقَالَ بَعْضُهُمْ بَلْ نُصَلِّي لَمْ يُرِدْ ذٰلِكَ مِنَّا فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم غزوۂ خندق سے لوٹے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنو قریظہ کے محلے میں پہنچ کر۔ چنانچہ راستے میں عصر کی نماز کا وقت ہو گیا، بعض نے کہا ہم تو بنو قریظہ پہنچ کر ہی نماز پڑھیں گے، اور بعض نے کہا ہم نماز پڑھتے ہیں، آپ کا یہ مطلب نہیں تھا کہ نماز قضا کرو، نبی کریم

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُعَنِّفْ وَاحِدًا مِنْهُمْ۔

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس اختلاف کو ذکر کیا گیا تو آپ نے ان میں سے کسی کو ملامت نہیں فرمائی۔

(صحیح بخاری جلد۱ صفحہ ۱۲۹ ابواب صلوٰۃ الخوف۔ مسلم کتاب الجہاد صفحہ ۹۶ جلد ۲)

تشریح ذوالقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ یہودی قبیلہ بنو قریظہ کے محلہ میں جلدی پہنچو۔ نماز عصر وہیں جاکر پڑھو ان کی غداری کی بنا پر ان کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ صحابہ کرامؓ فوراً بنو قریظہ کی سرکوبی کے لیے روانہ ہو گئے۔ سفر کے دوران عصر کی نماز فوت ہونے لگی۔ اس سفر میں صحابہ کرامؓ کا اجتہادی اختلاف پیدا ہو گیا۔ بعض حضرات نے حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا۔ عصر کی نماز راستے میں نہیں پڑھی۔ بلکہ بنو قریظہ میں پہنچ کر اس کی قضا پڑھی یا بقول بعض شارحین حدیث نماز اول وقت سے مؤخر کر کے پڑھی۔ اور بعض حضرات نے قرآن و حدیث کی دوسری نصوص کی روشنی میں اس کا مقصد معلوم کرنے کی کوشش کی۔ اور کہا وقت پر نماز پڑھنا فرض ہے بلا عذر قضا کرنا درست نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کا مقصد صرف یہ ہے کہ جلدی سے جلدی بنو قریظہ پہنچنے کی کوشش کرو۔ آپ کا یہ مقصد نہیں کہ نماز قضا کر دی جائے۔ ان حضرات نے راستے میں عصر کی نماز اپنے وقت پر پڑھی۔ پھر بنو قریظہ قدرے تاخیر سے پہنچے۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ کرامؓ کے اس اختلاف عمل کی اطلاع ملی تو آپ نے ان میں سے کسی بھی طبقہ کی تردید و تغلیط نہیں فرمائی۔ بلکہ اپنے سکوت و خاموشی سے ہر ایک کے فکر و عمل کو درست قرار دیا۔

(عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۲۶۴ طبع مصر، فتح الباری شرح بخاری جلد ۷ صفحہ ۳۱۳)

اجتہادی مسائل میں عام طور پر فکر و عمل کا اختلاف دلائل کے ظاہری اور سطحی تعارض سے پیدا ہوتا ہے یا پھر ایک نص کے معنی و مفہوم میں مختلف احتمالات کی گنجائش کی وجہ سے رونما ہوتا ہے۔ اس مقام پر اجتہاد کے تمام ضروری اوصاف و شرائط کا حامل مجتہد بخاطر اخلاص و نیک نیتی سے اپنی تمام فکری، علمی، عقلی اور عملی توانائیاں صواب و حق کی تحقیق میں صرف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہ محض اپنے فضل و کرم سے اس پُر خلوص سعی و محنت پر اس مجتہد کو ہر حال میں اجر و ثواب سے سرفراز فرماتے ہیں۔ اس کی یہ کوشش جد و جہد کو شرف قبولیت بخشتے ہیں۔ خواہ وہ مجتہد حق و صواب کو پا لے یا خطا کر بیٹھے۔

اس موضوع کے سلسلہ میں درج ذیل نصوص ملاحظہ فرمائیں۔ ارشاد ربانی ہے۔

(۲) لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا۔ کہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ مکلف اور ذمہ دار نہیں بناتے۔ (البقرہ آیت ۲/۲۸۶)

(۳) حضرت عبد اللہ بن عمرو و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما دونوں بزرگوں سے یہ مرفوع حدیث مروی ہے۔

مجتہد کے ضروری اوصاف یہ ہیں: علم قرآن، علم سنت، علم فقہ، علم اصول فقہ کا ماہر عالم ہو، ائمہ اربعہ اور سلف صالحین کی علمی تحقیقات اور اجماعی مسائل سے واقف ہو۔ اس کا عقیدہ، عمل، اخلاق کتاب و سنت کے مطابق ہو، متقی پرہیزگار ہو۔

(عقد الجید حضرت شاہ ولی اللہؒ، نور الانوار ص ۲۷۹ وحواشیہ)

مرفوع حدیث: محدثین کی اصطلاح میں وہ حدیث کہلاتی ہے جس کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو، نیز جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو اور اگر حدیث کی سند صحابی پر ختم ہو اور اس میں صحابی کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اس کو "موقوف" کہا جاتا ہے۔ اور اگر حدیث کی سند تابعی پر ختم ہو اور اس میں تابعی کے قول یا فعل یا حال کا ذکر ہو تو اسکو مقطوع کہا جاتا ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر، خیر الاصول وغیرہ)

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا حَكَمَ الْحَاكِمُ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَصَابَ فَلَهُ أَجْرَانِ وَإِذَا حَكَمَ فَاجْتَهَدَ ثُمَّ أَخْطَأَ فَلَهُ أَجْرٌ وَاحِدٌ۔

(بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۲ باب اجر الحاکم اذا اجتہد)
مسلم صفحہ ۷۶ جلد ۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب حاکم فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور درست فیصلہ کرے تو اس کے لئے دو اجر ہیں اور اگر فیصلہ کرتے وقت اجتہاد کرے اور خطا کر بیٹھے تو اس کے لیے ایک اجر ہے۔

ف: ہر حال میں مجتہد ماجور اور اس کی محنت مقبول ہے، پھر جو حکم مجتہد کا ہے وہی حکم اس کے پیروکاروں کا ہے، کہ ان کا عمل بھی مقبول اور باعث اجر ہے۔

اسلامی احکام کے ماخذ و دلائل

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

(۴) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ (البقرۃ پ ۱)

یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں، خدا سے ڈرنے والوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۵) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ أُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ ۝ (البقرۃ پ ۲)

رمضان کا مہینہ جس میں قرآن مجید نازل کیا گیا وہ (قرآن مجید) تمام لوگوں کے لیے راہ نما ہے۔

(۶) لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الاحزاب پ ۲۱)

بلا ریب تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے۔

(۷) وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ تم

فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا ۚ

(سورہ حشر ۲۸/۷)

کو دیں تو اسے لے لو اور جس چیز سے روک دیں تو رک جاؤ۔

(۸) مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۚ

(سورہ نساء ۵/۸۰)

جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

(۹) وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ

(نساء ۵/۱۱۵)

اور جو شخص ہدایت واضح ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرے اور اہل ایمان کے راستے کے سوا دوسرا راستہ اختیار کرے تو جدھر وہ چلتا ہے اسے ادھر چلنے دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

ف: اس آیت کریمہ سے اجماع امت کی حجیت واضح ہوتی ہے۔

(۱۰) وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

(توبہ ۹/۱۰۰)

اور جو مہاجرین اور انصار ایمان لانے میں سبقت کرنے والے مقدم ہیں اور جن لوگوں نے اخلاص سے ان کی پیروی کی، اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے باغات تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

ف: اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ کی اتباع، موجب رضا الٰہی

ہے، و اطاعت جنت کا سبب اور عظیم کامیابی ہے۔ اس بنا پر صحابہ کرام معیار حق ہیں۔

(۱۱) فَاعْتَبِرُوْا یٰٓاُولِی الْاَبْصَارِ ۔ اے دانشورو! عبرت حاصل کرو۔

(حشر ۲۹)

ف: اس آیت سے قیاس شرعی کی حجیت ثابت ہوتی ہے۔

(۱۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ کی مرسل روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَرَکْتُ فِیْکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا کِتَابَ اللّٰہِ وَسُنَّۃَ رَسُوْلِہٖ۔ (مشکوٰۃ ص۳۱، موطا امام مالکؒ)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ چلا ہوں۔ جب تک تم ان پر مضبوطی سے عمل کرتے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک اللہ کی کتاب اور دوسری رسول کی سنت۔

(۱۳) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّۃِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَھْدِیِّیْنَ تَمَسَّکُوْا بِھَا وَعَضُّوْا عَلَیْھَا بِالنَّوَاجِذِ (ابوداؤد ص۲۹۰ ج۲، ترمذی ص۹۲ ج۲، ابن ماجہ، مسند امام احمد بن حنبلؒ، مشکوٰۃ ص۲۹)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میرا طریقہ اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کا طریقہ لازم پکڑو، اس پر عمل پیرا رہو اور اسے داڑھوں سے مضبوط پکڑو۔

ف: اس حدیث سے خلفاء راشدینؓ کا معیار حق اور ان کے قول و فعل کا حجت شرعیہ ہونا واضح ہوتا ہے۔

(۱۴) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل

عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...... مَا اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔
(ترمذی ج۲ ص۸۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

حدیث میں ارشاد فرمایا نجات پانے والی جماعت وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر ثابت قدم ہے۔

ف : اس حدیث شریف سے اہلِ سنت وجماعت کا نام اور اس کا ناجی برحق ہونا بھی واضح ہوتا ہے۔

⑮ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ عَلٰی ضَلَالَۃٍ وَیَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ وَمَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔
(ترمذی ج۲ ص۳۹، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے یقیناً اللہ تعالیٰ میری امت کو یا فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو گمراہی پر جمع نہ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو شخص جماعت سے الگ ہوا وہ آگ میں الگ ہوا۔

ف : اس حدیث سے اجماعِ امت کی حجیت مستفاد ہوتی ہے۔

⑯ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّہٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔
(ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بڑی جماعت کی پیروی کرو، جو جماعت سے الگ ہوا وہ دوزخ کی آگ میں الگ ہوا۔

⑰ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اُمَّتِیْ لَا تَجْتَمِعُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے بلاشبہ میری امت گمراہی پر

عَلٰی ضَلَالَۃٍ فَاِذَا رَاَیْتُمُ اخْتِلَافًا فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

جمع نہ ہوگی، پس جب تم اختلاف دیکھو تو سوادِ اعظم کی اتباع کرو۔

(ابن ماجہ ص۲۹)

(۱۸) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَۃِ وَالْعَامَّۃِ۔ (مسند امام احمد بن حنبل، مشکوٰۃ ص۳۰)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت اور جمہور مسلمین سے چپٹے رہو۔

(۱۹) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَۃَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَۃَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِہٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، جو شخص جماعت مسلمین سے ایک بالشت برابر بھی جدا ہوا تو اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی۔

(ابوداؤد ص۲۵۸ ج۲، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۳۱)

ف: ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ عقائد و نظریات میں، اعمال و اخلاق میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کے ساتھ رہنا چاہیئے اور ان کی اتباع کرنی چاہیئے ان کے بعد ہر دور کے جمہور علماء کے ساتھ رہنا چاہیئے، جو سنت نبوی اور جماعت صحابہ کے متبع ہوں، جمہور سلف صالحین سے کٹ کر تفرقہ بازی اور گروہ بندی کا شکار نہ ہونا چاہیئے۔

(۲۰) حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جس کی بھلائی منظور ہوتی

خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ۔ — سے آسکودین کی سمجھ عنایت فرماتے ہیں۔

(بخاری ج۱ مسلم مشکوٰۃ ص۳۲)

(۲۱) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ اُمَّتِيْ قَرْنِيْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے سب سے بہتر میرے زمانے کے لوگ ہیں پھر وہ جو ان کے قریب ہیں، پھر وہ جو ان کے قریب ہیں۔

(بخاری شریف ص۵۱۵ مسلم شریف ص۳۰۹ مشکوٰۃ ص۵۵۳)

یہ حدیث مسلم شریف میں حضرت ابن مسعودؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے بھی مروی ہے۔

ف: اس حدیث میں صحابہؓ تابعینؒ و تبع تابعینؒ کی فضیلت اور ان کے اقوال و افعال کی ترجیح اور حجیت کی طرف اشارہ ہے۔

(۲۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔ (ترمذی ص۲۰۷ ج۲ مشکوٰۃ ص۵۶۰ ابواب المناقب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(۲۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ۔ (ترمذی ص۲۰۹ ج۲ مشکوٰۃ شریف ص۵۵۷ مناقب عمرؓ)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر بن الخطابؓ کی زبان اور ان کے دل پر حق رکھ دیا ہے۔

ف : یہ حدیث حضرت عمرؓ کی اصابت رائے پر زبردست شہادت ہوتی ہے۔

(۲۲) حضرت معاذ بن جبلؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا بَعَثَهُ إِلَى الْيَمَنِ قَالَ كَيْفَ تَقْضِي إِذَا عَرَضَ لَكَ قَضَاءٌ؟ قَالَ أَقْضِي بِكِتَابِ اللهِ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي كِتَابِ اللهِ قَالَ بِسُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فِي سُنَّةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَجْتَهِدُ رَأْيِي وَلَا آلُو قَالَ فَضَرَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى صَدْرِهِ وَقَالَ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَفَّقَ رَسُولَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضَى بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذؓ کو یمن بھیجنے لگے تو آپ نے حضرت معاذؓ سے پوچھا، جب تیرے سامنے کوئی فیصلہ طلب معاملہ آئے گا تو تم کیونکر فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا، میں کتاب اللہ قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم کو کتاب اللہ میں اس کا حکم نہ ملے تو پھر فیصلہ کیسے کرو گے، حضرت معاذؓ نے عرض کیا، پھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ آنحضرت نے فرمایا اگر تجھے اس کا حکم سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی نہ ملے (پھر) حضرت معاذؓ نے عرض کیا، میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا اور کوئی کوتاہی نہیں کروں گا۔ حضرت معاذؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سن کر میرے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنے رسول

۱ : ترمذی ص ۱۵۹ جلد ۱
۲ : ابوداؤد ص ۵۰۵ جلد ۲
۳ : مسند احمد ص ۲۳۰ جلد ۵
۴ : مسند دارمی ص ۳۴
۵ : مشکوٰۃ ص ۳۲۴ باب العمل فی القضاء

کے قاصد کو اس چیز کی توفیق بخشی جس کو اس کا رسول پسند کرتا ہے۔

ف : اس حدیث مقدس سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ مسائل اسلامی احکام کا اولین ماخذ قرآن مجید ہے۔

۲۔ اس کے بعد سنت نبوی ہے۔

۳۔ جو مسئلہ کتاب و سنت میں منصوص اور صراحۃً موجود نہ ہو اس کا حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت ہے۔

۴۔ کتاب و سنت کے منصوص احکام میں اجتہاد اور رائے زنی کا جواز نہیں ہے۔

۵۔ مجتہد کے لئے کتاب و سنت کا ماہر ہونا اور ان کے علوم و احکام پر حاوی ہونا ضروری ہے۔

(۲۵) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جس نے ہمارے دین میں ایسی بات نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔

(بخاری ص ۳۷۱ جلد ۱، کتاب الصلح مسلم ص۷۷ جلد ۲، مشکوٰۃ ص۲۷)۔

ف : اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ جو بات دینی دلائل سے ثابت نہ ہو اسے دین قرار دینا بدعت و ضلالت ہے۔ وہ بات اور اس کا موجد دونوں مردود ہیں۔

حاصل کلام مذکورہ بالا آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ کا حاصل یہ ہے کہ دینی احکام کے ماخذ اور دلائل حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ قرآن مجید

۲۔ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

۷۔ اجماعِ اُمّت

۸۔ خلفائے راشدین کے آثار (اقوال، افعال، احوال)

۹۔ خیر القرون (صحابہؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ) کے آثار

۱۰۔ اربابِ علم و فقہ و اصحابِ علم و تقویٰ کا شرعی قیاس و اجتہاد۔

طہارت

اسلام میں طہارت و نظافت اور پاکیزگی و صفائی کی بہت بڑی اہمیت ہے۔

(۲۶) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۔ (البقرہ ۲/۲۲۲)	بلاشبہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور طہارت حاصل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

مدینہ منورہ کے قریب مسجدِ قبا میں رہنے والوں اہلِ ایمان کی تعریف و توصیف میں ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۷) فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۔ (توبہ ۹/۱۰۸)	اس میں ایسے مرد ہیں جو پاک رہنے کو پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں کو محبوب رکھتا ہے۔

(۲۸) حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ ۔ (مسلم ۱/۱۱۸، مشکوٰۃ ص ۳۸)	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ طہارت ایمان کا ایک حصہ ہے۔

(۲۹) ایک مرفوع حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

اَلطُّهُوْرُ نِصْفُ الْاِيْمَانِ ۔	کہ طہارت نصف ایمان ہے۔

(ترمذی ص۹۶ جلد ۲، ابواب الدعوات)

شریعت اسلامیہ نے طہارت و پاکیزگی اور صفائی و ستھرائی کے اہتمام کے پیش نظر استنجا، وضو، غسل، لباس، مکان کی طہارت سے متعلق مفصل ہدایت دی ہیں۔

قضائے حاجت و استنجے کے آداب

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب تم قضائے حاجت کے لئے جاؤ، تو قبلہ کی طرف منہ کرو اور نہ پشت کرو۔

(بخاری ص۲۶ جلد ۱، باب قبلۃ اہل مدینۃ، مسلم ص۱۳۰ جلد ۱، باب الاستطابۃ، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى أَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلَا يَسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ وَلَا يَسْتَدْبِرْهَا.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب تم میں سے کوئی ایک قضائے حاجت کے لیے جائے تو نہ قبلہ کی طرف منہ کرے اور نہ پشت کرے۔

(ابوداؤد، بیہقی، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد)

(۳۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ الْحَاجَةَ لَمْ يَرْفَعْ ثَوْبَهُ حَتّٰى يَدْنُوَ مِنَ الْأَرْضِ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کا ارادہ فرماتے، تو اپنا کپڑا نہیں اٹھاتے تھے، یہاں تک کہ زمین کے قریب ہو جاتے۔

(ابوداؤد ص۳ جلد ۱، ترمذی، دارمی، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۳) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةَ لِغَائِطٍ اَوْ بَوْلٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِالْيَمِيْنِ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِاَقَلَّ مِنْ ثَلٰثَةِ اَحْجَارٍ اَوْ اَنْ نَسْتَنْجِيَ بِرَجِيْعٍ اَوْ بِعَظْمٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع فرمایا کہ ہم پاخانہ یا پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کریں یا دائیں ہاتھ سے استنجا کریں۔ یا تین پتھروں سے کم کے ساتھ استنجا کریں یا گوبر یا ہڈی سے استنجا کریں۔

(مسلم ص ۱۳۰ جلد ۱، مشکوٰۃ ص ۴۲)

(۳۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْيُوْتِرْ مَنْ فَعَلَ فَقَدْ اَحْسَنَ وَمَنْ لَا فَلَا حَرَجَ۔ (ابوداؤد ص ۶ جلد اوّل، مشکوٰۃ ص ۴۲، ابن ماجہ، مسند دارمی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص ڈھیلے سے استنجا کرے تو چاہیے کہ طاق ڈھیلے استعمال کرے جس نے ایسا کیا تو اچھا کیا اور جس نے ایسا نہیں کیا تو کوئی حرج نہیں۔

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ استنجا میں تین عدد ڈھیلوں کا حکم استحبابی ہے ورنہ نجاست سے صفائی لازم اور ضروری ہے۔

(۳۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ قَالُوْا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِيْ يَتَخَلّٰى فِيْ طَرِيْقِ النَّاسِ اَوْ فِيْ ظِلِّهِمْ (مسلم ص ۱۳۰ جلد اوّل، مشکوٰۃ ص ۴۲)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لعنت کا سبب بننے والی دو باتوں سے بچو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا وہ دو باتیں کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ کہ آدمی لوگوں کے راستے میں قضائے حاجت کرے یا ان

سایہ میں قضائے حاجت کرے۔

ف : حدیث شریف کا مقصد یہ ہے کہ جس مقام پر لوگ بیٹھے ہوں، وہاں پیشاب، پاخانہ نہ کرنا چاہیئے، تاکہ لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ سردی کے موسم میں دھوپ مطلوب و محبوب ہوتی ہے۔ لوگ دھوپ حاصل کرنے کے لئے جس مقام پر بیٹھتے اور آرام کرتے ہوں ان کا بھی یہی حکم ہے۔ وہاں بھی قضائے حاجت منع ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۶۲ جلد اوّل)

(۳۶) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَتَى الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِيْنِهِ وَلَا يَتَمَسَّحْ بِيَمِيْنِهِ۔	رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جب کوئی شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو اپنی شرمگاہ کو اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے اور نہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔

(بخاری ص۲۷ مسلم ص۱۳۲ ، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى الْغَائِطَ فَلْيَسْتَتِرْ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، جو شخص قضائے حاجت کے لیے جائے تو چاہیئے کہ پردہ کرے۔

(ابوداؤد ص۶ ، مشکوٰۃ ص۴۲ ، ابن ماجہ ، دارمی)

(۳۸) حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَبُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ فِيْ جُحْرٍ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم میں سے کوئی شخص سوراخ میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

(نسائی ص۹ ، ابوداؤد ، مشکوٰۃ ص۴۲)

(۳۹) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَبُوْلَ الرَّجُلُ قَائِمًا۔

(بیہقی ص ۱۰۲ جلد ۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ آدمی کھڑے ہو کر پیشاب کرے۔

(۴۰) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَنْجِيْ بِالْمَاءِ۔

(بخاری صفحہ ۲۷ جلد اول)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پانی سے استنجا کرتے تھے۔

ف: ڈھیلوں سے استنجا کرنے کی حدیث پہلے بیان ہو چکی ہے صرف پانی سے استنجا کرنا درست ہے۔ صرف ڈھیلوں سے استنجا کرنا بھی جائز ہے۔ لیکن ڈھیلوں اور پانی دونوں کو استنجا میں استعمال کرنا افضل ہے۔ (عمدۃ القاری ص ۲۹۰ جلد ۲)

بیت الخلاء میں جانے کی دعا

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۱) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

(ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۴۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تم میں سے کوئی شخص قضائے حاجت کے لئے جائے تو یہ دعا پڑھے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔ میں خبیث جنوں اور جنیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ لیتا ہوں۔

بیت الخلاء سے فارغ ہونے کے بعد دعا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۲) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء

وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ غُفْرَانَكَ۔ (ترمذی ص۳ جلد اول، ابن ماجہ، دارمی، ابوداؤد، نسائی، مشکوٰۃ ص۴۲)

سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: غُفْرَانَكَ (اے اللہ میں تیری مغفرت کا طلب گار ہوں۔)

دوسری دُعا

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ۔ (ابن ماجہ ص۲۶، مشکوٰۃ ص۴۳)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے تو یہ دعا پڑھتے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ: کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھ سے تکلیف کی چیز دور کی اور مجھے عافیت بخشی۔

ف: یہ حدیث حضرت ابوذرؓ سے بھی نسائی میں مروی ہے۔ (مرقات ص۳۶۸ ج۱)
افضل یہ ہے کہ دونوں دعائیں پڑھی جائیں پہلے غُفْرَانَكَ پھر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَذْهَبَ عَنِّي الْاَذٰى وَعَافَانِيْ پڑھے۔ (مرقات ص۳۶۷ جلد۱)

وضو کی فرضیت

وضو بارگاہ خداوندی میں حاضری دینے اور نماز پڑھنے کا لازمی ادب ہے۔

(۴۴) ارشاد ربانی ہے:

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ

اے ایمان والو جب تم نماز کو اٹھنے لگو تو اپنے چہروں کو اور کہنیوں سمیت اپنے ہاتھوں کو دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں سمیت اپنے پاؤں کو دھو لیا کرو۔ (المائدہ پ۶)

(۲۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ مَنْ اَحْدَثَ حَتّٰی یَتَوَضَّأَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ بے وضو کی نماز قبول نہیں کی جاتی، یہاں تک کہ وضو کرے۔

(بخاری ج۱ ص۲۵، باب لا تقبل صلوٰۃ بغیر طہور، مسلم ج۱ ص۱۱۹، باب وجوب الطہارۃ للصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۲۶) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃٌ بِغَیْرِ طُہُوْرٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بلا طہارت نماز مقبول نہیں۔

(مسلم ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۴۱)

(۲۷) حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِفْتَاحُ الصَّلٰوۃِ الطُّہُوْرُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نماز کی کنجی طہارت ہے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۰، باب فرض الوضوء، ابن ماجہ، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص۴۱)

وضو کی نیت

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ وضو کا ثواب اس کی نیت پر موقوف ہے۔

(۲۸) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ (بخاری ج۱ ص۲، مسلم ج۲ ص۱۴۰، مشکوٰۃ)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے، کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

ف: پانی طبعی اور فطری طور پر مطہر (پاک کرنے والی چیز) ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے۔[1]

---

[1] اور ارشادِ گرامی ہے: وَیُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَکُمْ بِهٖ اور اللہ تعالیٰ شانہٗ تم پر آسمان سے پانی اتارتا ہے تاکہ وہ تم کو اس کے ذریعے سے پاک کرے۔ (الانفال پ۹)

وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً طَهُوْرًا۔ (فرقان ع ۵) — اور ہم نے آسمان سے پاک کرنے والا پانی اتارا۔

نیز سب کا مشاہدہ ہے کہ پانی کے استعمال سے نجاست زائل ہوجاتی ہے۔ ازالۂ نجاست کو ہی تطہیر کہتے ہیں۔ لہٰذا پانی کو مطہر اور مزیل نجاست ہونا ایک محسوس اور مسلم حقیقت ہے۔ جب بھی پاک پانی استعمال کیا جائے تو وہ اپنی فطری تاثیر کی وجہ سے ناپاک چیز کو پاک کر دیتا ہے، خواہ تطہیر کا ارادہ ہو یا نہیں۔ چنانچہ ناپاک کپڑا اگر پاک پانی سے دھویا جائے تو بالاتفاق وہ پاک ہو جاتا ہے، خواہ اس کو پاک کرنے کی نیت کی گئی ہو یا نہیں۔ اسی طرح احناف کے مسلک پر بغیر نیت کے وضو کیا جائے تو وضو درست ہو جائے گا اور اس وضو سے نماز ادا ہو جائے گی۔ لیکن مذکورہ حدیث کی بنا پر وضو کا ثواب نہیں ملے گا، کیونکہ ثواب نیت پر موقوف اور منحصر ہے۔

وضو بسم اللہ سے شروع کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ إِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوہریرہؓ جب وضو کرنے لگو تو بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ پڑھ لیا کرو۔

(طبرانی صغیر، قال الہیثمی اسنادہ حسن، [illegible] قال العینی اسنادہ حسن، عمدۃ [illegible])

ف: افضل یہ ہے کہ پوری بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی جائے۔
(فتح القدیر ج ۱، کفایہ شرح ہدایہ ج ۱، شرح مہذب للنووی ج ۱)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۵۰) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ أَمْرٍ ذِيْ بَالٍ لَا يُبْدَأُ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَهُوَ أَقْطَعُ۔

ہے کہ ہر شاندار کام جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہ کیا جائے تو وہ بے برکت ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح القدیر شرح ہدایہ ج۱ ص۲۰، نووی شرح مسلم ج۱ ص۴۳، شرح المہذب ج۱ ص۳۴۳)

(۵۱) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اس شخص کا وضو نہیں ہے جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر نہیں کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۱۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۶)

ف: حدیث مذکور میں لا وضوء سے وضوء کامل کی نفی مقصود ہے جیسا کہ حدیث لَا صَلٰوةَ لِجَارِ الْمَسْجِدِ إِلَّا فِي الْمَسْجِدِ (مسجد کے ہمسایہ کی نماز نہیں ہے مگر مسجد میں) میں لا صلوٰۃ سے کامل نماز کی نفی مراد ہے۔

درج ذیل احادیث اس تشریح و توجیہ کا واضح قرینہ ہیں۔

(۵۲) (۵۳) (۵۴) حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم تینوں بزرگوں سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَوَضَّأَ وَذَكَرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَطْهُرُ جَسَدُهُ كُلُّهُ وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللّٰهِ لَمْ يَطْهُرْ إِلَّا مَوْضِعُ الْوُضُوْءِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص وضو بنائے اور اللہ کا نام لے (بسم اللہ پڑھے) تو وہ اپنے تمام جسم کو (گناہوں سے) پاک کرتا ہے اور جو شخص وضو بنائے اور اللہ تعالیٰ کا نام نہ لے تو وہ صرف وضو کے مقامات (اعضاء) کو پاک کرتا ہے۔

(دارقطنی ص۷۴، مجمع الزوائد باب التسمیۃ)

الْيُمْنٰى اِلَى الْكَعْبَيْنِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ الْيُسْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ نَحْوَ وُضُوْئِيْ هٰذَا ۔ (مسلم ج۱ باب صفة الوضوء)

اپنے سر کا مسح کیا، پھر تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا دایاں پاؤں دھویا۔ پھر اسی طرح تین دفعہ ٹخنوں سمیت اپنا بایاں پاؤں دھویا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا وضو کرتے ہوئے دیکھا۔

ف: اس مضمون کی مرفوع حدیث صحیح بخاری، ابوداؤد، نسائی، مسند احمد، دارقطنی، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔ (زجاجة المصابیح ص۲۰ جلد اول)

(۵۷) عَنْ اَبِيْ حَيَّةَ قَالَ رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ تَوَضَّأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ حَتّٰى اَنْقَاهُمَا ثُمَّ مَضْمَضَ ثَلٰثًا وَاسْتَنْشَقَ ثَلٰثًا وَغَسَلَ وَجْهَهُ ثَلٰثًا وَذِرَاعَيْهِ ثَلٰثًا وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ مَرَّةً ثُمَّ غَسَلَ قَدَمَيْهِ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ...... ثُمَّ قَالَ اَحْبَبْتُ اَنْ اُرِيَكُمْ كَيْفَ كَانَ طُهُوْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

(جامع ترمذی ص۸ جلد اول، نسائی)

حضرت ابوحیہؒ فرماتے ہیں: میں نے خلیفۂ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ آپ نے (لوگوں کو وضو کی عملی تعلیم دینے کے لئے) وضو بنایا۔ اپنے دونوں ہاتھ دھوئے۔ یہاں تک کہ ان کو صاف کیا، پھر تین دفعہ کلی کی اور تین دفعہ ناک میں پانی ڈال کر صاف کیا اور تین دفعہ اپنا چہرہ دھویا اور تین دفعہ اپنے دونوں بازو دھوئے اور ایک دفعہ اپنے سر کا مسح کیا، پھر اپنے دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھوئے ...... پھر فرمایا: میں نے چاہا کہ میں تم کو دکھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو کیسا تھا۔

(۵۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اور

مَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَ اُذُنَيْهِ بَاطِنَهُمَا بِالسَّبَّاحَتَيْنِ وَ ظَاهِرَهُمَا بِإِبْهَامَيْهِ (نسائی جلد اول باب مسح الاذنین)

کانوں کا مسح فرمایا۔ کانوں کے اندرونی حصے کا مسح شہادت والی انگلیوں سے اور ان کے بیرونی حصے کا اپنے انگوٹھوں سے فرمایا۔

(۵۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَسْحُ الرَّقَبَةِ اَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ گردن کا مسح کرنا قیامت کے دن جہنم کے طوق سے حفاظت ہے۔

(مسند الفردوس للدیلمی۔ زجاجۃ المصابیح ص۲۳ جلد اول)

(۶۰) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ بِيَدَيْهِ عَلٰى عُنُقِهٖ اُمِنَ مِنَ الْغُلِّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ رواہ ابو نعیم فی الحلیہ۔ زجاجۃ المصابیح ص۲۳ جلد اول۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس شخص نے وضو کیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی گردن کا مسح کیا وہ قیامت کے دن طوق سے محفوظ رہے گا۔

ف: مسح رقبہ کی ایک مرفوع حدیث صحیح ابن السکن میں بھی ہے۔ زجاجہ ص۲۴ جلد ۱ گردن کا مسح کرنا مستحب ہے مسح رقبہ کے ثبوت میں مذکورہ بالا احادیث کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی بے مثال کتاب السعایہ جلد اول ص۱۲۰ تا ۱۲۳ میں درج ہے۔

مولانا مرحوم فرماتے ہیں۔ (ترجمہ)

"اگرچہ مسح رقبہ کی احادیث سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں لیکن فضائل و مستحبات میں ضعیف حدیث بھی قابلِ عمل ہوتی ہے۔" (السعایہ جلد اول ص۱۲۰)

علامہ موصوف نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ بھی تصنیف فرمایا ہے جس کا نام "تحفۃ الطلبۃ فی تحقیق مسح الرقبۃ" ہے۔

(۶۱) حضرت رُبیّع بنت مُعوّذ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَاَدْخَلَ اِصْبَعَیْہِ فِیْ جُحْرَیْ اُذُنَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا (کانوں کا مسح کرتے ہوئے) اپنے کانوں کے سوراخوں میں اپنی دونوں انگلیاں ڈالیں

(ابوداؤد ص۱۸ جلد اوّل، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۴۶)

(۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا تَوَضَّاْتَ فَخَلِّلْ اَصَابِعَ یَدَیْکَ وَرِجْلَیْکَ۔

رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تو وضو بنائے تو اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کا خلال کر۔

(ترمذی ص۶ جلد اوّل باب تخلیل اللحیۃ، مشکوٰۃ ص۴۶)

چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۶۳) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّاَ فَمَسَحَ عَلٰی نَاصِیَتِہٖ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو بنایا تو اپنی پیشانی کے بالوں پر مسح کیا۔

(مسلم ص۱۳۴ جلد اوّل، باب المسح علی الخفین، مشکوٰۃ ص۴۶، ابوداؤد ص۲۱ جلد اوّل)

(۶۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَتَوَضَّاُ وَعَلَیْہِ عِمَامَۃٌ قِطْرِیَّۃٌ فَاَدْخَلَ یَدَہٗ

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو بناتے ہوئے دیکھا آپ (کے سر مبارک) پر قطری کپڑے

مِنْ تَحْتِ الْعِمَامَةِ فَمَسَحَ مُقَدَّمَ رَأْسِهٖ فَلَمْ يَنْقُضِ الْعِمَامَةَ. (رواہ ابوداؤد، باب المسح على العمامة، مستدرک حاکم)

کہ پگڑی تھی آپ نے اپنا ہاتھ پگڑی کے نیچے داخل کر کے اپنے سر مبارک کے اگلے حصے کا مسح فرمالیا اور پگڑی کو نہیں کھولا۔

ف: تمام سر کے مسح کی حدیثیں "وضو کا طریقہ" عنوان کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔ اگر تمام سر کا مسح کرنا فرض ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صرف چوتھائی سر کے مسح پر اکتفا نہ فرماتے، اور اگر چوتھائی سر سے کم پر مسح ـــــ کافی ہوتا تو بیان جواز کے لئے کم از کم ایک دفعہ آپ اس پر بھی عمل فرماتے۔ لیکن پورے ذخیرہ احادیث میں ایک دفعہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عمل ثابت نہیں۔ اس تفصیل سے واضح ہوا کہ چوتھائی سر کا مسح کرنا فرض ہے اور تمام سر کا مسح کرنا سنت ہے۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۱)

کامل وضو کی برکات!

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ خَرَجَتْ خَطَايَاهُ مِنْ جَسَدِهٖ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص اچھی طرح سے وضو کرتا ہے اس کے جسم سے اس کے گناہ نکل جاتے ہیں۔

مسلم ص ۱۲۵ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۳۸

(۴۶) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ يَتَوَضَّأُ فَيُبْلِغُ أَوْ فَيُسْبِغُ الْوُضُوْءَ ثُمَّ يَقُوْلُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص مکمل وضو بنائے پھر یہ دعا پڑھے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - اور ایک روایت میں

وَفِيْ رِوَايَةٍ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا فُتِحَتْ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الثَّمَانِيَةُ يَدْخُلُهَا مِنْ أَيِّهَا شَاءَ۔

ایک روایت یہ ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ۔ تو لازمی طور پر اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے وہ شخص جس دروازے سے چاہے گا جنت میں داخل ہوگا۔

(مسلم شریف ج۱ ص۱۲۲، مشکوٰۃ ص۳۹)

ف: جنت میں داخل ہونے کے لیے تو ایک دروازہ کھل جانا ہی کافی ہے۔ آٹھوں دروازوں کا کھلنا محض اعزاز و اکرام کے لیے ہوگا۔

(۶۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أُمَّتِيْ يُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ غُرًّا مُحَجَّلِيْنَ مِنْ آثَارِ الْوُضُوْءِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت قیامت کے دن بلائے گی تو وضو کے اثر سے ان کے چہرے اور ہاتھ پاؤں منور اور روشن ہوں گے۔

(بخاری ص۲۵ جلد ۱، مسلم ص۱۲۶ جلد ۱، مشکوٰۃ ص۳۹)

وضو کرتے وقت پانی اور وقت ضائع نہ کیا جائے

(۶۸) حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِسَعْدٍ وَهُوَ يَتَوَضَّأُ فَقَالَ مَا هٰذَا السَّرَفُ يَا سَعْدُ؟ قَالَ أَفِي

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وضو کر رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے اور فرمایا اے سعد یہ کیا

(ترمذی جلد ۱ باب المنديل بعد الوضوء مشکوٰۃ صہ ۴۶)۔ ورواز ے سے چاہے گا داخل ہوگا۔

غسل جنابت کی فرضیت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

(۱) وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا (مائدہ ع ۲) اگر تم جنبی ہو تو خوب طہارت حاصل کرو۔

غسل کا طریقہ اور اس کے آداب

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲) قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذَلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے غسل جنابت کا پانی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رکھ دیا۔ آپ نے دو یا تین دفعہ اپنی دونوں ہتھیلیاں دھوئیں۔ پھر اپنا ہاتھ برتن میں ڈالا پھر اس سے اپنے مقام استنجا پر پانی ڈالا اور بائیں ہاتھ سے اسے دھویا۔ پھر اپنا بایاں ہاتھ زمین پر مارا اور اسکو خوب ملا۔ پھر نماز کے وضو کی طرح وضو کیا اس کے بعد اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالا۔ پھر تمام جسم دھویا۔ پھر اس مقام سے ہٹ کر اپنے دونوں پاؤں دھوئے۔

(بخاری صہ جلد ۱ مسلم صہ ۱۴۷ جلد ۱ واللفظ لمسلم)

(۴۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحْتَ کُلِّ شَعْرَۃٍ جَنَابَۃٌ فَاغْسِلُوا الشَّعْرَ وَاَنْقُوا الْبَشَرَۃَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بالوں کو دھوؤ اور بدن کی کھال کو صاف کرو۔

(ابوداؤد ص۳۳ ج۱، ترمذی ص۱۵ ج۱، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۴۸)

(۴۴) حضرت یعلیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَیِیٌّ سِتِّیْرٌ یُحِبُّ الْحَیَاءَ وَالسَّتْرَ فَاِذَا اغْتَسَلَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْتَتِرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ باحیا، پردہ پوش ہیں وہ حیا اور پردہ پوشی کو پسند کرتے ہیں جب تم میں سے کوئی غسل کیا کرے تو پردہ کر لیا کرے۔

(ابوداؤد ص۲۰۴ جلد دوم، نسائی ص۴۶ جلد۱، مشکوٰۃ ص۴۹)

جمعہ کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ اَحَدُکُمُ الْجُمُعَۃَ فَلْیَغْتَسِلْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جمعہ کی نماز کے لیے آئے تو چاہیے کہ غسل کرے۔

(بخاری ص۱۲۰ جلد اول، مسلم ص۲۷۹ جلد۱، مشکوٰۃ ص۵۵)

(۴۶) حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّاَ یَوْمَ الْجُمُعَۃِ فَبِهَا وَنِعْمَتْ وَمَنِ اغْتَسَلَ فَالْغُسْلُ اَفْضَلُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جو شخص جمعہ کے دن وضو بنائے تو ٹھیک ہے اور جو غسل کرے تو غسل افضل ہے۔

الْاَضْحٰی۔ (ابو داؤد، ترمذی، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۵)

عید کے دن کا غسل سنت ہے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ الْاَضْحٰى۔ (ابن ماجہ صفحہ ۹۴)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید فطر اور عید قربان کے دن غسل فرمایا کرتے تھے۔

نماز کی عظمت و اہمیت

اللہ تعالیٰ شانہٗ کی مقدس ذات و صفات، اس کے بیشمار احسانات و کمالات، اس کی توحید و تقدس پر ایمان لانے اور اس کا اقرار کرنے کا فطری و قدرتی تقاضا یہ ہے کہ انسان اسکی بارگاہ عالی میں اپنی عاجزی و عبدیت اور اس کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اظہار کرے اس کی یاد سے اپنے قلب و روح کے لئے نور و سرور کی غذا حاصل کرے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز اس مقصد کی تکمیل اور اس عظیم مقصد کے حصول کا بے مثال ذریعہ ہے۔ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم میں اور آسمانی شریعت میں ایمان کے بعد سب سے پہلا حکم نماز کا ملتا ہے۔ حضرت حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ نماز کی حقیقت و حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وَاَصْلُ الصَّلٰوةِ ثَلٰثَةُ اَشْيَاءَ اَنْ يَّخْشَعَ الْقَلْبُ عِنْدَ مُلَاحَظَةِ جَلَالِ اللّٰهِ وَعَظَمَتِهٖ وَيُعَبِّرَ اللِّسَانُ عَنْ تِلْكَ الْعَظَمَةِ وَذٰلِكَ الْخُشُوْعِ بِاَفْصَحِ عِبَارَةٍ وَاَنْ يُّؤَدِّبَ الْجَوَارِحَ حَسْبَ ذٰلِكَ الْخُشُوْعِ۔

جس کا حاصل یہ ہے کہ نماز کی اصل روح یہ ہے کہ انسان بیک وقت اپنے دل و زبان اور اعضاء و جوارح سے اللہ تعالیٰ مقدس کی عظمت و جلال کا اعتراف و اظہار کرے اور اپنی عاجزی و بندگی اور عبدیت کا اعتراف و اقرار کرے۔

(حجۃ اللہ البالغہ صفحہ جلد اوّل باب اسرار الصلوٰۃ)

اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

"نماز کیا ہے؟ مخلوق کا اپنے دل و زبان اور ہاتھ پاؤں سے اپنے خالق کے سامنے بندگی اور عبودیت کا اظہار، اس رحمان و رحیم کی یاد اور اس کے بے انتہا احسانات کا شکریہ، حسن ازل کی حمد و ثنا اور اس کی یکتائی اور بڑائی کا اقرار، یہ اپنے محبوب سے روح کا خطاب ہے، یہ اپنے آقا کے حضور میں جسم و جان کی بندگی ہے، یہ ہمارے اندرونی احساسات کا عرض نیاز ہے، یہ ہمارے دل کے ساز کا فطری ترانہ ہے، یہ خالق و مخلوق کے درمیان تعلق کی گرہ اور وابستگی کا شیرازہ ہے۔ یہ بے قرار روح کی تسکین، مضطرب قلب کی تشفی اور مایوس دل کی آس ہے، یہ فطرت کی آواز ہے، یہ حساس و اثر پذیر طبیعت کی اندرونی پکار ہے، یہ زندگی کا حاصل اور ہستی کا خلاصہ ہے۔"

(سیرۃ النبی ص ۵۹-۶۰، جلد ۵)

نماز کی فرضیت

ارشاد ربانی ہے۔

(۴۸) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ (بقرہ ۴۳) اور نماز قائم کرو۔

اقامت صلوٰۃ کا مفہوم یہ ہے کہ نماز کو ہمیشہ پابندی کے ساتھ اس کے ارکان و شرائط اور سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے ادا کیا جائے۔

نماز تمام انبیاء علیہم السلام کی شریعتوں کا بنیادی رکن ہے

قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق انبیاء علیہم السلام ہمیشہ خود نماز کا اہتمام اور اپنی امتوں کو اس کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے پیارے صاحبزادے

الشَّهَوَاتِ فَسَوْفَ يَلْقَوْنَ غَيًّا ۝ کی پیروی کی نہیں تو بضرور خرابی دیکھیں گے

(مریم ۵۹/۱۶)

قیامت کے دن دوزخی لوگ اپنے دوزخ میں جانے کی وجوہ بیان کرتے ہوئے ایک وجہ یہ بیان کریں گے۔

(۹۱) لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔ کہ ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہیں تھے۔

(مدثر ۷۴/۴۳)

ایک اور مقام پر نماز میں کاہلی اور سستی کرنے کو نفاق کی علامت قرار دیا گیا ہے۔

(۹۲) إِنَّ الْمُنَافِقِينَ يُخَادِعُونَ اللَّهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ ۝ (النساء ۱۴۲/۴)

بے شک منافق لوگ اللہ تعالیٰ سے چالبازی کرتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو اس چالبازی کی سزا دینے والے ہیں۔ اور جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز بُرائی اور بے حیائی سے روکتی ہے۔

(۹۳) إِنَّ الصَّلَاةَ تَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ ۝ (العنکبوت ۴۵/۲۹)

بے شک نماز (زبان حال سے) بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

(۹۴) وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ (الروم ۳۱/۳۰)

اور نماز قائم کرو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

اس سے معلوم ہوا کہ ترک نماز سے کفر و شرک میں گرفتار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ قرآن مجید کے انہی مضامین و ہدایات کو سنتِ نبوی اور سنتِ نبوی عملی

تَكُنْ لَهُ نُوْرًا وَلَا بُرْهَانًا وَلَا نَجَاةً وَكَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مَعَ قَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَاُبَيِّ ابْنِ خَلَفٍ۔

(مسند دارمی، بیہقی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۵۹)

بچے گی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی تو وہ نماز اس کے واسطے نہ نور بنے گی نہ برہان نہ ذریعہ نجات، اور وہ شخص قیامت کے دن ان بڑے بڑے کافروں یعنی قارون، فرعون، ہامان اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

نماز پر گناہوں کی معافی

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۹۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَهُنَّ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَهُنَّ وَصَلَّاهُنَّ لِوَقْتِهِنَّ وَاَتَمَّ رُكُوْعَهُنَّ وَخُشُوْعَهُنَّ كَانَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اَنْ يَّغْفِرَ لَهُ وَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ فَلَيْسَ لَهُ عَلَى اللّٰهِ عَهْدٌ اِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ۔

(ابوداؤد، بیہقی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص ۵۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں فرض کی ہیں جس نے ان کے لئے احسن طریقے سے وضو کیا اور ان کو وقت پر ادا کیا اور ان کا رکوع اور خشوع مکمل کیا۔ ایسے شخص کے لئے اللہ تعالیٰ کا پختہ وعدہ ہے کہ اسے بخش دیں گے۔ اور جس نے ایسا نہیں کیا (نماز کے بارے میں کوتاہی کی) اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کوئی وعدہ نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا تو بخش دے اور چاہے گا تو عذاب دے گا۔

ف: جو شخص پورے اہتمام کے ساتھ خشوع و خضوع سے سنن و آداب کی رعایت کرتے ہوئے پابندی کے ساتھ ہمیشہ نماز پڑھتا رہے۔ تو عام تجربہ و مشاہدہ ہے کہ ایسا شخص خود ہی گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اگر کبھی گناہ ہو جائے تو توبہ و استغفار۔

ہا جنا بندہ اور آپ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو ہو بن میں اپنی پوری زندگی آپ کے احکام اور آپ کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کے مطابق گزاروں گا۔

طلوع آفتاب سے زوالِ آفتاب تک تقریباً چھ سات گھنٹے کا طویل وقفہ دوسری ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے ہے۔ زوال کے بعد پھر خدا کے منادی (موذن) کی پکار پر دوبارہ بارگاہِ خداوندی میں حاضری دیتا ہے۔ اپنے عجز و نیاز کا اظہار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اقرار و اعلان کرتا ہے۔ پھر تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد عصر، مغرب، عشاء کی نمازوں میں اسی معاہدہ کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ جب بندہ احساس و شعور کے ساتھ پانچ وقت کی نماز پابندی کے ساتھ ادا کرتا ہے تو زبانِ حال سے اسے بار بار یاد دلاتی رہتی ہے کہ اے انسان! تو شتر بے مہار نہیں، بلکہ سب سے بڑی قدرت والی ذات کا بندہ ہے جس طرح تو نماز کے اندر اس کے احکام کی پابندی کرتا ہے، نماز کے باہر بھی اس کے احکام کی تابع زندگی بسر کر۔ دفتر میں ہو یا کارخانے میں، کھیت میں ہو یا دکان میں، ہر جگہ، ہر وقت اس کے احکام اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو پیشِ نظر رکھ کر اپنی ذمہ داری کو پورا کیا کر۔

ارشادِ ربانی ہے:۔

(۱۰) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ۔ (عنکبوت ۲۹، ۴۵)

بے شک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے۔

پھر جس طرح مادی جسمانی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے روزانہ متعدد بار جسمانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔ اسی طرح روحانی زندگی جو بہت طویل زندگی ہے قبر و حشر و بہشت

کروڑہا سال پر مشتمل ہے، لا محدود اور نہ ختم ہونے والی زندگی ہے۔ اس کی روح ایمان ہے اور اس کی غذا نماز اور دیگر عبادات ہیں۔ روحانی اور اخروی زندگی کو تازہ خون پہنچانے اور اس کی صحت کو برقرار رکھنے اور تقویت دینے کے لیے روزانہ پانچ وقت کی نماز کی شکل میں روحانی غذا حاصل کرنا ضروری ہے۔

اصل زندگی آخرت کی زندگی ہے۔ ارشاد ربانی ہے :-

(۱۱) وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۭ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِىَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ (العنکبوت ۶۴)

اور یہ دنیا کی زندگی تو صرف کھیل و تماشہ ہے اور آخرت کا گھر اصل زندگی کا مقام ہے، کاش یہ لوگ جانتے۔

اگر دنیاوی زندگی کو احکام خداوندی اور سیرت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پابند کر دیا جائے تو پھر یہ زندگی بھی اخروی زندگی کی سعادت و فلاح کا دیباچہ اور مقدمہ بن کر بامقصد ہو جاتی ہے اور حقیقی بن جاتی ہے۔ دنیا کے کام بھی دین اور عبادت بن جاتے ہیں۔

پانچ وقت کی فرض نماز اور اس کے اوقات

حق تعالیٰ شانہٗ کا ارشاد ہے۔

(۱۲) اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا (النساء ۱۰۳)

بے شک نماز اہل ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(۱۳) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (البقرہ ۲۳۸)

نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز کی (نماز عصر)۔

اس آیت کے ضمن میں متعدد نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۴) مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ

نماز صبح سے پہلے، نماز عشاء کے

وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ط (النور ۵۸) بعد۔

اس آیت کریمہ میں فجر و عشاء کی نمازوں کی تصریح ہے۔

(۱۰۳) وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ ط (ہود ۱۱۴) دن کے دونوں طرف اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم کیجئے۔

اس آیت میں اکثر نمازوں کا ذکر ہے۔

(۱۰۴) أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ إِلٰى غَسَقِ اللَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ط (الاسراء ۷۸) سورج کے ڈھلنے سے رات کے اندھیرے تک نماز قائم کیجئے اور صبح کی نماز بھی۔

اس آیت مبارکہ میں پانچوں نمازوں کا ذکر ہے۔ (تفسیر مواہب الرحمٰن)

پانچ وقت کی فرض نماز بے شمار متواتر احادیث سے بھی ثابت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ ہمیشہ ان کو پابندی سے ادا فرماتے رہے۔ متواتر احادیث قطعی دلائل میں سے ہیں۔ چودہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ان کو ادا کرتے چلے آرہے ہیں پوری اسلامی تاریخ میں ایک دن یا ایک وقت بھی اس عمل کا انقطاع نہیں ہوا۔

(سیرت النبی ج ۵ التحقیق العجیب ج ۲)

مسلمانوں کی سہولت کے لئے نمازوں کے اوقات میں شرعاً وسعت ہے اوقات کی مقررہ حدود کے اندر اندر نماز درست ہے ان اوقات کے بعض حصے مکروہ ہو سکتے ہیں اور بعض حصے مستحب کا مستحب وقت میں نماز پڑھنے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ افضل درجہ حاصل ہو۔

نماز صبح کا وقت طلوع صبح صادق سے طلوع شمس تک ہے

(۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْفَجْرِ حِیْنَ یَطْلُعُ الْفَجْرُ وَاِنَّ اٰخِرَ وَقْتِہَا حِیْنَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ صبح کے وقت کی ابتدا صبح صادق کے طلوع کا وقت ہے اور اس کی انتہا سورج نکلنے تک ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۸ جلد اول، مسند احمد)

صبح کی نماز کا مستحب وقت اسفار ہے

(۱۰۵) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَسْفِرُوْا بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ۔	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، صبح کی نماز اسفار میں ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(ترمذی ص۲۲ جلد ا، مشکوٰۃ ص۶۱، ابوداؤد، نحوہ ص۶۱، مسند دارمی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر شافعی فتح الباری جلد ۲ صفحہ ۴۵ پر فرماتے ہیں۔ (وصححہ غیر واحد) کہ بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

اسفار سے مراد یہ ہے کہ صبح کا اُجالا خوب پھیل جائے۔

ایک مرفوع حدیث یہ ہے۔	حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس قدر
(۱۰۶) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا اَسْفَرْتُمْ بِالْفَجْرِ فَاِنَّہٗ اَعْظَمُ لِلْاَجْرِ	تم اسفار میں نماز ادا کرو گے اسی قدر اجر و ثواب زیادہ ہوگا۔

(نسائی ص۹۴)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ جلد اوّل صہ ۲۳۸)

(۱۰۹) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بِلَالُ نَوِّرْ بِصَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى يُبْصِرَ الْقَوْمُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِمْ مِنَ الْإِسْفَارِ۔

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بلالؓ! صبح کی نماز اجالے میں ادا کیا کر، یہاں تک کہ لوگ اسفار کی وجہ سے اپنے تیر گرنے کے مقامات دیکھ سکیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحٰق بن راہویہ، طبرانی، کتاب الحجج امام محمد، ابوداؤد طیالسی)

(۱۱۰) حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَوِّرُوْا بِالْفَجْرِ فَإِنَّهُ أَعْظَمُ لِلْأَجْرِ۔ (طبرانی کبیر)

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے صبح کی نماز اجالے میں ادا کرو کیونکہ اس میں زیادہ اجر و ثواب ہے۔

(۱۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزَالُ أُمَّتِي عَلَى الْفِطْرَةِ مَا أَسْفَرُوْا بِصَلٰوةِ الْفَجْرِ۔

(مسند بزار، طبرانی اوسط)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے میری امت فطرت پر ہمیشہ قائم رہے گی جب تک کہ وہ صبح کی نماز اسفار میں ادا کرتی رہے گی۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے بھی مروی ہے۔ (طبرانی)

اسفار کی مرفوع حدیثیں دیگر صحابہ کرامؓ سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (طبرانی)، حضرت قتادہ بن نعمانؓ (طبرانی، مسند بزار) حضرت حوا انصاریہؓ (طبرانی)۔ ان احادیث کی تفصیل نصب الرایہ جلد اوّل صہ ۲۳۵ تا صہ ۲۳۸ اور نصرۃ الباری جلد ۳ صہ ۹ شرح صحیح بخاری میں ملاحظہ فرمائیں۔ اگرچہ ان کی سندیں متکلم فیہ ہیں

محدثین کے اصول کے مطابق تابعین کے دور تک ہی پیش کی جا سکتی ہیں ۔

(۱۱۴) حضرت ابراہیم نخعی تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

مَا أَجْمَعَ أَصْحَابُ مُحَمَّدٍ عَلَى شَيْءٍ مَا أَجْمَعُوا عَلَى التَّنْوِيرِ بِالْفَجْرِ

صحابہ کرام رضوان جس قدر فجر کے اسفار پر جمع ہوئے ہیں اس قدر اجماع و اتفاق کسی دوسری چیز پر نہیں کیا ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۲۲)

یہ حدیث صحیح سند سے طحاوی صفحہ ۱۰۴ جلد ۱ میں بھی مروی ہے ۔

(نصب الرایہ جلد ۱ ص ۲۳۹)

حضرت محدث سیوطی شافعی "الدر المنثور" میں لکھتے ہیں کہ اسفار کی حدیثیں متواتر ہیں ۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص ۲۵ جلد ۲)

ف : بعض مرفوع احادیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز غلس (اندھیرے) میں پڑھا کرتے تھے ۔ بعض محققین نے اس کی توجیہ یہ لکھی ہے کہ بے شک آپ کا عمل عام طور پر غلس یعنی اندھیرے میں نماز پڑھنے کا تھا ۔ لیکن عوام کی سہولت کے لیے آپ نے اپنی امت کو اسفار میں نماز پڑھنے کی ترغیب دی ہے ۔ تو آپ کے ارشاد کی بنا پر امت کے لئے اسفار میں نماز پڑھنا افضل ہے ۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ج ۱)

نمازِ ظہر کا وقت زوالِ شمس سے دو مثل سایہ تک ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

(۱۱۵) قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الظُّهْرِ حِيْنَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَآخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَدْخُلُ وَقْتُ الْعَصْرِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ظہر کے وقت کی ابتداء زوال شمس سے ہے اور اس کی انتہا جب عصر کا وقت داخل ہو ۔

(ترمذی ص ۲۲ جلد اول ، مسند امام احمد)

(۱۰۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف حدیث ہے جس کی سند صحیح ہے ۔

صَلِّ الظُّهْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَكَ وَالْعَصْرَ إِذَا كَانَ ظِلُّكَ مِثْلَيْكَ ۔

ظہر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ تیرے ساتھ برابر ہو اور عصر کی نماز پڑھ جب تیرا سایہ دوگنا ہو ۔

(مؤطا امام مالکؒ ص ۵ باب وقت الصلوٰۃ)

(۱۰۵) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ كُنَّا فِي سَفَرٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَرَادَ الْمُؤَذِّنُ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُؤَذِّنَ فَقَالَ لَهُ أَبْرِدْ حَتَّى سَاوَى الظِّلُّ التُّلُولَ ۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے مؤذن نے ظہر کی نماز کے لیے اذان دینے کا ارادہ کیا تو آپ نے فرمایا تاخیر کرو ۔ اس نے وقفہ کے بعد پھر اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے دوبارہ فرمایا ٹھہرو ۔ اس نے پھر اذان کا ارادہ کیا تو آپ نے سہ بارہ فرمایا تاخیر کرو حتیٰ کہ ٹیلوں کا سایہ ان کے برابر ہوگیا ۔ (تب اذان و نماز ہوئی)

(بخاری ص ۸۸ باب الاذان للمسافرین)

ف : ظاہر ہے کہ ٹیلے کا سایہ ٹیلے کے برابر ایک مثل سایہ کے بعد ہوتا ہے ۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں نماز ظہر کا وقت دو مثل تک رہتا ہے ۔ دو مثل کے بعد نماز عصر کا وقت شروع ہوتا ہے ۔ بخاری شریف کی مذکورہ بالا حدیث واضح طور پر امام ابو حنیفہؒ کی تحقیق کی مؤید ہے ۔ لیکن ائمہ ثلاثہؒ اور صاحبینؒ کی تحقیق میں ظہر کا وقت ایک مثل ہے ۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز پہلی مثل کے اندر اندر

عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھی جائے تاکہ اجماعی اوقات میں نماز ادا ہو۔

(شامی ص ۲۴۹ ج ۱، فتح القدیر ص ۱۹۳ ج ۱، بحر الرائق ص ۲۴۵ جلد ۱)

نماز ظہر کا مستحب وقت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث نسائی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

(۱۱۶) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ الْحَرُّ أَبْرَدَ بِالصَّلٰوةِ وَإِذَا كَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب گرمی ہوتی تو نماز ظہر تاخیر سے پڑھتے تھے اور جب سردی ہوتی تو تعجیل فرماتے، اول وقت میں پڑھتے تھے۔

(نسائی ج ۱ ص ۸۷، مشکوٰۃ ص ۶۲)

(۱۱۷) حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جب سخت گرمی ہو تو نماز تاخیر سے ادا کیا کرو، کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔

(بخاری ج ۱ ص ۷۷ باب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر، مسلم ص ۲۲۴ ج ۱، باب استحباب الابراد بالظہر فی شدۃ الحر)

(۱۱۸) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوةِ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب گرمی سخت ہو تو نماز تاخیر سے ادا کرو۔

(بخاری ص ۷۷ جلد اول، مسلم ص ۲۲۴ جلد اول)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَبْرِدُوْا بِالظُّھْرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے نمازِ ظہر تاخیر سے ادا کرو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے ۔

(بخاری ص ۷۷ جلد اوّل)

محدث ابن حجرؒ تلخیص الحبیر شرح المہذب ص ۱۸۵ جلد ۱ پر فرماتے ہیں کہ حدیث اِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَاَبْرِدُوْا بِالصَّلٰوۃِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الْحَرِّ مِنْ فَیْحِ جَھَنَّمَ ۔ متعدد صحابہ کرامؓ سے درج ذیل کتب حدیث میں مروی ہے ۔

چنانچہ حضرت ابوذرؓ سے بخاری و مسلم میں ، حضرت ابن عمرؓ سے بخاری وغیرہ میں ، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے نسائی میں ، حضرت عائشہؓ سے صحیح ابن خزیمہ میں ، حضرت مغیرہؓ سے مسند امام احمد و ابن ماجہ میں ، حضرت ابوسعیدؓ سے بخاری میں ، حضرت عمرو بن عبسہؓ سے طبرانی میں ، حضرت صفوانؓ سے مصنف ابن ابی شیبہ و مستدرک حاکم میں اور حضرت ابن عباسؓ سے مسند بزار میں مروی ہے الخ

ف : بعض صحیح احادیث میں ظہر کی تعجیل اور اوّل وقت میں پڑھنا مذکور ہے ۔ ارباب تحقیق نے اس کی مختلف توجیہیں کی ہیں ، ایک توجیہ و تطبیق تو یہ ہے کہ تعجیل کی حدیثیں موسم سرما پر اور ابراد و تاخیر کی حدیثیں موسم گرما پر محمول ہیں ۔ اس تطبیق کا واضح قرینہ حضرت انسؓ کی مذکورہ بالا صحیح حدیث ہے ۔ اِذَا کَانَ الْحَرُّ اَبْرَدَ بِالصَّلٰوۃِ وَاِذَا کَانَ الْبَرْدُ عَجَّلَ ۔ کہ جب گرمی ہوتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر سے نماز پڑھتے اور جب سردی ہوتی تو اوّل وقت میں نماز پڑھتے ۔

دوسری توجیہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کَانَ الْاٰخِرُ مِنْ اَمْرَیْنِ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْاِبْرَادَ

(فتح الباری شرح بخاری ص۔ جلد دوم) یعنی تعجیل کی حدیثیں ابتداء پر محمول ہیں۔ اور ابراد و تاخیر والی حدیثیں آخری زمانہ پر محمول ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل ابراد و تاخیر کا تھا۔ بہرحال مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا افضل ہے۔

نمازِ عصر کا وقت ظہر کے آخر وقت سے غروبِ شمس تک ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۰) اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الْعَصْرِ قَبْلَ اَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ اَدْرَكَ الْعَصْرَ۔ (بخاری ص۸۲ جلد۱، مسلم ص۲۲۱ جلد۱ و بقیہ صحاح ستہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے غروبِ شمس سے پہلے نمازِ عصر کی ایک رکعت پالی اس نے نمازِ عصر پالی۔

(۱۴۱) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الْاَوَّلُ۔ (مسلم ص۲۲۳ ج۱ باب اوقات الصلوات الخمس)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نمازِ عصر کا وقت اس وقت تک ہے جب تک کہ سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ غروب ہونے لگے۔

نمازِ عصر کا مستحب وقت اصفرارِ شمس سے پہلے پہلے

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

وَسَلَّمَ إِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ لَّا تُغْلَبُوْا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا فَافْعَلُوْا ثُمَّ قَرَأَ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔

اگر تمہاری استطاعت میں یہ بات ہو کہ تم صبح و عصر کی نماز میں مغلوب نہ ہو تو ایسا کرو (ان نمازوں کی پابندی کرو)۔ پھر حضرت جریرؓ نے (اس حدیث کی تائید میں) یہ آیت پڑھی۔ (فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا۔ طلوع شمس و غروب شمس سے پہلے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کیجئے۔

(بخاری ج۱ ص۷۹ باب فضل صلوٰۃ العصر مسلم ج۱ ص۲۲۵، باب فضل صلوٰۃ الصبح والعصر، ابوداؤد کتاب السنۃ)

(۱۲۳) حضرت عمارہ رضی اللہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَنْ يَّلِجَ النَّارَ اَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے طلوع شمس و غروب شمس سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز پابندی سے ادا کی وہ ہرگز دوزخ میں داخل نہ ہوگا۔

(مسلم ج۱ ص۲۲۸، نسائی ج۱ ص۸۲ باب فضل صلوٰۃ العصر، مسند امام احمدؒ)

ان احادیث سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اور قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ ٥ تسبیح و تحمید کا حکم آیا ہے، اس سے فجر و عصر کی نمازیں مراد ہیں۔

۲۔ حدیث، تفسیر و دیگر تمام اسلامی و عربی علوم کے مسلّمہ امام علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ "عقیدۃ الاسلام" میں لکھتے ہیں:۔

"قَبْلَ الطُّلُوْعِ اور قَبْلَ الْغُرُوْبِ کے کلمات فصحاء کے استعمال میں طلوع و غروب سے قریب اوقات پر بولے جاتے ہیں۔ چنانچہ عربی میں جب

کوئی شخص کہتا ہے "اٰتِیْکَ قَبْلَ الْمَغْرِبِ" کہ میں تیرے پاس غروب شمس سے پہلے آؤں گا تو مطلب یہی سمجھا جاتا ہے کہ غروب سے کچھ پہلے آئے گا۔ دو تین گھنٹے غروب سے قبل کا وقت نہیں سمجھا جاتا۔"

(فتح الملہم شرح مسلم صفحہ ۲۰۰ جلد ۲، التعلیق الصبیح شرح مشکوٰۃ صفحہ ۲۹۶ جلد ۱، صفحہ ۲۴۳)

اس بنا پر قرآن و حدیث کی مذکورہ نصوص سے نماز فجر و عصر میں اوّل وقت سے تھوڑے سے تاخیر سے ادا کرنے کا استحباب معلوم ہوتا ہے۔ کتاب و سنت کا یہ منشاء اور استحباب بہت واضح اور ظاہر ہے۔

(۱۲۴) حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشَدَّ تَعْجِيْلًا لِلظُّهْرِ مِنْكُمْ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ تَعْجِيْلًا لِلْعَصْرِ مِنْهُ۔ (ترمذی جلد ۱ صفحہ ۲۲، مسند احمد، مشکوٰۃ صفحہ ۶۲)

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے لوگوں سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز تم سے جلدی پڑھتے تھے اور تم عصر کی نماز آپ سے جلدی پڑھتے ہو۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی صفحہ ۴ جلد ۲)

اس سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عصر کی نماز اوّل وقت سے تھوڑی تاخیر سے پڑھتے تھے۔

(۱۲۵) حضرت علی بن شیبان رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ قَدِمْنَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ فَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ مَا دَامَتِ الشَّمْسُ بَيْضَاءَ نَقِيَّةً۔ (ابو داؤد باب وقت صلوٰۃ العصر ...)

حضرت علی بن شیبان فرماتے ہیں ہم مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نماز عصر تاخیر سے ادا فرماتے تھے جب تک سورج صاف سفید رہتا۔

(۱۲۶) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْمُرُ بِتَأْخِيْرِ الْعَصْرِ۔ — حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز عصر کی تاخیر کا حکم دیا کرتے تھے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، طبرانی کبیر)

یہ آخری دو حدیثیں سند کے لحاظ سے ضعیف ہیں۔ تاہم محدثین کے اصول پر تائید و استشہاد میں پیش کی جا سکتی ہیں۔

(۱۲۷) خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا:

صَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ قَبْلَ أَنْ تَدْخُلَهَا صُفْرَةٌ۔ — نماز عصر سورج میں زردی آنے سے پیشتر اس وقت ادا کرو جب کہ سورج سفید ہو۔

(موطا امام مالک ص ۶، سند قوی)

(۱۲۸) إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ يُؤَخِّرُ الْعَصْرَ۔ — حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ عصر کی نماز تاخیر سے ادا فرماتے تھے۔

(طبرانی کبیر، رجال موثقون)

ف: بعض صحیح احادیث میں نماز عصر تعجیل سے اور اول وقت میں پڑھنے کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا آیات و احادیث کی روشنی میں تعجیل والی حدیثیں بیان جواز اور بعض اوقات پر محمول ہیں۔ (فتح الملہم شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۰۲)

نماز مغرب کا وقت

مغرب کی نماز کا وقت غروب شمس سے غروب شفق تک ہے۔

(۱۲۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ حِيْنَ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَإِنَّ آخِرَ وَقْتِهَا حِيْنَ يَغِيْبُ الْأُفُقُ۔ (ترمذی ص ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

کہ مغرب کا اول وقت غروب شمس ہے اور اس کا آخری وقت افق (شفق) کی غیبوبت کا وقت ہے۔

(۱۳۰) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز مغرب کا وقت شفق کے غائب ہونے تک ہے۔

(مسلم ص ۲۲۳ جلد اول، ابوداؤد، مشکوٰۃ ص ۶۰)

ف: شفق کا لفظ غروب شمس کے بعد سرخی اور سرخی کے بعد سفیدی دونوں پر بولا جاتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ کی تحقیق میں یہاں شفق سے وہ سفیدی مراد ہے جو سرخی کے بعد مغربی افق پر دکھائی دیتی ہے۔

اس کی دلیل حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی درج ذیل حدیث ہے۔

(۱۳۱) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ ذَهَبَ بَيَاضُ النَّهَارِ وَهُوَ الشَّفَقُ۔ (طبرانی اوسط)

حضرت بلالؓ نے عشاء کی اذان دی جبکہ دن کی سفیدی ختم ہوئی اور وہی شفق ہے۔

اس کی سند حسن ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۳۳ جلد اول)

نماز مغرب کا مستحب وقت

مغرب کی نماز خواہ سردی ہو یا گرمی غروب شمس کے فوراً بعد ادا کرنا مستحب ہے۔

(۱۳۲) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

وَسَلَّمَ لَا يَزَالُ اُمَّتِیْ بِخَیْرٍ اَوْ قَالَ عَلَی الْفِطْرَةِ مَالَمْ یُؤَخِّرُوا الْمَغْرِبَ ۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۶۶ مشکوٰۃ صفحہ ۶۱)

میری اُمت بھلائی پر قائم رہے گی، یا فرمایا فطرت وسنت پر قائم رہے گی جب تک مغرب میں تاخیر نہیں کرے گی۔

امام حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں صحیح علیٰ شرط مسلم (نصب الرایہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۷) کہ یہ حدیث مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔

نمازِ عشاء کا وقت

نمازِ عشا کا وقت غروبِ شفق سے صبح صادق تک ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۳۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَوَّلَ وَقْتِ الْعِشَاءِ حِيْنَ يَغِيْبُ الْاُفُقُ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ نمازِ عشاء کا اول وقت اس وقت ہوتا ہے، جب اُفق (شفق) غائب ہوتا ہے۔

(ترمذی صفحہ ۲۲ جلد اول، مسند احمد)

(۱۳۴) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ اَمَرَهٗ بِالْعِشَاءِ حِيْنَ وَقَعَ الشَّفَقُ ۔

(مسلم صفحہ ۲۲۳ جلد ۱)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو عشاء کا حکم دیا جب کہ شفق غروب ہوئی۔

(۱۳۵) حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَيُصَلِّی الْعِشَاءَ حِيْنَ يَسْوَدُّ الشَّفَقُ ۔

(ابوداؤد صفحہ ۶۱ جلد اول باب فی المواقیت)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ عشاء اس وقت ادا فرماتے، جب اُفق (آسمان کا کنارہ) سیاہ ہو جاتا۔

(۱۳۶) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

اَعْتَمَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات

قَالَتْ فَصَلَّوْا فِيْمَا بَيْنَ اَنْ يَّغِيْبَ الشَّفَقُ ...	... عشاء کی نماز میں تاخیر فرمائی یہاں تک کہ
ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ	رات کا اکثر حصہ گزر گیا اور مسجد والے
اَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى	سو گئے۔ پھر آپ تشریف لائے اور نماز
(مسلم ص ۲۲۹ باب وقت العشاء و تاخیرہا جلد ۱)	پڑھی۔

(۱۳۷) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَخَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ	نماز عشاء آدھی رات تک مؤخر
اِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ۔ (مسلم ص ۲۲۹ جلد ۱)	کی۔

(۱۳۸) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَخَّرَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عشاء
اِبْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى	کو مؤخر کیا یہاں تک کہ آدھی رات گزر
بِهِمْ۔	گئی۔ پھر تشریف لائے اور ان کو نماز
(مسلم صفحہ ۲۲۹ جلد ۱)	پڑھائی۔

(۱۳۹) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز کے اوقات کی تفصیل لکھی اور فرمایا۔

وَصَلِّ الْعِشَاءَ اَىَّ اللَّيْلِ	اور نماز عشاء رات کے جس حصے میں چاہو
شِئْتَ وَلَا تَغْفُلْهَا۔	ادا کرو۔ مگر اسے ترک مت کرو۔

(طحاوی ص ۹۲ جلد اول و موطا امام محمد ص ۴۲)

نماز عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء کا مستحب وقت تہائی رات کے قریب ہے۔

(۱۴۰) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ......

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُھُمْ اَنْ یُّؤَخِّرُوا الْعِشَاءَ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ اَوْ نِصْفِہٖ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اپنی امت پر مشقت محسوس نہ کرتا تو ان کو حکم دیتا کہ وہ تہائی رات یا نصف رات تک عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھیں۔

(ترمذی ج۱ ص۲۳، ابن ماجہ، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۱)

(۱۴۱) حضرت ابوبرزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَکَانَ یَسْتَحِبُّ اَنْ یُّؤَخِّرَ الْعِشَاءَ ...... وَفِیْ رِوَایَۃٍ وَّلَا یُبَالِیْ بِتَاْخِیْرِ الْعِشَاءِ اِلٰی ثُلُثِ اللَّیْلِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز عشاء کی تاخیر کو پسند فرماتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پروا نہیں کرتے تھے کہ تہائی رات تک عشاء کو مؤخر کردیں۔

(بخاری ج۱ ص۷۷، مسلم ج۱ ص۲۳۰، مشکوٰۃ ص۶۰)

عشاء کے وقت میں ضعیف اور بیمار کی رعایت

اگرچہ عشاء کی نماز میں اصول طور پر تہائی رات کے قریب تک تاخیر مستحب ہے تاہم اس میں کمزور بیمار اور ضرورتمند مقتدیوں کی رعایت کرنا بھی ضروری ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات کے قریب پڑھائی اور فرمایا :-

(۱۴۲) لَوْلَا ضُعْفُ الضَّعِیْفِ وَسُقْمُ السَّقِیْمِ لَاَخَّرْتُ ھٰذِہِ الصَّلٰوۃَ اِلٰی شَطْرِ اللَّیْلِ۔

اگر ضعیف کا ضعف اور بیمار کی بیماری نہ ہوتی تو میں اس نماز کو آدھی رات تک مؤخر کرتا۔

(ابوداؤد ج۱ ص۶۱، نسائی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۶۱)

خلاصہ: مذکورہ بالا سطور میں پانچ وقت کی نمازوں کے مستحب اوقات صحیح احادیث کی روشنی میں بیان ہو چکے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ مغرب میں ہمیشہ سردی ہو یا گرمی تقدیم مستحب ہے۔ اور سردی کی ظہر میں بھی تقدیم مستحب ہے۔ اور باقی تمام نمازوں میں ہمیشہ گرمی کا موسم ہو یا سردی کا۔ اول وقت سے قدرے تاخیر کرنا مستحب ہے۔

اول وقت میں نماز کی احادیث پر تبصرہ

بعض آئمہ کرام ہمیشہ اول وقت میں تمام نمازوں کے استحباب کے قائل ہیں۔ ان کا استدلال درج ذیل احادیث سے ہے۔

حضرت ام فروہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۶۹) سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ اَلصَّلٰوةُ فِيْ أَوَّلِ وَقْتِهَا۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ کون سا عمل افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: اول وقت میں نماز پڑھنا۔

(ترمذی صہ ۲۴ جلد ۱، ابو داؤد، مشکوٰۃ صہ ۶۱)

تبصرہ حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حَدِيْثُ أُمِّ فَرْوَةَ لَا يُرْوٰى إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ الْعُمَرِيِّ وَلَيْسَ هُوَ بِالْقَوِيِّ عِنْدَ أَهْلِ الْحَدِيْثِ وَاضْطَرَبُوْا فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔	ام فروہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا حدیث حضرت عبداللہ بن عمر العمری کے واسطے سے مروی ہے اور وہ محدثین کے ہاں قوی نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس حدیث میں اضطراب ہے، اور مضطرب حدیث ضعیف ہوتی ہے۔

(ترمذی صہ ۲۴ جلد ۱، باب ما جاء فی الوقت الاول من الفضل)

محدث دارقطنی نے کتاب العلل میں اس حدیث کے اضطراب و اختلاف

کثیر کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۴۱ جلد ۱)

حضرت محدث شوری لکھتے ہیں۔

وَقَدْ صَرَّحَ اَحْمَدُ ثُمَّ الْبَیْہَقِیُّ ثُمَّ النَّوَوِیُّ ثُمَّ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَغَیْرُھُمْ مِنَ الْحُفَّاظِ اَنَّہٗ رُوِیَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ بِاَسَانِیْدَ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص ۲۵ ج ۲)

حضرت امام احمد بن حنبل، محدث بیہقی شافعی، محدث نووی شارح مسلم شافعی، حافظ ابن حجر شارح بخاری شافعی اور دیگر حفاظ محدثین نے اس حقیقت کو صراحت سے بیان کر دیا ہے کہ مذکورہ بالا حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْوَقْتُ الْاَوَّلُ مِنَ الصَّلٰوۃِ رِضْوَانُ اللّٰہِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: نماز کا اول وقت رضائے الٰہی کا سبب ہے۔

(ترمذی ص ۲۳ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۶۱)

تبصرہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی یعقوب بن الولید ہے اور وہ محدثین کے ہاں ضعیف ہے۔ اس راوی کے متعلق محدثین نے درج ذیل تبصرہ کیا ہے۔

محدث ابن حبان فرماتے ہیں۔

كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

کہ وہ حدیث گھڑا کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

كَانَ مِنَ الْكَذَّابِيْنَ الْكِبَارِ۔

کہ وہ بڑے جھوٹے لوگوں میں سے تھا۔

امام ابوداؤد فرماتے ہیں۔

لَيْسَ بِثِقَةٍ ۔ کہ وہ ثقہ نہیں ۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔

مَتْرُوكُ الْحَدِيثِ ۔ کہ اس کی حدیث قابل ترک ہے ۔

(نصب الرایہ جلد اول ص ۲۴۳)

حافظ ابن حجرؒ نے بھی تقریب میں یہی نقل کیا ہے۔ (التلخیص الحبیر مع شرح المہذب)

محدث بیہقی اپنی کتاب المعرفۃ اور السنن الکبریٰ میں لکھتے ہیں۔

رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ بِأَسَانِيدَ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ ۔ (نصب الرایہ) کہ اس حدیث کی تمام سندیں ضعیف ہیں ۔

محدث نووی شافعی شارح مسلم اپنی کتاب الخلاصہ میں لکھتے ہیں۔

حَدِيثُ أَيُّ الْأَعْمَالِ أَفْضَلُ قَالَ الصَّلٰوةُ لِأَوَّلِ وَقْتِهَا وَحَدِيثُ أَوَّلُ الْوَقْتِ رِضْوَانُ اللهِ كُلُّهَا ضَعِيفَةٌ ۔ (نصب الرایہ)

یعنی مذکورہ بالا دونوں قسم کی حدیثیں تمام ضعیف ہیں ۔

ف : بعض محدثینؒ نے مذکورہ بالا مستحب اوقات والی صحیح احادیث کی روشنی میں یہ تطبیق و توجیہ کی ہے کہ اول وقت والی احادیث سے وقت مختار و وقت مستحب کا اول حصہ مراد ہے ۔

علامہ قاری شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں ۔

أَلْمُرَادُ أَوَّلُ الْوَقْتِ الْمُخْتَارِ ۔ کہ مستحب مختار وقت کا اول حصہ مراد ہے ۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۲)

نماز کو اپنے وقت پر پڑھنا فرض ہے

فرض نماز کو اپنے متعین و مقرر وقت پر پڑھنا فرض ہے اور بلا عذر شرعی مقررہ وقت سے تقدیم و تاخیر کرنا کبیرہ گناہ ہے ۔

(۱۴۵) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ہ	بے شک نماز اہلِ ایمان پر فرض ہے جس کا وقت مقرر ہے۔

(سورہ نساء ۴/۱۰۳)

(۱۴۶) ارشادِ الٰہی ہے۔

حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ ہ	نمازوں کی حفاظت کرو۔

(البقرۃ ۲/۲۳۸)

مفسر ابن کثیر شافعیؒ اس آیت کریمہ کے تحت لکھتے ہیں یامر اللہ تعالیٰ بالمحافظۃ علی الصلوات فی اوقاتھا۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۲۹۰ ج ۱)

اللہ تعالیٰ سب نمازیں وقت پر نمازوں کو ادا کرنے کی حفاظت کا حکم فرماتے ہیں۔

(۱۴۷) ارشادِ خداوندی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ہ (المؤمنون ۲۳/۹)	اور وہ لوگ (فلاح پانے والے اہلِ ایمان) اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت مسروقؒ، یعنی حضرت قتادہ تابعیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں، اوقاتِ نماز کی پابندی بھی محافظتِ صلوٰۃ میں داخل ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ص ۲۳۹ جلد ۳) یہی مضمون تفسیر ابن کثیر ص ۴۲۴ جلد ۴ پر بھی ہے۔

(۱۴۸) ارشادِ جمالی ہے۔

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ہ (المعارج ۷۰/۳۴)	اور وہ لوگ اپنی نماز کی محافظت کرتے ہیں۔

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ (یحافظون) علی مواقیتھا و ارکانھا و واجباتھا و مستحباتھا۔ کہ وہ لوگ نماز کے اوقات ارکان، واجبات۔

متقیات کی نگہبانی کرتے ہیں۔ اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ یہی نظمت نماز کے سلسلہ میں وقت کی حفاظت سرفہرست ہے۔

(۱۴۹) ارشاد ربانی ہے۔

هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ﴿﴾ وہ اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔

(الانعام ۹۲)

مفسر ابن کثیرؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

مَعْنَاهُ يُحَافِظُونَ عَلٰى اَوْقَاتِهَا وَاجِبَاتِهَا كَمَا قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَ مَسْرُوْقٌ وَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ۔ اس ارشاد ربانی کا معنی و مطلب یہ ہے کہ نماز کے اوقات و واجبات کی پابندی کرنا، حضرت ابن مسعودؓ مسروقؒ اور ابراہیم نخعیؒ نے یہی تفسیر کی ہے۔

(۱۵۰) ارشاد قرآنی ہے۔

فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ﴿﴾ سو ان نمازیوں کے لیے بڑی خرابی ہے جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۔

(الماعون ۱۰۷)

بعض سلفؒ نے کہا ہے بے وقت نماز پڑھنا بھی "نماز سے غفلت و سہو" کا ایک فرد ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۵۵۴ جلد ۴)

(۱۵۱) ارشاد ربانی ہے۔

فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ اَضَاعُوا الصَّلٰوةَ ﴿﴾ تو ان (مذکورہ انبیاء علیہم السلام) کے بعد ایسے نالائق جانشین ہوئے جنہوں نے نماز کو ضائع کر دیا۔

(مریم ۵۹)

بعض سلفؒ کی تفسیر کے مطابق بے وقت نماز پڑھنا بھی اضاعت صلوٰۃ کی ایک نوع ہے۔ (تفسیر ابن کثیر صفحہ ۲۸۰، ۲۷ جلد ۳)

(۱۵۴) ارشادِ قدسی ہے۔

وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ ؕ — اور (متقی لوگ) نماز قائم کرتے ہیں۔
(البقرۃ پ ۱)

بعض سلف ؒ کے مطابق "اوقاتِ نماز کی پابندی" بھی اقامتِ صلوٰۃ کے مفہوم میں داخل ہے۔ (تفسیر ابن کثیر ص ۴۲ جلد ۱)

راقم الحروف کے ناقص تتبع و تلاش کے مطابق قرآن مجید کی انتالیس آیات میں "اقامتِ صلوٰۃ" کا حکم یا ذکر مختلف عنوانوں اور متعدد صیغوں سے موجود ہے۔ مصدر (اقام الصلوٰۃ)، ماضی (اَقَامَ الصَّلٰوۃَ)، مضارع (يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ)، امر (اَقِيمُوا الصَّلٰوۃَ)، اسم فاعل (مُقِيمِ الصَّلٰوۃِ)، سب ہی الفاظ میں اقامتِ صلوٰۃ کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن کریم میں ایمان کے بعد سب سے زیادہ تاکید نماز کی فرمائی گئی ہے۔ بیسیوں آیات میں اقامتِ صلوٰۃ، محافظتِ صلوٰۃ، دوامِ صلوٰۃ، متعدد عنوانوں سے اس کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔

تمام مفسرین کرام ؒ کے ہاں یہ سب عنوان اور ان کے معانی و مفاہیم متفق ہیں کہ نماز کے فرائض و ارکان کے ساتھ ساتھ اوقاتِ نماز کی پابندی کرنا بھی فرض و لازم ہے اور ان سے تقدیم و تاخیر کرنا نماز کو ضائع کرنا ہے نماز سے غفلت کرنا ہے، جو نالائق اور قابلِ مذمت لوگوں کا شیوہ ہے۔

نماز کے مقرر اوقات متواتر احادیث سے ثابت ہیں

پنجوقتہ فرض نمازوں کے معروف اوقات متواتر صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔

صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث میں اوقاتِ نماز پر مستقل ابواب قائم ہیں، ان میں بیسیوں صحیح حدیثیں نماز کے معروف و مقرر اوقات پر صراحت کے ساتھ دال ہیں۔

اس مسئلہ میں بعض حدیثیں مختصر طور پر گزشتہ صفحات پر بھی ذکر کی گئی ہیں، تاکید و ترغیب کے لیے درج ذیل احادیث بھی ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً حدیث مروی ہے۔

قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَیُّ الْأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلٰوةُ لِوَقْتِهَا۔

(بخاری ج۱ باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا، مسلم ص۶۲ جلد اول، مشکوٰۃ ص۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ کے ہاں سب سے زیادہ محبوب عمل کون سا ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔

اوقاتِ نماز کی عملی تعلیم اور امامتِ جبرئیل علیہ السلام

صحیح احادیث میں ہے کہ شبِ معراج میں پنجوقتہ فرض نمازوں کا حکم تو مرتب شکل سے بالمشافہ معراج میں ہوا، مگر ان کے اوقات کی عملی تعلیم کے لیے حضرت جبرئیل علیہ السلام مکہ مکرمہ تشریف لائے اور دو روز بیت اللہ کے پاس نمازیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری طور پر امام بنے، پہلے دن ہر نماز اول وقت میں پڑھائی اور دوسرے دن آخر وقت میں پڑھائی، پھر فرمایا: اَلْوَقْتُ فِیْمَا بَیْنَ هٰذَیْنِ الْوَقْتَیْنِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۵۶ باب فی المواقیت، ترمذی ص۲۱ جلد۱، مشکوٰۃ ص۵۹)

نماز کا وقت ان دونوں (اول و آخر) وقتوں کے درمیان ہے۔

قال الترمذی: حدیث حسن صحیح، امام ترمذی فرماتے ہیں: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

محدث جمال الدین زیلعیؒ فرماتے ہیں: حَدِیْثُ إِمَامَةِ جِبْرَئِیْلَ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَوَاهُ جَمَاعَةٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ مِنْهُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ وَجَابِرٌ وَأَبُوْ مَسْعُوْدٍ وَأَبُوْ هُرَیْرَةَ وَعَمْرُو بْنُ حَزْمٍ وَأَبُوْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیُّ وَأَنَسٌ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ ۔ (نصب الرایۃ ص ۲۲۱ تا ۲۲۶ جلد اول)۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام کی امامت والی حدیث درج ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت سے مروی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت جابر، حضرت ابومسعود، حضرت ابوہریرہ، حضرت عمرو بن حزم، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم ۔

پھر علامہ زیلعی رحمۃ اللہ علیہ نے حسب معمول ان مرفوع احادیث کو چھ صفحات پر تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

امامت جبرائیل علیہ السلام کی حدیث مختصر طور پر بخاری ص ۴۵۷ جلد ۱ باب ذکر الملائکۃ و مسلم ص ۲۲۱ جلد ۱ باب اوقات الصلوات الخمس میں بھی مذکور ہے ۔ نیز بخاری ص ۷۵ جلد ۱ پر بھی یہ حدیث مجملاً مروی ہے ۔

امامت جبرئیل علیہ السلام کی ان آٹھ حدیثوں سے بھی اوقات نماز کی اہمیت اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اس مسئلہ کے لئے قولی تعلیم پر اکتفا نہیں فرمایا گیا بلکہ عملی تعلیم کا اہتمام کیا گیا اور وہ بھی مسلسل دو روز تک ۔

(۱۵۵) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اوقاتِ نماز کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا دو روز یہاں ٹھہر کر ہمارے ساتھ نماز پڑھو، پھر آپ نے پہلے دن تمام نمازیں اول وقت میں پڑھائیں، اور دوسرے دن آخری وقت میں پڑھائیں ۔ پھر آپ نے فرمایا: وَقْتُ صَلٰوتِکُمْ بَیْنَ مَا رَأَیْتُمْ ۔ (مسلم ص ۲۲۳ جلد اول، باب اوقات الصلوات الخمس، مشکوۃ ص ۵۹) تمہاری نمازوں کا وقت ان اوقات کے درمیان ہے جو تم نے دیکھے "۔

گو روزانہ نماز با جماعت کی صورت میں بھی نماز اور اس کے اوقات کی عملی تعلیم دی جاتی تھی، تاہم سائل کے جواب میں اوقاتِ نماز کی ابتداء و انتہا بتانے کے لئے

خصوصی عملی تعلیم کا اہتمام فرمایا گیا۔

تاخیرِ نماز کا سبب بننے پر سخت دُعا

(۱۵۶) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ غزوۂ احزاب میں ایک روز شدتِ جنگ کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازِ عصر فوت ہوگئی۔ آپ نے غروبِ شمس کے بعد اس کی قضا پڑھی اور کفار کے خلاف ان الفاظ میں سخت دُعا فرمائی۔

شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا۔ (بخاری ج ۱ ص ۴۱۰ و ج ۲ ص ۵۹۰ باب غزوة الخندق، مسلم ج ۱ ص ۲۲۶، مشکوٰۃ ص ۶۳)

کہ ان (مشرک) لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ یعنی نمازِ عصر سے مشغول رکھا (روکا)، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔

تنبیہ اندازہ کیجئے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم طائف کے تبلیغی سفر میں اوباش کفار کی خشت باری سے لہولہان ہو جاتے ہیں۔ ملائکہ علیہم السلام ربانی وحی سے ان کفار کو پیس کر رکھ دینے کی پیش کش کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ صرف ہدایت کی دُعا فرماتے ہیں۔ (معروف احادیث کا مضمون ہے) اور یہاں کفار کی مزاحمت کی وجہ سے نماز قضا ہونے پر آپ کو اس قدر سخت قلبی صدمہ پہنچتا ہے کہ ان کفار کے خلاف سخت ترین دُعا فرماتے ہیں۔

دھیان کیجئے کہ وقت پر نماز پڑھنے کا آپ کے یہاں کیا مقام تھا اور اس کا کتنا اہتمام تھا۔

نمازِ خوف کی احادیث سے اوقاتِ نماز کی اہمیت

(۱۵۷) قرآن عزیز کی سورہ نساء (پ ۵) میں نمازِ خوف کی کیفیت اور اس کے اصول و آداب بیان کئے گئے ہیں۔ صحاح ستہ اور دیگر اہم کتب حدیث میں "باب صلوٰۃ الخوف" کے عنوان کے تحت نمازِ خوف کی درجنوں متنوع صحیح احادیث مذکور ہیں۔ جن سے

واضح ہوتا ہے کہ میدانِ جہاد میں اور عین جنگ کے وقت بھی نماز کی تخفیف میں توتخ کی گنجائش ہے، اور نماز میں چلنے کی بھی اجازت ہے، لیکن وقت کو نظر انداز کرنے کی اجازت نہیں ہے بلکہ امکانی حد تک وقت کی پابندی ضروری قرار دی گئی ہے۔

(۱۵۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ مَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى صَلٰوةً إِلَّا لِمِيْقَاتِهَا إِلَّا صَلٰوتَيْنِ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ۔

(بخاری ج۱ ص۲۲۸، مسلم ج۱ ص۱۳۰، مشکوٰۃ ص۲۳۰، کتاب الحج)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے وقت نماز پڑھتے نہیں دیکھا (یعنی آپ ہمیشہ وقت پر نماز پڑھتے تھے) مگر (حجۃ الوداع میں) مغرب و عشاء کو مزدلفہ میں اکٹھے پڑھا (یعنی عشاء کے وقت میں مغرب و عشاء اکٹھی پڑھیں)۔

(۱۵۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث مروی ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا إِلَّا بِجَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ۔

(نسائی صفحہ ۴۴ جلد ۲)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ نماز وقت پر پڑھتے تھے لیکن ——— (حجۃ الوداع میں) آپ نے عرفات میں ظہر و عصر کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے پڑھا اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کو عشاء کے وقت میں جمع کرکے پڑھا۔

ف : حجاج کرام کے لئے عرفات میں ظہر و عصر ——— کی جمع حقیقی اور مزدلفہ میں مغرب و عشاء کی جمع حقیقی متواتر احادیث سے ثابت ہے اور پوری امت کا اس پر اجماع ہے، ان صحیح احادیث سے واضح ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

عرفات و مزدلفہ کے علاوہ کبھی بھی جمع حقیقی کی صورت میں دو نمازوں کو اکٹھا کر کے نہیں پڑھا۔

(۱۶۰) حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوع حدیث مروی ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّمَا التَّفْرِیْطُ عَلٰی مَنْ لَّمْ یُصَلِّ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الصَّلٰوۃِ الْاُخْرٰی۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی ہے محض اس شخص کی کوتاہی ہے جو ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کر دے۔

(مسلم صفحہ ۲۳۹ جلد اول باب قضاء الصلوٰۃ الفائتۃ)

(۱۶۱) سُئِلَ اَبُوْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ مَا التَّفْرِیْطُ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ اَنْ تُؤَخَّرَ حَتّٰی یَجِیْئَ وَقْتُ الْاُخْرٰی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ نماز میں کوتاہی کرنے کا کیا مطلب ہے، آپ نے فرمایا، ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت تک مؤخر کرنا تفریط و کوتاہی ہے۔

(طحاوی صـ ۱۳۲ جلد ا بسند صحیح)

(۱۶۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَمَعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ فَقَدْ اَتٰی بَابًا مِّنْ اَبْوَابِ الْکَبَائِرِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس شخص نے بلا عذر دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا اس نے کبیرہ گناہ کا ارتکاب کیا۔

(ترمذی صـ ۴۹ جلد اول، باب ماجاء فی الجمع بین الصلوتین)

تنبیہ اس حدیث میں ایک راوی حنش بن قیس ضعیف ہے۔ امام ترمذی رحمہ و بعض محدثین نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے، تاہم اس کا مضمون صحیح ہے، قرآن و حدیث کی مذکورہ بالا بعض نصوص (اضاعت صلوٰۃ، سہو عن الصلوٰۃ، تفریط،

فی الصلوٰۃ ۔ کے مطابق ہے ۔

اس کے علاوہ محدث ابن کثیرؒ نے تفسیر میں ، اور امام حاکمؒ نے اس حدیث کو حسن و قوی تسلیم کیا ہے ۔

(معارف السنن شرح الترمذی ص ۱۲۹ جلد ۳)

(۱۶۳) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی صوبوں کے ذمہ دار حکام کو ایک گشتی مراسلہ کے ذریعہ متنبہ فرمایا تھا ۔

اِنَّ الْجَمْعَ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ فِیْ وَقْتٍ وَّاحِدٍ کَبِیْرَۃٌ مِّنَ الْکَبَائِرِ ۔ — کیونکہ دو نمازوں کو (بلا عذر) ایک وقت میں جمع کر کے پڑھنا کبیرہ گناہ ہے ۔

(موطا امام محمدؒ ص ۱۳۲ ، سنن بیہقی ص ۱۶۹ ، جلد ۳)

(۱۶۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے ۔

اَلْجَمْعُ بَیْنَ الصَّلٰوتَیْنِ مِنْ غَیْرِ عُذْرٍ مِّنَ الْکَبَائِرِ ۔ — بلا عذر دو نمازوں کو ایک وقت میں جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۴۵۹ جلد ۲)

محدث ابن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے اساتذہ میں سے ہیں ۔

جمع بین الصلوٰتین

بعض صحیح احادیث میں سفر وغیرہ کی وجہ سے " جمع بین الصلوٰتین " (دو نمازوں کو اکٹھے ادا کرنے) کا ذکر آیا ہے اور بعض ائمہ کرامؒ نے اسے جمع حقیقی پر محمول کیا ہے ۔ ان کے خیال میں سفر وغیرہ کی وجہ سے ظہر و عصر کی نمازوں کو عصر کے وقت میں اکٹھے پڑھنا اور مغرب و عشاء کی نمازوں کو عشاء کے وقت میں اکٹھے ادا کرنا جمع والی احادیث کا مصداق ہے اور درست ہے ۔

ائمہ احنافؒ اور بعض دیگر محققین کے ہاں جمع والی حدیثیں جمع صوری و جمع عملی پر محمول ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ سفر کی وجہ سے ظہر کی نماز اپنے آخری وقت میں اور عصر کی

وَيُقَدِّمُ الْعَصْرَ وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ وَيُقَدِّمُ الْعِشَاءَ.

کو مؤخر کرتے اور عشاء کو مقدم کرتے۔

(مسند امام احمد ص ۱۳۵ ج ۲، طحاوی ص ۱۲۳ ج ۱، مستدرک حاکم بسند حسن)

(۱۶۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث ہے۔

كَانَ قَبْلَ غُيُوْبِ الشَّفَقِ فَنَزَلَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ انْتَظَرَ حَتَّى غَابَ الشَّفَقُ فَصَلَّى الْعِشَاءَ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا عَجِلَ بِهِ أَمْرٌ صَنَعَ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعْتُ.

(ابو داؤد ص ۱۷۱ باب الجمع بین الصلوٰتین، دارقطنی ص ۱۴۹ ج ۱ جلد اول بسند صحیح)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک سفر میں غروب شفق سے قبل سواری سے اترے مغرب کی نماز پڑھی پھر انتظار کیا، غروب شفق کے بعد عشاء کی نماز ادا کی پھر فرمایا، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جب (سفر میں) جلدی ہوتی تو آپ اسی طرح عمل فرماتے جیسے میں نے کیا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث جمع صوری کی واضح دلیل ہے۔ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل بھی جمع صوری کا تھا۔

(۱۶۷) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَجَعَلَ يَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ يُصَلِّي الظُّهْرَ فِيْ آخِرِ وَقْتِهَا وَيُصَلِّي الْعَصْرَ فِيْ أَوَّلِ وَقْتِهَا.

(طبرانی اوسط)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک کے سفر میں نکلے، تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (و تمام صحابہؓ) ظہر و عصر کو اس طرح جمع کرتے کہ ظہر کو آخر وقت میں اور عصر کو اول وقت میں پڑھتے۔

ہو گئی کہ احادیث جمع بین الصلوتین کا محمل و مصداق صرف اور صرف جمع صوری و عملی ہے۔
مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۸ جلد ۵ وما بعد ہا۔
و فتح الملہم ص ۲۹۱ جلد ۲ و معارف السنن ص ۱۸۴ جلد ۲ و اوجز المسالک شرح موطا امام مالک ص ۲۸ جلد ۲

اذان کی عظمت و اہمیت

اذان در اصل اسلام کے سب سے اہم اور بنیادی اصولوں کا جامع اعلان ہے، حق کی یہ دعوت روزانہ پانچ وقت مسجد سے نشر کی جاتی ہے، بار بار اس میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی کبریائی و عظمت اور توحید و استحقاق عبادت کا اعلان کیا جاتا ہے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہ	کہ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔	بڑا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	بڑا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے
اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ	سوا کوئی معبود نہیں، میں گواہی دیتا ہوں
	کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

اس کے بعد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و صداقت کا اقرار کے ساتھ اعلان ہے۔

اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ
اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ	علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ میں گواہی
	دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ
	کے رسول ہیں۔

پھر نماز اور فلاح کی دعوت ہے۔

حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ	نماز کی طرف آؤ۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ ۔

حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ — کامیابی کی طرف آؤ ۔

گویا حقیقت میں دونوں جہان کی کامیابی کا ذریعہ ہے ، اگرچہ دنیا کی کامیابی کے ساتھ آخرت کی کامیابی بھی شامل کیا گیا ہے ۔ آخر میں پھر اللہ تعالیٰ کی کبریائی وعظمت اور وحدانیت و عبادت کا اعلان ہے ۔

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ — اللہ سب سے بڑا ہے ، اللہ سب سے بڑا ہے ۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ — اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔

(۱۶۹) اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ، ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدہ پ ۶)

اور جب تم نماز کیلئے اذان دیتے ہو تو وہ اسکا مذاق اڑاتے ہیں اور کھیل بناتے ہیں یہ اس وجہ سے کہ وہ لوگ بے عقل ہیں ۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ اذان کا ادب و احترام لازم ہے ۔

(۱۷۰) اور ارشاد باری ہے ۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (الجمعۃ پ ۲۸)

اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف چلو ، اور خرید و فروخت چھوڑ دو ۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے ، اگر تمہیں کچھ سمجھ ہے ۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوا کہ جمعہ کی اذان کے بعد کاروبار بند کر دینا لازم ہے ۔

(۱۷۱) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ

وَسَلَّمَ لَا يَسْمَعُ مَدٰى صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ جِنٌّ وَّلَا اِنْسٌ وَّلَا شَيْءٌ اِلَّا شَهِدَ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے وہاں تک جن اور انسان اور جو چیز بھی اس کی آواز سنتی ہے وہ قیامت کے دن اس کے حق میں شہادت دے گی۔

(بخاری ج۱ ص۸۶، مشکوٰۃ ص۶۴)

بلاشبہ مؤذن صاحبان کی یہ بڑی قابلِ رشک منقبت و فضیلت ہے کہ وہ تمام مخلوق جو اس کی اذان سنتی ہے، قیامت کے دن اس کی عظمت و رفعت کی گواہی دے گی۔

(۱۶۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ عَلٰى كُثْبَانِ الْمِسْكِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَبْدٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوْلَاهُ وَرَجُلٌ اَمَّ قَوْمًا وَهُمْ بِهٖ رَاضُوْنَ وَرَجُلٌ يُنَادِيْ بِالصَّلَوٰتِ الْخَمْسِ كُلَّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، تین شخص قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے، وہ غلام جس نے اللہ کا حق اور اپنے مالک کا حق ادا کیا، وہ شخص جس نے قوم کی امامت کی، اور وہ قوم اس سے راضی ہے اور وہ شخص جو رات دن پانچوں نمازوں کی اذان دیتا ہے۔

(ترمذی باب ما جاء فی فضل المملوک الصالح ج۲ ص۲۰، مشکوٰۃ ص۶۵)

(۱۶۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے ثواب کے لئے سات سال اذان دی اس کے لئے آگ سے نجات لکھ دی گئی۔

(ترمذی ص۲۹ جلد اوّل، ابو داؤد، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۶۵)

(۱۶۴) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمُؤَذِّنُ یُغْفَرُ لَہٗ مَدٰی صَوْتِہٖ وَیَشْہَدُ لَہٗ کُلُّ رَطْبٍ وَّیَابِسٍ۔ (مشکوٰۃ بروایت احمد، ابو داؤد، نسائی، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مؤذن کے لئے اس کی آواز کی انتہا تک مغفرت کی جاتی ہے اور ہر تر و خشک چیز اس کے حق میں گواہی دیتی ہے۔

اذان کے الفاظ

حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں کہ خواب میں فرشتے نے اذان کی پوری تعلیم دی۔

(۴۷) قَالَ تَقُوْلُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ......

فرشتے نے حضرت عبداللہ بن زید سے کہا تو کہہ: اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

فَلَمَّا اَصْبَحْتُ اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرْتُہٗ بِمَا رَاَیْتُ فَقَالَ اِنَّہَا لَرُؤْیَا حَقٌّ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَقُمْ مَعَ بِلَالٍ فَاَلْقِ عَلَیْہِ مَا رَاَیْتَ فَلْیُؤَذِّنْ بِہٖ فَاِنَّہٗ

(حضرت عبداللہ بن زید کہتے ہیں) جب میں نے صبح کی، تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو بتایا، آپ

أَنْدَى صَوْتًا مِنْكَ فَقُمْتُ مَعَ
بِلَالٍ فَجَعَلْتُ أُلْقِيهِ عَلَيْهِ وَيُؤَذِّنُ
بِهِ قَالَ فَسَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ
الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ فِي
بَيْتِهِ فَخَرَجَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ وَيَقُولُ
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ يَا رَسُولَ اللّٰهِ
لَقَدْ رَأَيْتُ مِثْلَ مَا أُرِيَ فَقَالَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

(ابوداؤد ج۱ باب کیف الاذان)

نے فرمایا یہ خواب حق ہے ان شاء اللہ
نے مجھے فرمایا، تم بلالؓ کے ساتھ کھڑے ہو کر
ان کو ان کلمات کی تلقین کرو، جو تم نے دیکھے
گئے ہیں، وہ اذان دیں، کیونکہ وہ تم سے
زیادہ بلند آواز ہیں، تو میں حضرت بلالؓ
کو ان الفاظ کی تلقین کرنے لگا اور وہ اذان
دیتے گئے۔ حضرت عبد اللہؓ فرماتے ہیں:
حضرت عمر بن الخطابؓ نے اپنے گھر میں یہ
آواز سنی تو وہ جلدی میں اپنی چادر کھینچتے
ہوئے نکلے اور عرض کرنے لگے، یا رسول اللہ
اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ
بھیجا، بے شک میں نے ویسے خواب دیکھا
جیسے حضرت عبد اللہ بن زیدؓ کو دکھایا گیا،
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
فللہ الحمد۔

یہ حدیث مسند امام احمد، ابن ماجہ، صحیح ابن حبان، صحیح ابن خزیمہ، بیہقی میں بھی مروی ہے۔ اور اس کی سند صحیح ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ (کتاب العلل للامام الترمذی، شرح المہذب صفحہ ۹۰، جلد ۳، للنووی۔ نصب الرایہ ۲۵۹ جلد اول للامام زیلعیؒ، التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص ۱۶۱ جلد ۳، للحافظ ابن حجر عسقلانیؒ)

اذان میں ترجیع نہیں ہے

اذان میں ترجیع کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ شہادت کے کلمات پہلے دو دو مرتبہ درمیانہ جہر سے کہے جائیں، پھر ان کو زیادہ

بلند آواز سے دو دو مرتبہ کہا جانے والا مذکورہ بالا صحیح حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ اذان میں ترجیع نہیں ہے۔ علامہ ابن الجوزی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب "التحقیق" میں لکھتے ہیں:

حدیث عبد اللہ بن زید هو اصل التاذین ولیس فیه ترجیع فدل علی ان الترجیع غیر مسنون۔ (نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اول)

یعنی حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث اذان کی اصل (بنیاد) ہے جس میں ترجیع کا ذکر نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ ترجیع مسنون نہیں ہے۔

(۱۴۴) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن تھے، یعنی مستقل مؤذن تھے ان کی اذان صحیح سندوں سے بلا ترجیع منقول ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل ص ۱۹۱ جلد اول، معارف السنن شرح ترمذی ج ۲)

حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث مسند احمد صفحہ ۴۳ جلد ۴ پر مروی ہے، اس حدیث کے آخر میں یہ اضافہ کیا گیا ہے۔

ثم امر بالاذان فکان بلال مولی ابی بکر یؤذن بذلک۔

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان دینے کا حکم فرمایا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ انہی الفاظ سے اذان دیا کرتے تھے۔

اس حدیث سے بھی واضح ہوا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اذان حضرت عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ کی اذان کی طرح بلا ترجیع تھی۔

(۱۴۵) حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کی مسجد نبوی کے مؤذن تھے، آپ کی اذان میں ترجیع منقول نہیں ہے۔ (اوجز المسالک صفحہ ۱۸۹ جلد اول شرح مؤطا امام مالک)

(۱۴۶) حضرت سعد قرظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد قبا کے مؤذن تھے آپ کی اذان ترجیع سے خالی تھی۔ (دار قطنی صفحہ ۲۳۴ جلد اول)

(۱۷۹) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّمَا كَانَ الْاَذَانُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ۔
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں اذان کے دو دو کلمے تھے۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۸۳، نسائی ج ۱ ص ۱۰۳، صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، دارقطنی، بیہقی، مسند ابو عوانہ، نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اول)

اس حدیث کی سند کے بارے میں محدث ابن الجوزی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

وَهٰذَا الْاِسْنَادُ صَحِيْحٌ
کہ یہ سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص ۲۶۲ جلد اول)

یہ حدیث بھی عدم ترجیع پر دال ہے۔

ف : ۸ھ میں غزوہ حنین سے مکہ مکرمہ واپسی پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ترجیع کے ساتھ اذان کی تعلیم دی اور ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر فرمایا۔ یہ حدیث بخاری کے سوا باقی تمام صحاح ستہ میں مروی ہے۔ محققین علماء مذکورہ بالا صحیح احادیث کی روشنی میں اس کی یہ توجیہ کرتے ہیں کہ حضرت ابو محذورہؓ نو مسلم تھے ان کو مکہ مکرمہ کا مؤذن مقرر کیا گیا تھا۔ موصوف کے دل میں اور اہل مکہ کے دلوں میں توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ کرنے کے لیے ان کو ترجیع کا حکم دیا گیا۔ لہٰذا یہ ان کی خصوصیت تھی۔ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے توحید و رسالت کا عقیدہ راسخ ہونے کے بعد بھی بطور تبرک ترجیع کے عمل کو جاری رکھا۔ اگر ترجیع کا مسئلہ عام شرعی حکم ہوتا تو حضرت بلالؓ اور مدینہ منورہ کے دیگر مؤذن صحابہ کرامؓ کو بھی ضرور اس کا امر کیا جاتا اور وہ حضرات اس پر عمل پیرا ہوتے، لیکن واقعہ اس کے خلاف ہے۔

(فتح الملہم ج ۲ ص ۲، شرح صحیح مسلم، معارف السنن ج ۲ ص ۱۸۲، شرح ترمذی)

صبح کی اذان میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کا اضافہ

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اذان کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

(۱۸۳) فَاِنْ كَانَ صَلٰوةُ الصُّبْحِ قُلْتَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

اگر صبح کی نماز ہو تو اذان کے آخر میں کہو اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ، اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ.

(ابو داؤد ص ۷۳ باب کیف الاذان وصحیح ابن حبان)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

(۱۸۴) مِنَ السُّنَّةِ اِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ فِي اَذَانِ الْفَجْرِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ. (دارقطنی ص ۹۰ بیہقی ص ۴۲۳ ج ۱ ابن خزیمہ)

یہ بات سنت ہے کہ جب مؤذن صبح کی اذان میں حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو اس کے بعد کہے اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ.

محدث بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے۔ (نصب الرایہ ص ۲۶۴ جلد ۱) الدرایہ ص ۵۰ جلد اول، محدث ابن السکن نے بھی اس کو صحیح کہا ہے۔ (التلخیص الحبیر ص ۷۸ علی شرح المہذب)

اذان کا جواب اور اس کی فضیلت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

(۱۸۵) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

بلئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ نماز کی تیاری کرے اور نماز با جماعت میں شریک ہو، دوسری حیثیت سے ہر مسلمان کو چاہیئے کہ وہ اذان سنتے وقت اس ایمانی دعوت کے ہر جزو کی اور اس آسمانی منشور کے ہر دفعہ کی اپنے دل اور اپنی زبان سے تصدیق کرے۔ اس طرح پوری مسلم آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق کی تجدید کیا کرے۔ اس لئے اس جواب پر جنت کی بشارت دی گئی ہے۔ (معارف الحدیث صفحہ ۱۹۵ جلد ۳ مختصراً)

اذان کے بعد کی دعا اور اس کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت ہے۔

(۱۸۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اذان سنتے وقت یہ دعا کرے تو اسے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر سرفراز فرما جس کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، قیامت کے دن اس شخص کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(بخاری صفحہ ۸۶ جلد اوّل، باب الدعاء عند النداء ومشکوٰۃ ابواب)

بیہقی کی ایک روایت میں مذکورہ دعا کے آخر میں "اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ جلد ۳، فتح القدیر شرح الہدایہ صفحہ ۲۱۵ جلد اوّل)

اقامت کے سترہ کلمات

(۱۸۴) إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهُ الْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً۔

حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو محذورہ کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔

اس حدیث میں ان کلمات کی تفصیل یہ ہے۔

اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ۔

(ابو داؤد صفحہ ۸۳ جلد اول، باب کیف الاذان، ابن ماجہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ علامہ ابن دقیق العید شافعی اپنی کتاب "الامام" میں فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا السَّنَدُ عَلٰى شَرْطِ الصَّحِيْحِ۔ (نصب الرایہ ج ۱ ص ۲۶۵)

کہ یہ سند صحیح کی شرط پر ہے اور معتبر ہے۔

(۱۸۵) حضرت ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اقامت کے سترہ کلمات کی تعلیم دی۔ کہ الْإِقَامَةَ سَبْعَ عَشْرَةَ كَلِمَةً۔

(ترمذی صفحہ ۴۸ جلد اول، باب ما جاء فی الترجیع فی الاذان، نسائی، دارمی)

یہ حدیث صحیح ہے۔ اس حدیث کے بارے میں امام ترمذی فرماتے ہیں۔

هٰذَا الحَدِيثُ حَسَنٌ صَحِيحٌ ۔ (ترمذی شریف جلد اول)

حافظ ابن حجر شافعی التہذیب ۱۸ میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو محدث ابن خزیمہ اور محدث ابن حبان نے صحیح تسلیم کیا ہے۔

(۱۸۶) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے خواب میں فرشتہ سے اذان و اقامت سنی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب و تائید فرمائی تھی۔ اس مرفوع حدیث کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں:

فَأَذَّنَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَ أَقَامَ مَثْنٰى مَثْنٰى ۔ کہ اذان دو دو کلمے کہی اور اقامت دو دو کلمے کہی۔

مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۱ صفحہ ۲۰۳ باب من کان یشفع الاقامۃ اس کی سند صحیح ہے۔ محدث ابن دقیق العید شافعی "الامام" میں فرماتے ہیں:

وَ هٰذَا رِجَالُهٗ الصَّحِيحِ ۔ کہ اس سند کے راوی صحیح کے راوی ہیں۔

علامہ ابن حزم ظاہری اپنی معروف و مشہور کتاب المحلی جلد ۳ میں لکھتے ہیں:

وَ هٰذَا إِسْنَادٌ فِي غَايَةِ الصِّحَّةِ کہ یہ سند انتہائی صحیح ہے۔

الجوہر النقی (نصب الرایہ جلد ۱)

(۱۸۷) حضرت عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں اذان کا ذکر ہے۔ اس کے بعد ہے۔

ثُمَّ قَامَ فَقَالَ مِثْلَهَا إِلَّا أَنَّهٗ زَادَ بَعْدَ مَا قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ الخ یعنی فرشتہ نے اذان کے کلمات کے برابر اقامت کے کلمات کہے لیکن حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ کیا۔

(ابوداؤد جلد ۱ باب کیف الاذان مسند احمد)

(۱۸۸) حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا فرشتہ والی حدیث ایک اور

سند سے یوں مروی ہے۔

رَأَى الْأَذَانَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَالْإِقَامَةَ مَثْنٰى مَثْنٰى قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ فَقَالَ عَلِّمْهُنَّ بِلَالًا۔

عبداللہ بن زید نے خواب میں اذان کے کلمات دو دو دفعہ اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ سنے، حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ان کلمات کی تعلیم دو۔

(والحلافیات للامام بیہقی)

اس کی سند صحیح ہے۔ حضرت حافظ ابن حجر فتح الباری ص۱۸ ج۲ میں فرماتے ہیں:۔

إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ۔

(۱۹) حضرت اسود بن یزید فرماتے ہیں:۔

إِنَّ بِلَالًا كَانَ يُثَنِّي الْأَذَانَ وَيُثَنِّي الْإِقَامَةَ۔

حضرت بلالؓ اذان اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(مسند عبدالرزاق، دارقطنی ص۲۴ ج۱، طحاوی ص۸۲ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۵۳ طبع ملتان)

(۲۰) حضرت ابو جحیفہ رح فرماتے ہیں۔

إِنَّ بِلَالًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثْنٰى مَثْنٰى وَيُقِيمُ مَثْنٰى مَثْنٰى۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے اور اقامت کے کلمات دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۳، طبرانی بسند صحیح، آثار السنن ص۶۰)

(۱۹۱) حضرت عبد العزیزؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ أَبَا مَحْذُوْرَةَ يُؤَذِّنُ مَثْنَى مَثْنَى وَيُقِيْمُ مَثْنَى مَثْنَى۔

یعنی حضرت ابو محذورہؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص۹۸ بسند حسن، آثار السنن ص۶۰)

(۱۹۲) حضرت سُویدؒ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ بِلَالًا يُؤَذِّنُ مَثْنَى وَيُقِيْمُ مَثْنَى۔

یعنی حضرت بلالؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص... بسند حسن، آثار السنن ص۶۰)

(۱۹۳) حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ کے بارے میں حدیث ہے۔

يُثَنِّي الْإِقَامَةَ۔

حضرت سلمہؓ اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(دار قطنی ج۱ ص۲۴۱ بسند صحیح، آثار السنن ص۶۱)

(۱۹۴) حضرت ابراہیمؒ فرماتے ہیں۔

كَانَ ثَوْبَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُؤَذِّنُ مَثْنَى وَيُقِيْمُ مَثْنَى۔

حضرت ثوبانؓ اذان دو دو دفعہ اور اقامت دو دو دفعہ کہتے تھے۔

(طحاوی ج۱ ص...، مصنف عبد الرزاق بسند مرسل، آثار السنن ص۶۱)

ف: بعض صحیح احادیث میں افراد اقامت کا امر وارد ہوا ہے۔ یعنی اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں۔ (بخاری، مسلم)

بعض محقق علماء نے مذکورہ بالا تثنیہ اقامت والی متواتر احادیث کی روشنی میں یہ توجیہ کی ہے کہ اقامت کا افراد بیان جواز پر محمول ہے۔ اور تثنیہ اقامت والی احادیث افضلیت پر محمول ہیں۔ [illegible]

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ہمیات تثنیہ اقامت پر عمل کرنا اس کی افضلیت کی واضح دلیل ہے۔
(فتح الملہم ج۲ ص۲۸ شرح صحیح مسلم)

اقامت کا جواب

اذان کے جواب کی طرح اقامت کا جواب بھی مسنون ہے اور جواب میں اقامت کے کلمات دُہرانے چاہئیں۔ لیکن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہنا چاہیئے۔

(۱۹۵) ایک مرفوع حدیث میں ہے۔

اِنَّ بِلَالًا اَخَذَ فِي الْاِقَامَةِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا وَقَالَ فِي سَائِرِ الْاِقَامَةِ كَنَحْوِ حَدِيْثِ عُمَرَ فِي الْاَذَانِ۔

حضرت بلالؓ نے اقامت کہنا شروع کی جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا:۔ اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا (اللہ تعالیٰ اسے قائم و دائم رکھیں) اور باقی اقامت کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسے کہا جیسے اذان کا جواب حضرت عمرؓ کی حدیث میں ہے۔

(ابوداؤد ج۱ ص۸۵، مشکوٰۃ ص۶۶ باب فضل الاذان)

نوٹ: حضرت عمرؓ کی یہ حدیث نمبر ۱۸۳ پر گزر چکی ہے۔

نمازی کے بدن، کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۶) وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر ع۱) اور اپنے کپڑے پاک رکھیے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۷) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةٌ بِغَيْرِ طُهُوْرٍ (مسلم ج۱ ص۱۱۹ جلد اول، مشکوٰۃ ص۳۸)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ طہارت کے بغیر نماز مقبول نہیں۔

ف: وضو، غسل، طہارت کا بیان قدرے تفصیل سے آغاز کتاب میں ہو چکا ہے۔

نماز میں ستر عورت فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۱۹۸) خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۔ (الاعراف ۸/۳۱)

مسجد کی ہر حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۹۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ حَائِضٍ اِلَّا بِخِمَارٍ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بالغ عورت کی نماز اوڑھنی کے بغیر قبول نہیں۔

(ابو داؤد ۱/۹۴، ترمذی، مشکوٰۃ ص۷۳، مستدرک حاکم، صحیح ابن خزیمہ)

امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے امام حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے۔

(فتح القدیر ۱/۲۲۶ شرح ہدایہ)

استقبال قبلہ فرض ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

(۲۰۰) فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ (البقرہ ۱۴۴)

پس آپ (نماز میں) اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف کیجئے۔

(۲۰۱) وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ۔ (البقرہ ۱۴۴)

اور تم جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے منہ (نماز میں) مسجد حرام کی طرف کیا کرو۔

(۲۰۲) وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۔ (البقرہ ۱۴۹)

اور آپ جس جگہ سے بھی (کہیں) باہر جائیں تو (نماز میں) اپنا منہ مسجد حرام کی طرف رکھیں۔

قرآن مجید کے دوسرے پارے کے آخر میں مسجد حرام اور کعبہ کی طرف منہ کرنے کا حکم پانچ مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ بار بار یہ تاکید اس لئے فرمائی گئی ہے تاکہ سفر و حضر میں اس کی خوب پابندی کی جائے۔

نوٹ : ریل گاڑی، بحری جہاز اور ہوائی جہاز وغیرہ میں بھی نماز کی صحت کے لئے استقبال قبلہ فرض ہے۔ ترک فرض کی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی سفر میں بعض مسلمان بھائی لاعلمی سے اس مسئلہ میں غلطی کرتے ہیں، اس لئے یہاں پر توجہ دلادی ہے۔

(۲۳) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا جب تو نماز کے لئے کھڑا ہو تو وضو مکمل کر، پھر قبلہ کی طرف منہ کر اور تکبیر کہہ۔

(بخاری ص۹۲۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۶، مسلم ص۱۷۰ جلد اول)

نماز کی نیت فرض ہے

حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

(بخاری ص۲ جلد اول وباقی صحاح ستہ، مشکوٰۃ ص۱)

نیت دل کے ارادہ کا نام ہے۔ دل سے جان اور سوچ لے (مثلاً) ظہر کے فرض پڑھتا ہوں، زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں۔ ہاں عمومی نیت کے استحضار کے لئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے۔

وَسَلَّمَ تَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ ۔
ہے کہ نماز کی تحریمہ تکبیر ہے۔

(ابوداؤد، ترمذی صہ ۳ جلد اول، دارمی)

نماز کا طریقہ

نمازی رُو بقبلہ ہو کر نماز کی نیت کر کے تکبیر تحریمہ کہے۔

(۲۰۰) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيْرِ ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر سے نماز شروع کرتے تھے۔

(مسلم صہ ۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۰۱) حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُ اَكْبَرُ ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو قبلہ کی طرف منہ کرتے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔

(ابن ماجہ صہ ۵۹ سندہ حسن، آثار السنن صہ ۸۹)

تکبیر تحریمہ کے وقت کانوں کے برابر ہاتھ اٹھانے

اس سلسلہ میں متعدد احادیث وارد ہیں۔

(۲۰۲) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا اُذُنَيْهِ ۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تکبیر کہتے تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے یہاں تک کہ ان کو اپنے دونوں کانوں کے برابر لے جاتے۔

(مسلم صہ ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۷۵)

(۲۰۳) حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی ایک مرفوع حدیث یہ ہے۔

حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوْعَ أُذُنَيْهِ۔

یہاں تک کہ ان دونوں ہاتھوں کو اپنے کانوں کے اوپر والے کناروں کے برابر کرتے۔

(مسلم ص ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۵۵)

(۲۱۴) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے اپنے دونوں ہاتھ اپنے کاندھوں کے برابر تک اٹھاتے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول، مسلم ص ۱۶۸ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۷۵)

ف: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ان مختلف احادیث میں یوں تطبیق دی ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوں اور انگوٹھے کانوں کی لو کے برابر ہوں اور انگلیاں کانوں کے اوپر والے حصوں کے برابر ہوں۔ (نووی شرح مسلم صفحہ ۱۶۸ جلد اول)

فقہائے احناف نے بھی یہی تطبیق اختیار کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔

هُوَ جَمْعٌ حَسَنٌ۔

کہ یہ اچھی تطبیق ہے۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۲ جلد ۲، بذل المجہود شرح ابو داؤد)

عورت سینے کے برابر ہاتھ اٹھائے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۱۵) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّيْتَ فَاجْعَلْ يَدَيْكَ حِذَاءَ أُذُنَيْكَ وَالْمَرْأَةُ تَجْعَلُ يَدَيْهَا حِذَاءَ ثَدْيَيْهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو نماز پڑھے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کانوں کے برابر اٹھا اور عورت اپنے دونوں ہاتھ اپنی چھاتی کے برابر کرے۔

(طبرانی، کنز العمال صفحہ [illegible] جلد [illegible])

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّنَا فَيَأْخُذُ شِمَالَهُ بِيَمِينِهِ۔ تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۷۵) وقال الترمذی حدیث حسن۔

(۲۲۰) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ النَّاسُ يُؤْمَرُونَ أَنْ يَضَعَ الرَّجُلُ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى ذِرَاعِهِ الْيُسْرٰى فِي الصَّلٰوةِ۔

لوگ اس بات پر مامور تھے کہ نماز میں آدمی اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

(بخاری ج۱ ص۱۰۲، باب وضع الیمنی علی الیسری فی الصلوٰۃ، موطا امام مالک)

(۲۲۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى كَفِّهِ الْيُسْرٰى وَالرُّسْغِ وَالسَّاعِدِ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہتھیلی کی پشت، پہنچے اور کلائی پر رکھا۔

(نسائی ج۱ ص۱۴۱، ابوداؤد، مسند احمد)

ف: بعض ضعیف و موقوف روایات میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے۔ محدثین کے ہاں مذکورہ بالا صحیح مرفوع احادیث کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔

(السعایہ صفحہ ۱۵۸ جلد ۲)

باب ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث

(۲۲۲) قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلٰى شِمَالِهِ فِي الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ۔

حضرت وائل بن حجر فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نماز میں اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۰ جلد ۱)

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص۶۷)

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔ محدث قاسم بن قطلوبغا

تخریج احادیث الاختیار شرح المختار میں فرماتے ہیں۔

هذا سند جید — کہ یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابو الطیب المدنی حنفی اپنی تعلیق شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

هذا الحدیث قوی من حیث السند — کہ یہ حدیث سند کے لحاظ سے قوی ہے۔

شیخ محمد عابد سندی المدنی طوالع الانوار شرح درمختار میں فرماتے ہیں۔

رجاله ثقات۔ — کہ اس حدیث کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

الغرض ان ائمہ محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔ (بذل المجہود شرح ابوداؤد ص۲۴ ج۲، تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ص۲۱۶ جلد اول، آثار السنن ص۶۹ ج۱)

اس کی تائید و تقویت کے درجہ میں درج ذیل روایات و آثار بھی ہیں۔

(۲۲۳) خلیفہ راشد حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں۔

من سنة الصلوة وضع اليمين على الشمال تحت السرة — ناف کے نیچے دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا نماز کی سنت ہے۔

(مسند امام احمد ص۱۱۰ ج۱، مصنف ابن ابی شیبہ ص۳۹۱ ج۱، دارقطنی ص۲۸۶ ج۱، سنن بیہقی ص۳۱ ج۲)

(۲۲۴) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

وضع الكف على الكف في الصلوة تحت السرة — نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ پر ہاتھ رکھا جائے۔

(ابو داؤد بروایۃ ابن الاعرابی)

علامہ علاؤ الدین ماردینی ابن الترکمانی نے بھی محدث ابن حزم ظاہری کے حوالے سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ ملاحظہ ہو۔ (الجوہر النقی علی البیہقی ص۳۱ جلد۲ طبع مصر)

علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

وَاتفقوا علیٰ ان السنۃ لھن وضع الیدین علی الصدر لانہ استر لھا۔

(السعایہ شرح شرح وقایہ ص ۱۵۶ جلد دوم)

ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون ہے کیونکہ یہ صورت ان کے لئے زیادہ باعث ستر و پردہ پوشی ہے۔

شیخ حلبیؒ المتوفی ۹۵۶ھ نے بھی اس مسئلہ پر اتفاق و اجماع نقل کیا ہے۔

(کبیری صفحہ ۳۰۱)

سُبحَانَكَ اللّٰھُمَّ الخ پڑھنا

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔

(۲۲۸) وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ حِيْنَ تَقُوْمُ۔ (طور ۵۲/۴۸)

اور جب آپ کھڑے ہوں تو اپنے رب کی تسبیح و تحمید کیجئے۔

ضحاک تابعیؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نماز کے قیام میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پڑھا جائے۔

(سنن سعید بن منصور، مصنف ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن المنذر، السعایہ ۱۶۱ جلد ۲، تفسیر در منثور صفحہ ۱۳۰ جلد ۶)۔

(۲۲۹) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ بِاللَّيْلِ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تکبیر فرماتے پھر یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ابوداؤد ج ۱ ص ۱۲۰/۱۱۹، ترمذی ج ۱ ص ۳۳، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص ۷۷، مسند احمد)

اس حدیث کی سند قوی ہے، محدث الہیثمی مجمع الزوائد ص ۱۰۶ جلد ۲ پر لکھتے ہیں

رِجَالُهٗ كُلُّهُمْ ثِقَاتٌ — مسند احمد کے راوی ثقہ و معتبر ہیں۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صحیح الاسناد (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص ۳۲۲ ج ۱)

محدث طیبی شافعی فرماتے ہیں: اِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۶۴ ج ۲)

(۲۳۰) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ ثُمَّ يَقُوْلُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(دارقطنی، طبرانی)

اس کی سند قوی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے، تو تکبیر کہتے، پھر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اے اللہ! میں آپ کی تسبیح و تحمید کرتا ہوں، آپ کا نام بابرکت ہے، آپ کی بزرگی برتر ہے اور آپ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔

(معجم ابن شاذان ص ۱۱۳ ج ۱، دارقطنی ص ۱۱۳ ج ۱، نصب الرایہ ص ۳۲۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو یہ دعا پڑھتے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔

(ترمذی ص ۳۴ ج ۱، ابوداؤد ص ۱۱۳ ج ۱، ابن ماجہ)۔

ابوداؤد کی سند حسن ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۲۶۴ ج ۲ طیبی)۔

(۲۳۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَالَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ۔ (دارقطنی نصب الرایہ ص ۳۲۲ جلد ۱)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو یہ دعا پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

اس مضمون کی مرفوع حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ (بیہقی)

(۲۲۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ بھی یہی دعا پڑھتے تھے، بعض اوقات لوگوں کی تعلیم کی غرض سے یہ دعا اونچی آواز سے پڑھتے تھے۔

إِنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات جہراً آواز سے پڑھتے تھے۔ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

(مسلم ص ۱۷۲ جلد اول مشکوٰۃ باب مجہ من قال لا یجہر بالبسملۃ، دارقطنی ص ۱۱۲ ج ۱، طحاوی) اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۹۴)۔

(۲۲۳) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہی دعا پڑھتے تھے۔ ابو وائل کہتے ہیں۔

كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ يُسْمِعُنَا ذٰلِكَ۔ (دارقطنی ص ۱۱۳ جلد اول)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب نماز شروع کرتے تو ہمیں سنا کر یہ دعا پڑھتے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ۔

اس کی سند حسن ہے۔ (آثار السنن صہ ۹۵)

(۲۳۵) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(السعایہ صہ ۱۶۰ جلد ۲ بسنن سعید بن منصور، المنتقیٰ لابن تیمیہ)

(۲۳۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ دعا پڑھتے تھے۔

(رواہ الطبرانی، منتقیٰ لابن تیمیہ، البیہقی کذا فی السعایہ صہ ۱۶۰ جلد دوم)

ف: بعض صحیح احادیث میں کچھ اور دعائیں بھی مروی ہیں۔ جیسے اِنِّیْ وَجَّہْتُ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ الخ

لیکن خلفائے راشدینؓ کا عمل بالخصوص لوگوں کی تعلیم کے لئے حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کا صحابہ کرامؓ کے سامنے اسے جہر سے پڑھنا اس بات کی واضح علامت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری عمل یا آخری عمل سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھنے کا تھا۔ لہٰذا یہ دعا زیادہ افضل ہے۔ (المنتقیٰ لابن تیمیہ مع شرحہ نیل الاوطار صہ ۲۰۷ جلد ۲)

تعوذ امام اور منفرد نے قرأت پڑھنی ہے، اس لئے وہ ثناء کے بعد قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھیں۔

(۲۳۷) ارشاد ربانی ہے۔

فَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ (النحل پ ۱۴)

پس جب آپ قرآن مجید پڑھنے لگیں تو مردود شیطان سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیں۔

(۲۳۸) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ کَبَّرَ ...... ثُمَّ یَقُوْلُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز کے لئے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے ...... پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ

اَسْتَعِیْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ — اَلْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھتے

(ابوداؤد صفحہ، ترمذی، مشکوٰۃ صفحہ ۷۰، نسائی، ابن ماجہ، مسند احمد، بیہقی)

مسند احمد میں اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ہے۔ (السعایہ ج ۲ ص ۱۹۹)

(۲۳۹) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حِیْنَ دَخَلَ فِی الصَّلٰوۃِ قَالَ ...... اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

(ابن ماجہ صفحہ باب الاستعاذۃ فی الصلوٰۃ، مشکوٰۃ صفحہ)

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جب کہ آپ نے نماز شروع کی تو آپ نے پڑھا ...... اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ف : تعوذ کے مختلف الفاظ احادیث میں مروی ہیں سب درست ہیں۔

تسمیہ

حضرت نعیم فرماتے ہیں:

(۲۴۰) صَلَّیْتُ خَلْفَ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ثُمَّ قَرَأَ بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَشْبَهُكُمْ صَلٰوۃً بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔

(نسائی صفحہ باب قراءۃ بسم اللہ الرحمن الرحیم)

حضرت نعیم تابعی فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی پھر فاتحہ پڑھی جب آپ نے نماز کا سلام پھیرا تو فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تم سب سے میری نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے زیادہ مشابہ ہے۔

یہ حدیث صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، بیہقی، دارقطنی اور طحاوی میں بھی ہے۔ محدث حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ فَلَمْ اَسْمَعْ اَحَدًا مِنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ‌۔ (بخاری ص۱۰۳ج۱، مسلم ص۱۷۲ج۱)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی میں نے ان میں سے کسی کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھتے نہیں سنا۔

حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ تسمیہ جہر سے نہیں پڑھتے تھے بلکہ وہ آہستہ پڑھی جاتی تھی جیسا کہ احادیث ذیل سے واضح ہے۔

(۲۲۴) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے۔

فَكَانُوْا يَسْتَفْتِحُوْنَ الْقِرَاءَةَ بِاَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ لَا يَذْكُرُوْنَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فِيْ اَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِيْ اٰخِرِهَا۔ (مسلم ص۱۷۲ جلد اول)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ اور حضرت عثمان اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ سے قراءت شروع فرماتے تھے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نہ قراءت کے شروع میں پڑھتے تھے اور نہ اس کے آخر میں۔

(۲۲۵) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہی مرفوع حدیث نسائی، مسند احمد، صحیح ابن حبان اور دار قطنی میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

فَكَانُوْا لَا يَجْهَرُوْنَ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ جہر سے نہیں پڑھتے تھے۔

(۲۲۶) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نسائی ص۱۴۴ جلد اول، ابن حبان اور طحاوی کی ایک روایت میں ہے۔

یہ حدیث حسن ہے۔ (ترمذی ص ۳۳ نصب الرایہ ص ۳۳۲ جلد اول)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ یہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں:

حَدِیْثٌ حَسَنٌ وَالْعَمَلُ عَلَیْہِ عِنْدَ اَکْثَرِ اَھْلِ الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنْھُمْ اَبُوْبَکْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِیٌّ وَغَیْرُھُمْ وَمَنْ بَعْدَھُمْ مِنَ التَّابِعِیْنَ وَبِہٖ یَقُوْلُ سُفْیَانُ الثَّوْرِیُّ وَابْنُ الْمُبَارَکِ وَاَحْمَدُ وَاِسْحَاقُ لَا یَرَوْنَ اَنْ یَّجْھَرَ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قَالُوْا وَیَقُوْلُھَا فِیْ نَفْسِہٖ۔	یہ حدیث حسن ہے، صحابہؓ و تابعینؒ میں سے اکثر اہل علم کا عمل اسی حدیث پر ہے۔ ان میں سے خلفائے راشدین حضرت ابو بکرؓ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ اور دیگر حضرات بھی ہیں، سفیان ثوریؒ، عبداللہ بن مبارکؒ، امام احمدؒ و اسحق بن راہویہؒ بھی اسی کے قائل ہیں، یہ سب حضرات بسم اللہ الرحمن الرحیم جہر کے قائل نہیں ہیں اور کہتے ہیں کہ نمازی بسم اللہ الرحمن الرحیم اپنے دل میں کہے، یعنی آہستہ کہے۔

(۲۴) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوۃَ بِالتَّکْبِیْرِ وَالْقِرَاءَۃَ بِالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تکبیر اور قراءت اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ سے شروع کرتے تھے۔

(مسلم صفحہ ۱۹۴ جلد اول، بیہقی، مشکوٰۃ ص ۷۵)

(۲۵) حضرت ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ عُمَرُ وَعَلِیٌّ لَا یَجْھَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّامِیْنِ۔	حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور تعوذ اور آمین جہرے نہیں کہتے تھے۔

(طحاوی ص ۱۲۰ جلد اول)

(نصب الرایہ جلد ۲ ص ۳۶۲)۔

امام جب نماز میں فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ سورت بھی ملائے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۵۳) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الْأُوْلَيَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص ۱۰۵ ج ۱ باب القراءۃ فی الظہر، مسلم جلد ۱ ص ۱۸۵، مشکوٰۃ ص ۷۹)

منفرد فاتحہ پڑھے اس کے ساتھ اور قراءت بھی کرے

(۲۵۴) حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِذَا قُمْتَ فَتَوَجَّهْتَ إِلَى الْقِبْلَةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ وَبِمَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ تَقْرَأَ.

جب تو نماز کے لئے کھڑا ہووے اور قبلہ کی طرف رخ کرے تو تکبیر کہہ، پھر فاتحہ پڑھ اور جو اللہ چاہے تو قرآن پڑھے۔

(ابوداؤد جلد ۱ ص ۱۲۴ باب من لا یقیم صلبہ فی الرکوع والسجود)

یہ حدیث مسند احمد صفحہ ۳۴۰ جلد ۴ میں ان الفاظ سے مروی ہے۔

إِذَا اسْتَقْبَلْتَ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا شِئْتَ. (نصب الرایہ جلد ۱ ص ۳۶۶)

جب تو قبلہ رخ ہووے تو تکبیر کہہ پھر فاتحہ پڑھ پھر تو جو چاہے قرآن پڑھ۔

جمہور مفسرین نے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ تفسیر ابن جریر، تفسیر ابن کثیر، تفسیر روح المعانی، تفسیر بیضاوی، تفسیر کشاف، تفسیر معالم التنزیل، تفسیر ابو السعود، تفسیر خازن وغیرہ میں اسی قول کو راجح قرار دیا گیا ہے کہ آیت کا شانِ نزول نماز ہے۔

ظاہر ہے کہ نماز میں امام صاحب بالاجماع قرارت کرتا ہے۔ قرآنِ مجید کی اس نصِ قطعی سے واضح ہوا کہ جب امام صاحب قرارت کرے، تو مقتدی پر لازم اور واجب ہے کہ وہ توجہ کرے اور خاموش رہے۔ اِسْتَمِعُوْا اور اَنْصِتُوْا امر کے صیغے ہیں، اور علمار اُصول کے قول کے مطابق مطلق امر وُجوب کے لئے آتا ہے۔

احادیثِ نبویہ و آثارِ صحابہؓ نے اس مسئلہ کو کھول کر بیان کیا ہے کہ نماز میں امام صاحب کا فریضہ قرارت کرنا اور مقتدی کا فریضہ خاموش رہنا ہے۔

(۲۵۶) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا۔

لِيَؤُمَّكُمْ اَحَدُكُمْ فَاِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا	کہ تم میں سے ایک تمہارا امام بنے۔ جب وُہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو
وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا۔	...... اور جب وُہ قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

(مسلم صـ۱۷۴، جلد اول، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

امام مسلم اس حدیث کی صحت کا اظہار کرتے ہیں، بلکہ اس پر اصرار کرتے ہیں اور مشائخ وقت کا اجماع نقل کرتے ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

اِنَّمَا وَضَعْتُ هٰهُنَا مَا اَجْمَعُوْا عَلَيْهِ۔	کہ میں نے یہاں (صحیح مسلم میں) صرف وہ حدیث درج کی ہے جس پر مشائخ کا اجماع ہے۔

(مسلم ج۱، باب التشہد فی الصلوٰۃ)

درج ذیل محدثین وفقہا بھی اس حدیث کی صحت کے قائل ہیں۔

اہل حدیث کے راہ نما شیخ نواب صدیق حسن خان فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِمَّا ثَبَتَ عِنْدَ أَهْلِ السُّنَنِ وَصَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ مِنَ الْأَئِمَّةِ۔ (دلیل الطالب ص ۲۹۲)

یہ حدیث اہل سنن کے نزدیک ثابت ہے اور اس حدیث کو ایک جماعت نے ائمہ میں سے صحیح قرار دیا ہے۔

دراصل مذکورہ بالا صحیح حدیثیں قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا کی تفسیر و شرح ہیں۔ چنانچہ اسی حقیقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے امام نسائی نے تاویل قولہ عز وجل وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ کا عنوان اور باب قائم کر کے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث ذکر کی ہے۔ (سنن نسائی ج ۱ ص [illegible])

(۲۵۸) حضرت انس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا قَرَأَ الْاِمَامُ فَاَنْصِتُوْا۔ (کتاب القراءة للبیہقی ص ۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب امام قرآن پڑھے تو تم خاموش رہو۔

اس کے راوی ثقہ ہیں۔ (احسن الکلام ص ۲۳۴ جلد اول)

ان مرفوع صحیح صریح احادیث سے واضح ہوا کہ نماز با جماعت میں قراءت صرف امام کا وظیفہ ہے مقتدیوں کا وظیفہ اور فریضہ سکوت و خاموشی ہے۔ پھر آیت و احادیث میں امر کا صیغہ ہے وَاَنْصِتُوْا (خاموش رہو) اصولیوں کی تصریح کے مطابق مطلق امر وجوب کے لئے آتا ہے لہٰذا جب امام صاحب قرآن پڑھتے ہوں تو مقتدی پر لازم و واجب ہے کہ وہ خاموش رہے۔

(۲۵۹) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَةُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص کا امام ہو تو امام کی قراءت

لکھتے ہیں ۔

عَلٰی شَرْطِ مُسْلِم (تفسیر روح المعانی جز ۹ ص ۱۵۱) یہ سند صحیح مسلم کی شرط پر ہے ۔

پانچویں قوی سند (امام محمدؒ نے اپنی کتاب موطا ص ۹۸ میں یہ حدیث صحیح سند سے روایت کی ہے ۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ ج ۱ ص ۲۹۴)

نیز یہ حدیث قوی سند سے کتاب الآثار امام محمدؒ و کتاب الآثار امام ابو یوسفؒ کتاب القراءت للبیہقی الطحاوی وغیرہ میں بھی مروی ہے ۔

بہرحال حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مذکورہ مرفوع صحیح حدیث سے ثابت ہوا کہ امام صاحب کی قراءت مقتدی کے لیے کافی ہے ۔ مقتدی کو الگ قراءت کرنے کی ضرورت نہیں ۔ دراصل اس حدیث میں ایک مسلّمہ اصول وضابطہ کی طرف رہنمائی فرمائی گئی ہے ۔ وہ اصول یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی فرد یا جماعت یا ادارہ کا نمائندہ ہو تو نمائندہ کی بات اس شخص یا جماعت یا ادارہ کی بات تسلیم کی جاتی ہے جس نے اسے نمائندہ قرار دیا ہے ۔ تمام دنیا کے عقلاء اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں ۔ دنیا بھر کے سفارتی ، عدالتی اور تجارتی نظام اسی پر چل رہے ہیں ۔ قرآن مجید نے بھی اسی اصول کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد و نمائندہ کی حیثیت سے بارگاہ رسالت میں قرآن مجید پڑھاتے اور پہنچاتے ہیں ۔ پورا قرآن مجید تقریباً تیئس سال میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں پڑھا اور پہنچایا ۔ اللہ تعالیٰ شانہٗ نے اپنے نمائندہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی اس ساری قراءت کو اپنی قراءت قرار دیتے ہوئے جمع متکلم کا صیغہ ارشاد فرمایا ۔

فَاِذَا قَرَأْنٰهُ (القیامۃ پ ۲۹) پس جب ہم قرآن کو پڑھیں ۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن مجید اور حدیث شریف کے بتلائے ہوئے اصول کے

مطابق امام صاحب کی حقیقی قرارت مقتدی کی حکمی قرارت ہے اور اس کے لئے کافی ہے، اُسے خود قرارت کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۲۶۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضِ وفات میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے درمیان آپ دو آدمیوں کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور امام بنے۔ حضرت حضرت ابو بکرؓ مکبّر بنے۔ آگے حدیث کے الفاظ ہیں۔

وَ اَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْقِرَاءَۃِ مِنْ حَیْثُ کَانَ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍؓ۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں سے قرارۃ شروع کی، جہاں تک ابو بکرؓ پہنچ چکے تھے۔

(ابن ماجہ صہ ۸۸)

مسند احمد صفحہ ۲۰۹ جلد اوّل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فَقَرَأَ مِنَ الْمَکَانِ الَّذِیْ بَلَغَ اَبُوْ بَکْرٍ مِنَ السُّوْرَۃِ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سورت کے اس حصے سے قرارت شروع کی جہاں تک ابو بکرؓ پہنچ چکے تھے۔

مسند احمد و ابن ماجہ کی سندیں قوی ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج۵ ص۲۶۹ باب الوصایا)

اس قوی حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ رکعت قرارت فاتحہ کے بغیر ادا ہوئی۔ ذخیرۂ احادیث میں اس رکعت کے اعادہ کا کہیں ذکر نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی کے اس آخری عمل سے معلوم ہوا کہ مقتدی کی نماز قرارتِ فاتحہ کے بغیر صحیح ہے۔ امام بخاریؒ ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

اِنَّمَا یُؤْخَذُ بِالْاٰخِرِ فَالْاٰخِرِ مِنْ فِعْلِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (بخاری ج۱ ص۹۶)

یعنی آنحضرت کا جو آخری عمل ہوتا ہے اسی پر عمل کیا جاتا ہے۔

آگے اس سلسلہ میں چند موقوف آثار ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۲۴۱) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مَنْ صَلّٰى رَكْعَةً لَمْ يَقْرَأْ فِيْهَا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ فَلَمْ يُصَلِّ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ وَرَاءَ الْاِمَامِ۔
(ترمذی ج ۱ باب ما جاء فی ترک القراءۃ خلف الامام و مؤطا امام مالک ۲۸)۔

جس شخص نے ایک رکعت پڑھی اور اس میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھی تو اس نے نماز نہیں پڑھی مگر امام کے پیچھے۔ یعنی امام کے پیچھے نماز بدوں فاتحہ درست ہے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔ (ترمذی ص ۴۲ جلد اول)

اس سے معلوم ہوا کہ لَا صَلٰوةَ اِلَّا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ کا حکم امام و منفرد کے لئے ہے مقتدی اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ اس کی نماز فاتحہ کے بغیر درست ہے۔

(۲۴۲) (۲۴۳) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اتباع سنت میں بہت ہی مشہور ہیں۔ آپ کا قول و عمل صحیح سند سے یوں مروی ہے۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ اِذَا سُئِلَ هَلْ يَقْرَأُ اَحَدٌ خَلْفَ الْاِمَامِ قَالَ اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ خَلْفَ الْاِمَامِ فَحَسْبُهٗ قِرَاءَةُ الْاِمَامِ وَاِذَا صَلّٰى وَحْدَهٗ فَلْيَقْرَأْ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَا يَقْرَأُ خَلْفَ الْاِمَامِ۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں جب تم میں سے کوئی ایک امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قراءت اس کے لئے کافی ہے اور جب اکیلے نماز پڑھے تو ضرور قراءت پڑھے اور خود حضرت ابن عمرؓ امام کے پیچھے قرآن نہیں پڑھتے تھے۔

(مؤطا امام مالک ص ۲۹، دارقطنی ص ۱۵۳ جلد اول)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ج ۲)

یہ حدیث حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل دو حدیثوں پر مشتمل ہے۔

(۲۴۴) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ صحابی کا ارشاد ہے۔

لَا قِرَاءَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ ۔ امام کے ساتھ کسی بھی نماز میں کسی قسم کی قراءت نہیں ہے
(مسلم شریف ۲۱۵ باب سجود التلاوۃ، نسائی عن عبداللہ)

اس صحیح حدیث میں ہر قسم کی نماز میں جہری ہو یا سری مقتدی کے لئے قراءت کی نفی ہے جو فاتحہ اور سورت سب کو شامل ہے

(۲۶۵) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (۲۶۶) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶۷) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

لَا يُقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ ۔ کسی بھی نماز میں امام کے پیچھے قرآن نہ پڑھا جائے۔

(طحاوی ص ۱۲۹ جلد اول، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۶ جلد اول نحوہ)

اس کی سند صحیح ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص ۱۳ جلد دوم)

(۲۶۸) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قراءت خلف الامام کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے فرمایا۔

سَيَكْفِيكَ قِرَاءَةُ الْإِمَامِ ۔ امام کی قراءت تیرے لیے مشروع کافی رہے گی۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۷۶، مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۸)

علامہ ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رِجَالُهُ مُوَثَّقُونَ ۔ اس کے راوی ثقہ اور قابل اعتماد ہیں۔

(مجمع الزوائد ص ۱۱۰ جلد دوم)

یہ حدیث صحیح سند سے موطا امام محمد ص ۹۹، طحاوی ص ۱۲۹ جلد اول میں بھی مروی ہے۔ (نصب الرایہ مع الحاشیہ ص ۱۲ جلد دوم)

(۲۶۹) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے سوال کیا۔

أَقْرَأُ وَالْإِمَامُ بَيْنَ يَدَيَّ ۔ امام جب آگے ہو تو کیا میں اس کے پیچھے

پیدا ہوتی تھی الخ۔ (طحاوی ص ۱۲۸ ج ۱) قرآن پڑھ سکتی ہو تو۔ آپ نے فرمایا انہیں

اس کی سند صحیح ہے۔ (آثار السنن ص ۱۱۴)

(۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) حضرت موسیٰ بن عقبہ تابعی فرماتے ہیں۔

إِنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ كَانُوا يَنْهَوْنَ عَنِ الْقِرَاءَةِ مَعَ الْإِمَامِ۔

حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ امام کے ساتھ قرآن پڑھنے سے منع کرتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۳۹ ج ۲، درس ترمذی، جواہر النقی، عمدۃ القاری ج ۳ باب وجوب القراءۃ للامام الخ)

(۲۵۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

مَنْ قَرَأَ مَعَ الْإِمَامِ فَلَيْسَ عَلَى الْفِطْرَةِ۔

جس شخص نے امام کے ساتھ قرآن پڑھا وہ فطرت (سنت) پر نہیں ہے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۲ ص ۱۳۷، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۱ ص ۳۷۶، دارقطنی، طحاوی، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۳)

(۲۵۴) حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ حَجَرٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں پتھر ہو۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۳۸ ج ۲، موطا امام محمد ص ۹۸، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۳)

(۲۵۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَيْتَ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ مُلِئَ فُوهُ تُرَابًا۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ کاش کہ اس کا منہ مٹی سے بھر جائے۔

(مصنف عبدالرزاق ص ۱۳۸ ج ۲، طحاوی، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۳)

(۲۵۶) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَدِدْتُ أَنَّ الَّذِي يَقْرَأُ خَلْفَ الْإِمَامِ فِي فِيهِ جَمْرَةٌ۔

جو شخص امام کے پیچھے قرآن پڑھتا ہے۔ مجھے پسند ہے کہ اس کے منہ میں انگارہ ہو۔

(موطا امام محمد ص ۱۰۰، جزء القراءۃ ص ۱۱ للامام بخاری، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۱۳)

اور یہ حدیث فَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوْا کی وجہ سے قراءت حقیقی تو ممنوع ہے۔ نیز یہ حدیث مَنْ کَانَ لَهٗ إِمَامٌ فَقِرَاءَةُ الْإِمَامِ لَهٗ قِرَاءَةٌ کی بناء پر قراءت حکمی امام کے لئے کافی وافی ہے۔ ؎

فاتحہ کے بعد آمین کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث

(۲۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوْا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔

(بخاری ص ۱۰۸ جلد اول و باقی صحاح ستہ مشکوٰۃ ص ۷۹)

آمین آہستہ کہنا چاہئے

حضرت عطاء تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

(۲۵) اٰمِیْنَ دُعَاءٌ۔ آمین دعا ہے۔

(بخاری ص ۱۰۷ جلد اول)

اور دعا کا اصول و قاعدہ اخفاء ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔

(۲۶) أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً۔ (الاعراف پ ۸) عاجزی کے ساتھ اور آہستہ اپنے رب سے دعا کرو۔

دوسرے مقام پر ارشاد ربانی ہے۔

(۲۷) إِذْ نَادٰی رَبَّهٗ نِدَاءً خَفِیًّا۔ (مریم پ ۱۶) جب کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنے رب کو آہستہ پکارا۔

؎ حاصل یہ ہے کہ قراءت دو قسم کی ہے۔ حقیقی اور حکمی۔ حقیقی قراءت تو مقتدی کے لئے منع ہے اور حکمی قراءت امام کی طرف سے حاصل ہے۔ جو کافی و وافی ہے۔ ۱۲ ف

مشہور مفسر امام رازی رحمۃ اللہ علیہ شافعی المسلک ہونے کے باوجود آمین آہستہ کہنے کے مسئلہ میں حنفیہ کے موافق دکھائی دیتے ہیں ۔ اور اس موافقت کی وجہ یہ ہے کہ قرآن مجید سے حنفیہ کا استدلال بہت قوی اور صحیح ہے ۔

قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ الاخفاء بالتامین افضل وقال الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ الاعلان بہ افضل واحتج ابو حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علی صحۃ قولہ قال فی قولہ آمین وجہان احدھما انہ دعاء والثانی انہ من اسماء اللہ تعالیٰ فان کان دعاء وجب اخفاءہ لقولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیۃ وان کان اسما من اسماء اللہ تعالیٰ وجب اخفاءہ لقولہ تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک تضرعا وخیفۃ فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیۃ ونحن بھذا القول نقول۔	امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آہستہ آمین کہنا افضل ہے ، اور امام شافعی فرماتے ہیں کہ اس کا اظہار کرنا افضل ہے ۔ امام ابو حنیفہ رح نے اپنے قول کی صحت پر یوں استدلال کیا ہے کہ آمین میں دو وجہیں ہیں پہلی یہ کہ وہ دعا ہے اور دوسری یہ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے پس اگر آمین دعا ہے تو واجب ہے کہ آہستہ پڑھی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے رب کو عاجزی سے اور آہستہ پکارو ، اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے تب بھی اس کا اخفاء واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ذکر کیجئے رب کا اپنے دل میں عاجزی سے اور ڈرتے ہوئے ، سو اگر وجوب ثابت نہ ہو تو استحباب سے کیا کم ہوگا ، اور ہم بھی اسی قول کے قائل ہیں ۔

(تفسیر کبیر جلد ۱ صفحہ ۱۳۱ طبع مصر)

(۲۸) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قد کنا مع النبی ... بالتکبیر   ایک غزوہ خیبر سے واپس ہو ... لوگ

..... وَالصِّبْيَانُ: اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ	سے خوب بلند آواز سے تکبیر کہی: اللہ اکبر اللہ اکبر
اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ	لا الٰہ الا اللہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِرْبَعُوْا عَلٰى	ارشاد فرمایا لوگو! اپنے آپ پر رحم کرو تم
اَنْفُسِكُمْ اِنَّكُمْ لَا تَدْعُوْنَ	بہری اور غائب ہستی کو تو نہیں پکار رہے ہو
اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا اِنَّكُمْ تَدْعُوْنَ	بلکہ تم تو اس ہستی کو پکار رہے ہو جو قریب
سَمِيْعًا قَرِيْبًا وَهُوَ مَعَكُمْ الخ	ہے سننے والی ہے اور تمہارے ساتھ ہے۔
	(لہٰذا تم بلند آواز کی بجائے آہستہ پکارو اور دعا کرو)

یہ حدیث بخاری شریف کے متعدد ابواب میں مروی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب الجہاد

ص ۹۰۵ جلد ۲، کتاب الدعوات، کتاب القدر، کتاب التوحید اور مسلم ص ۳۴ جلد ۲

کتاب الذکر، ابو داؤد، ترمذی، مسند احمد۔

(۲۵۲) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ	رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عالی
وَسَلَّمَ خَيْرُ الذِّكْرِ الْخَفِيُّ۔	ہے کہ سب سے بہتر ذکر وہ ہے جو
(مسند احمد ص ۱۷۲ ج ۱، وص ۱۸۰ ج ۱، وابن حبان، البیہقی فی شعب الایمان۔)	آہستہ ہو۔

امام جلال الدین سیوطی شافعی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے۔ (الجامع الصغیر ج ۲ ص)

علامہ عزیزی فرماتے ہیں۔ اس کی سند صحیح ہے۔ (السراج المنیر ص ۲۶۳ ج ۲ طبع مصر)

ایک حدیث میں ہے۔

خَيْرُ الدُّعَاءِ الْخَفِيُّ۔	کہ سب سے بہتر دعا آہستہ دعا ہے۔

(صحیح ابن حبان، فتح الملہم ص ۴۲ جلد ۲ شرح مسلم)

قرآن و حدیث کی ان تصریحات کی روشنی میں دعا کا مسنون طریقہ واضح ہو گیا ہے۔

البتہ جہاں پر شارح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے دعا کے جہر کی تصریح کردی جائے تو وہاں پر جہر ہی مطلوب ہوگا۔

(۲۶۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ قَالَ اٰمِيْنَ وَاَخْفٰى بِهَا صَوْتَهٗ۔	حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی جب غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ پڑھا تو فرمایا آمین اور اس میں اپنی آواز کو پوشیدہ کیا۔

(ترمذی ج۱ ص۳۴، ابوداؤد طیالسی، دارقطنی، مستدرک حاکم، مسند احمد، مسند ابو یعلی، طبرانی، کتاب القراءت للحاکم)

محدث حاکم فرماتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے۔ صحیح الاسناد (نصب الرایہ ص۳۶۹ جلد اول، عمدۃ القاری شرح بخاری ص۵۰ جلد ۶)

(۲۶۳) حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّهٗ حَفِظَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً اِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً اِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ۔	حضرت سمرہ بن جندب نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دو سکتے یاد رکھے ہیں۔ ایک جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ فرماتے دوسرا جب آپ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ کی قرأت سے فارغ ہوتے۔

(ابوداؤد ص۱۱۳ جلد اول باب السکتہ عند الافتتاح، ابن ماجہ، مسند دارمی، مسند احمد، مشکوٰۃ ص۸۰)

اس کی سند قوی ہے، علامہ علی قاریؒ مرقات شرح مشکوٰۃ ص۲۶۶ پر لکھتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ حَجَرٍ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ	ابن حجرؒ فرماتے ہیں اس کی سند حسن

(۲۵۱) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَقَالَ آمِيْن مَا أَرَاهُ إِلَّا لِيُعَلِّمَنَا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے آمین فرمایا میرے خیال میں آپ ہمیں تعلیم دینا چاہتے تھے اس لئے جہر کیا۔

(کتاب الاسماء والکنی صفحہ ۱۹۷ جلد اول۔ للحافظ ابی بشر الدولابی)۔

یہ حدیث مذکورہ توجیہ کی واضح دلیل ہے۔

حافظ ابن قیم حنبلیؒ زاد المعاد میں فرماتے ہیں: عہد نبوت میں مقتدیوں کی تعلیم کے لیے قولی اذکار و ادعیہ کو بعض اوقات جہر کیا جاتا تھا۔

وَمِنْ هٰذَا أَيْضًا جَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِيْنِ۔ انہی امور میں سے امام صاحب کا جہر سے آمین کہنا بھی ہے۔ انتہی

جیسا کہ پہلے قسم کے مسئلہ میں بیان ہو چکا ہے کہ لوگوں کی اطلاع و آگاہی کے لئے قولی اذکار و امور کا جہر و اظہار بہت سی احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً ظہر یا عصر کی نماز میں قراءت کا جہر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(بخاری ص ۱۰۵ جلد اول و ۱۰۷، مسلم صفحہ ۱۸۵ جلد اول)

خلیفہ راشد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ثنا سبحانک اللہم جہر سے پڑھنا۔

(مسلم صفحہ ۱۷۲ جلد اول)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نماز جنازہ میں بغرض تعلیم فاتحہ جہر سے پڑھنا۔

(نسائی ص ۲۸۱ جلد اول)

حضرت ابوہریرہؓ کا اعوذ باللہ جہر سے پڑھنا (کتاب الام ص ۹۳ جلد اول امام شافعیؒ)

تو آمین کا جہر بھی اسی باب میں داخل ہے۔

(فتح الملہم شرح صحیح مسلم ص ۲۷۱/۲، معارف السنن شرح جامع ترمذی ص ۴۱۲ جلد دوم)

دا قطنی کی توجیہ یہ ہے کہ جہر کی احادیث بیانِ جواز پر محمول ہیں یا ابتدائی دور پر محمول ہیں۔ آخری دور کا عمل اور راجح عمل آمین کا اخفاء ہے۔ جیسے حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور صحابہؓ و تابعینؒ نے اختیار کیا ہے۔

رکوع میں جاتے وقت تکبیر کہنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۲) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَقُوْمُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِيْنَ يَرْكَعُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے، تو تکبیر کہتے جب قیام فرماتے پھر تکبیر کہتے، جب رکوع فرماتے۔

(بخاری صہ ۱۰۹ جلد اول و مسلم، مشکوٰۃ صہ ۷۶ جلد اول)

رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت رفع یدین نہیں ہے۔

ارشادِ ربانی ہے۔

(۲۹۳) قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۔ (المؤمنون پ ۱۸)

بلاشبہ وہ اہلِ ایمان کامیاب ہوگئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ خاشعون کی تفسیر یہ فرماتے ہیں۔

مُخْبِتُوْنَ مُتَوَاضِعُوْنَ لَا يَلْتَفِتُوْنَ يَمِيْنًا وَّلَا شِمَالًا وَّلَا يَرْفَعُوْنَ اَيْدِيَهُمْ فِي الصَّلٰوةِ ۔

عاجزی و تواضع کرنے والے نہ دائیں بائیں التفات کرتے ہیں اور نہ نماز میں اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہیں۔

(تفسیر ابن عباسؓ صہ ۲۱۲)

(۲۹۴) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا لِيْ أَرَاكُمْ رَافِعِيْ أَيْدِيْكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اُسْكُنُوْا فِي الصَّلٰوةِ۔

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس باہر تشریف لائے تو فرمایا کیا بات ہے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، نماز میں سکون اختیار کرو، رفع یدین نہ کرو۔

(مسلم ص۱۸۱ جلد اول۔ باب الامر بالسکون فی الصلوٰۃ، ابوداؤد، نسائی، مسند امام احمد، طحاوی)

یہ صحیح مرفوع قولی حدیث اس بات پر نص ہے کہ نماز کے دوران رفع یدین ممنوع ہے۔ اس کے مقابلے میں سکون واجب و لازم ہے۔ "فی الصلوٰۃ" کا لفظ تکبیر تحریمہ سے سلام تک کو شامل ہے۔ تکبیر تحریمہ تو نماز کا آغاز ہے، پھر اس پر رفع یدین متواتر احادیث سے ثابت ہے۔ بالاجماع وہ اس ممانعت سے خارج اور مستثنیٰ ہے۔ اس کے بعد رکوع وغیرہ ہر مقام کی رفع یدین کو یہ ممانعت شامل ہے۔

(۲۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

قَالَ أَلَا أُصَلِّيْ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمْ يَرْفَعْ يَدَيْهِ إِلَّا فِيْ أَوَّلِ مَرَّةٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے لوگوں کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ پھر آپؓ نے نماز پڑھی اور صرف پہلی دفعہ (تکبیر تحریمہ میں) رفع یدین کی۔

(ترمذی ص۳۵، ابوداؤد ص۱۰۹، باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع، نسائی ص۱۶۱، محلی ابن حزم ظاہری ص۸۸ ج۴، دارقطنی، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، موطا امام محمد، مسند احمد، طحاوی۔)

یہ حدیث حسن ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، حدیث حسن۔ (ترمذی ص۳۲ جلد اول)

علامہ ابن حزم ظاہری نے اس کو صحیح کہا ہے۔

حافظ ابن حجر شافعی لکھتے ہیں۔

وَهٰذَا الْحَدِيْثُ حَسَّنَهُ التِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حَزْمٍ. (التلخیص الحبیر علی شرح المہذب ص۲۲۴ ج۱ طبع مصر)۔

یہ حدیث، امام ترمذیؒ نے اسے حسن کہا ہے اور علامہ ابن حزم نے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۹۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا مَنْكِبَيْهِ ... وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ وَبَعْدَ مَا يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ لَا يَرْفَعُهُمَا.

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ جب نماز شروع فرماتے تو اپنے دونوں کندھوں کے برابر رفع یدین کرتے ...... اور جب رکوع کا ارادہ فرماتے اور رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین نہ کرتے۔

(صحیح ابوعوانہ ص۹۰ جلد دوم و مسند حمیدی صفحہ ۲۷۷ جلد ۲)۔

حضرت ابوعوانہؒ امام مسلمؒ کے شاگرد ہیں اپنی تصنیف "صحیح ابوعوانہ" میں صحیح مسلم پر تحقیقی کام کیا ہے۔ صحیح مسلم کی احادیث کی مزید سندیں جمع کی ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۱۹۵، ۹۸)

اور امام حمیدیؒ حضرت امام بخاریؒ کے شیخ و استاذ ہیں۔ (بستان المحدثین ص ۴۳)۔

الغرض دونوں بزرگ علم حدیث اور ثقہ ہیں ان کی روایت کردہ مذکورہ بالا حدیث صحیح ہے اور ترک رفع یدین پر صریح اور واضح دلیل ہے۔

مندرجہ ذیل احادیث اگرچہ متکلم فیہ ہیں تاہم درجہ استشہاد و تائید میں پیش کی جاسکتی ہیں۔

(۲۹۷) حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَبَّرَ لِافْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ إِلٰى قَرِيْبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُوْدُ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب آغاز نماز کی (تکبیر تحریمہ) کہتے تو اپنے کانوں کے قریب تک رفع یدین فرماتے پھر نہیں لوٹتے تھے (رفع یدین نہیں کرتے تھے)۔

(ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، طحاوی، دارقطنی، مصنف ابن ابی شیبۃ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۹۸) قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَلَمْ يَرْفَعُوْا أَيْدِيَهُمْ إِلَّا عِنْدَ اِسْتِفْتَاحِ الصَّلٰوةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخینؓ صرف نماز کے شروع (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین فرماتے تھے۔

(دارقطنی، بیہقی، کامل ابن عدی)

(۲۹۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ مَدًّا۔ (ابوداؤد ص ۱۱۶ جلد اول، نسائی، ترمذی)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز میں داخل ہوتے تو اچھی طرح رفع یدین فرماتے۔

اس حدیث میں صرف تحریمہ والی رفعیدین کا ذکر ہے۔ رکوع کی رفعیدین کا ذکر نہیں ہے۔ اسی لیے امام ابوداؤدؒ نے "باب من لم یذکر الرفع عند الرکوع" میں یہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۳۰۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے۔

تُرْفَعُ الْأَيْدِيْ فِيْ سَبْعَةٍ

سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں۔

و رفع یدین کیا جاتا ہے، جب نماز کے لیے کھڑا

مَوَاطِنَ اِذَا قَامَ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاِذَا رَأَيْتَ الْبَيْتَ وَعَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَفِي جَمْعٍ وَعَرَفَاتٍ وَعِنْدَ الْجِمَارِ۔

ہو اور جب بیت اللہ کو دیکھے، کوہ صفا پر، اور کوہ مروہ پر مزدلفہ میں، عرفات میں، جمرات کے پاس۔

اگر نماز میں تکبیر تحریمہ کے علاوہ رکوع میں رفع یدین ہوتی تو ضرور اسے بھی ذکر کیا جاتا۔

یہ حدیث ابن عباسؓ سے مرفوع بھی مروی ہے اور موقوف بھی۔

مرفوع حدیث طبرانی، جزء رفع الیدین امام بخاریؒ ص۲۰، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی، میں ہے اور موقوف حدیث مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ جلد اول، مسند بزار میں ہے۔

و ابن ابی شیبہ کی موقوف حدیث حسن ہے۔ (معارف السنن ص ۴۹۵ جلد ۲)

(۳۰۱) نیز یہ حدیث حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے، مرفوع حدیث جزء رفع الیدین امام بخاریؒ، مسند بزار، مستدرک حاکم، بیہقی میں ہے۔ اور موقوف حدیث مسند بزار میں ہے۔ تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو۔

(نصب الرایہ ۳۹۱/۱ ، ۳۹۱/۱ للزیلعیؒ اور الدرایہ ص ۱۴۸ جلد اول للحافظ ابن حجرؒ)

(۳۰۲) حضرت مجاہد تابعیؒ سے روایت ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ الصَّلٰوةِ ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْ هُمَا فِي شَيْءٍ حَتّٰى يَفْرُغَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع کرتے تو ابتداء نماز میں رفع یدین فرماتے۔ پھر نماز سے فارغ ہوتے تک کسی جگہ بھی رفع یدین نہیں فرماتے تھے۔

والخلافیات للبیہقی، نصب الرایہ ۴۰۴/۱، نیل الفرقدین ص ۱۴۳ للعلامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ، معارف السنن ص ۴۹۶ جلد ۲)۔

یہ حدیث مرسل جید ہے۔ (معارف السنن ۴۹۶/۲، نیل الفرقدین ص ۱۴۳)

(۳۰۳) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَأَیْتُ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ ثُمَّ لَا یَعُوْدُ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱)

میں نے حضرت عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نماز کی پہلی تکبیر (تکبیر تحریمہ) میں رفع یدین کرتے تھے۔ پھر نہیں کرتے تھے۔

طحاوی ص ۱۳۳ (جلد اول)۔

اس کی سند صحیح ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔

رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ۔ (الدرایہ ص۸۵ جلد اول)

محدث الماردینیؒ یہ حدیث محدث ابن ابی شیبہ کی سند سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ۔ (الجوہر النقی علی سنن بیہقی ص۷۵ جلد دوم طبع مصر)

علامہ بدرالدین عینیؒ فرماتے ہیں۔

بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ۔ (عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ص۲۷۳ جلد ۵ طبع مصر)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ۔ (طحاوی ص۱۳۳ جلد اول)

(۳۰۴) اِنَّ عَلِیًّا کَانَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ أَوَّلِ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَا یَرْفَعُ بَعْدُ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز کی پہلی تکبیر میں رفع یدین کرتے تھے۔ اس کے بعد رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص۲۳۷ ج۱، دارقطنی، موطا امام محمدؒ، جزء رفع الیدین للامام بخاریؒ، طحاوی ص۱۳۲ ج۱)

یہ حدیث بھی صحیح ہے۔ رِجَالُہٗ ثِقَاتٌ (الدرایہ ص۸۵ جلد اول) اَثَرٌ صَحِیْحٌ (نصب الرایہ ص۴۰۶ جلد اول)۔ صَحِیْحٌ عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ (عمدۃ القاری ص۲۷۴ ج۵)

حضرت مجاہدؒ تابعی فرماتے ہیں۔

(۳۰۵) صَلَّیْتُ خَلْفَ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں میں نے حضرت

اَحْوَالٍ وَّ اُحِيْلَتِ الصِّيَامُ ثَلٰثَةَ اَحْوَالٍ

(ابوداؤد صفحہ جلد اول باب کیف الاذان ، مسند امام احمد ج ۵)

(آگے حدیث میں ان تین تبدیلیوں کو تفصیل سے ذکر کیا ہے ۔

اسلام کے ابتدائی دور میں تکبیر تحریمہ اور رکوع کے علاوہ بھی نماز کے ہر انتقال اور ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا عمل کیا جاتا تھا جس کی تفصیل یہ ہے ۔

سجدہ میں رفع یدین

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ایک مستقل باب قائم کیا ہے ۔

"باب رفع الیدین للسجود" سجدہ میں رفع یدین کا باب ص ۱۶۵ ج ۱

اور حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں ۔

(۳۱۰) اِنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَفَعَ یَدَیْہِ فِیْ صَلٰوتِہٖ اِذَا سَجَدَ وَاِذَا رَفَعَ رَاْسَہٗ مِنَ السُّجُوْدِ ۔ (نسائی صفحہ ۱۶۵ جلد اول)

حضرت مالک نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے جب سجدہ کیا اور جب سجدہ سے سر اٹھایا تو رفع یدین کیا ۔

امام نسائی پھر ص ۱۷۲ جلد اول پر دوبارہ "باب رفع الیدین عند الرفع من السجدۃ الاولیٰ" قائم کر کے حضرت مالک کی مذکورہ بالا حدیث لائے ہیں ۔

نسائی کی یہ حدیث صحیح ہے ۔ (فتح الباری صفحہ ۱۸۰ جلد دوم)

سجدہ میں رفع یدین مندرجہ ذیل احادیث سے بھی ثابت ہے ۔

(۳۱۱) حضرت انس کی مرفوع حدیث ۔ (مسند ابو یعلی باسند صحیح)

(۳۱۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ۔ (طبرانی باسند صحیح)

(۳۱۳) حضرت وائل بن حجر کی مرفوع حدیث ۔ (دارقطنی باسند صحیح)

(۳۱۴) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ۔ (نسائی)

(۱۵) حضرت ابوہریرہؓ کی مرفوع حدیث (ابن ماجہ)

دوسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۱۶) وَاِذَا قَامَ مِنَ السَّجْدَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دو سجدوں سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے۔

(ابوداؤد صفحہ ۱۱۱ جلد اول، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد)

امام احمدؒ اور امام ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صفحہ ۲ جلد اول، باب رفع یدین)

(۳۱۷) حضرت ابن عباسؓ (۳۱۸) حضرت مالک بن حویرثؓ کی صحیح احادیث سے بھی ثابت ہے۔ جو نسائی اور طحاوی میں مروی ہیں۔ (اوجز المسالک صفحہ ۲ جلد اول)

تیسری رکعت کیطرف اُٹھتے وقت رفع یدین

امام بخاریؒ نے اس مسئلہ پر مستقل باب قائم کیا ہے۔

"باب رفع اليدين اذا قام من الركعتين" دو رکعت کے بعد اُٹھتے وقت رفع یدین کا باب۔

پھر اس کے تحت حضرت ابن عمرؓ کی یہ حدیث لائے ہیں، جو مرفوع بھی ہے اور موقوف بھی۔

(۳۱۹) اِنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ ...... وَاِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَرَفَعَ ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت ابن عمرؓ ...... جب دو رکعت سے کھڑے ہوتے تو رفع یدین کرتے تھے۔ اور حضرت ابن عمرؓ نے اسکو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا ہے اور مرفوع بیان کیا ہے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۲ جلد اول مع الفتح ابوداؤد)

نیز یہ رفع یدین (۳۲۰) حضرت ابو حمیدؓ کی مرفوع صحیح حدیث اور (۳۲۱)
حضرت علیؓ کی مرفوع صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے۔

(ابوداؤد باب افتتاح الصلوٰۃ)

نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے

(۳۲۲) کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ کُلِّ تَکْبِیْرَۃٍ مِنَ الصَّلٰوۃِ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی ہر تکبیر میں رفع یدین فرماتے تھے۔ (مسند امام احمد)

(۳۲۳) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث جو حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نماز کے متعلق ہے، اس میں بھی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کا ذکر ہے۔

(ابوداؤد صـ۱۱ جلد اول)

حاصل کلام جس طرح ان مختلف مقامات کی رفع یدین صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود ائمہ اربعہ کے ہاں دوسری صحیح احادیث کے قرینہ سے ابتدائی دور پر محمول ہے اور متروک و منسوخ ہے۔

اسی طرح رکوع والی رفع یدین بھی صحیح احادیث سے ثابت ہونے کے باوجود حنفیہ مالکیہ محققین علماء اور محدثین و فقہاء کے ہاں مذکورہ بالا صحیح احادیث و آثار کی وجہ سے متروک ہے۔

بالخصوص صحیح مسلم کی قولی مرفوع صحیح حدیث اُسْکُنُوْا فِی الصَّلٰوۃِ میں تو صراحۃً رفع یدین نہ کرنے کا حکم اور امر ہے۔

اور یہی راجح ہے۔

رکوع کرنا (۳۲۴) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا (الحج پ۱۷)
اے ایمان والو! رکوع کرو۔

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ نماز کی حقیقت اور روح اللہ تعالیٰ شانہٗ کی عظمت و کبریائی کا اظہار و اقرار اور اپنی بندگی و عاجزی کا اعتراف ہے۔
سر اونچا رکھنا تکبر و برتری کی علامت ہے۔ اس کے برعکس سر جھکانا تواضع و فروتنی کی نشانی ہے۔ اس بندگی و تذلل کا سب سے بڑا مظہر رکوع و سجدہ ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع و سجود کو احسن طریقہ سے ادا کرنے کی تاکید فرمائی

رکوع کی ہیئت مسنونہ

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے:

(۳۲۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے سر کو نہ اونچا رکھتے اور نہ نیچے۔ بلکہ ان کے درمیان رکھتے۔

(مسلم ۱۹۴ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صفحہ ۷۵)

یعنی رکوع میں سر پشت کے برابر رہے نہ اس سے اونچا ہو نہ نیچے۔

(۳۲۶) حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ كَأَنَّهُ قَابِضٌ عَلَيْهِمَا وَوَتَّرَ يَدَيْهِ فَنَحَّاهُمَا عَنْ جَنْبَيْهِ۔

(ترمذی ص ۳۵ جلد اول، ابو داؤد ص ۱۰۷، باب افتتاح الصلوٰۃ، مشکوٰۃ ص ۷۵)

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کیا پس اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھے گویا ان کو پکڑے ہوئے ہیں اور اپنے دونوں ہاتھوں کو تانت کی مانند تان لیا اور دونوں ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھا۔

(۳۲۷) حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِیُٔ صَلٰوۃُ الرَّجُلِ حَتّٰی یُقِیْمَ ظَہْرَہٗ فِی الرُّکُوْعِ۔

(ابوداؤد ج۱ ص۱۲۴، ترمذی ج۱ ص۶۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ آدمی کی نماز کافی نہیں ہوتی، جب تک کہ رکوع میں اپنی پشت کو سیدھا برابر نہ کرلے۔

رکوع کی تسبیح

([illegible]) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِیْمِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اجْعَلُوْهَا فِیْ رُکُوْعِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ج۱ ص۱۲۶، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب آیت فسبح باسم ربک العظیم (اپنے عظیم رب کے نام کی تسبیح کرو) نازل ہوئی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اسکو اپنے رکوع میں رکھو یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم پڑھ کر اسکی تعمیل کرو۔

([illegible]) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا رَکَعَ اَحَدُکُمْ فَقَالَ فِیْ رُکُوْعِہٖ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ رُکُوْعُہٗ وَذٰلِكَ اَدْنَاہُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی رکوع کرے اور رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم کہے تو اس کا رکوع مکمل ہوگیا اور یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ج۱ ص۶۱، ابوداؤد ج۱ ص۱۲۹، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

ف: رکوع و سجدہ میں تین بار تسبیح کہنا کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔ پانچ بار کہنا اوسط درجہ ہے۔ سات بار کہنا اعلیٰ درجہ ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۲۱۵)

رکوع اطمینان سے ادا کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے فرمایا:

(۲۲۲) ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا (بخاری ج۱، مسلم ج۱)

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے۔

رکوع نا تمام کرنا بدترین چوری ہے

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲۳) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْوَأُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِيْ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَسْرِقُ مِنْ صَلَاتِهِ قَالَ لَا يُتِمُّ رُكُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدترین چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنی نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا جو اس کا رکوع و سجود پورا نہیں کرتا وہ نماز کا چور ہے۔

(مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع کے بعد تسمیع و تحمید کہنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۲۴) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ (متفق علیہ)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو فرماتے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

مقتدی صرف تحمید کہے

امام اور منفرد تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا حدیث کی بنا پر تسمیع و تحمید دونوں کہیں۔ لیکن مقتدی صرف تحمید کہے۔ جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی درج ذیل حدیث سے

واضح ہوتا ہے۔

(۳۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رض قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَالَ الْاِمَامُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امام سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے تو تم اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہو۔

(بخاری ص۱۰۹ جلد اول، مسلم ص۱۷۶ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۲)۔

سجدہ میں جاتے وقت پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھنے

حضرت وائل بن حجر رض سے روایت ہے۔

(۳۳۴) عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ یَضَعُ رُكْبَتَیْهِ قَبْلَ یَدَیْهِ وَاِذَا نَهَضَ رَفَعَ یَدَیْهِ قَبْلَ رُكْبَتَیْهِ۔

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، جب آپ سجدہ کرتے تو اپنے گھٹنے اپنے ہاتھوں سے پہلے (زمین پر) رکھتے اور جب سجدہ سے اُٹھتے تو اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

(ابوداؤد ص۱۲۹ جلد۱، وترمذی ص۳۶ جلد اول ونسائی وابن ماجہ ومشکوٰۃ ص۸۴ وقال الترمذی ہذا الحدیث حسن وقال الحاکم صحیح علی شرط مسلم وصححہ ابن حبان (مرقات شرح مشکوٰۃ ص۳۲۳ جلد دوم طبع ملتان باب السجود وفضلہ والسعایۃ ص۱۹۳ جلد دوم)

نیز اس مضمون کی مرفوع قوی حدیث (۳۳۵) حضرت انس رض سے دارقطنی وبیہقی ومستدرک حاکم میں اور موقوف صحیح حدیث (۳۳۶) حضرت عمر رض کی مصنف عبدالرزاق، ابن المنذر، طحاوی میں بھی مروی ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص۳۳ جلد۳ وغیرہ)۔

ف: بعض مرفوع احادیث میں سجدہ میں جاتے وقت گھٹنوں سے پہلے ہاتھ

پر رکھنے کا ذکر ہے۔ محققین کے ہاں مذکورہ بالا حدیث کے قرینہ سے یہ حالت عذر پر محمول ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ص ۳۹ جلد ۳)

سجدہ کی فرضیت

ارشاد ربانی ہے۔

(۳۴) وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۔ (العلق ۹۶/۱۹)

اور سجدہ کیجئے اور (خدا کا) قرب حاصل کیجئے

سجدہ انتہائی قرب خداوندی کا ذریعہ ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوعہ حدیث ہے۔

(۳۵) عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَقْرَبُ مَا یَکُوْنُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّہٖ وَھُوَ سَاجِدٌ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ کو اپنے رب کا انتہائی قرب سجدہ کی حالت میں حاصل ہوتا ہے۔

(مسلم ص ۱۹۱ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۸۴)

سجدہ کی ہیئت و آداب

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

(۳۶) اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ...... فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَیْنَ کَفَّیْہِ۔ (مسلم ص ۱۷۳ جلد اول، مشکوٰۃ ص ۷۵)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنی ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کرتے۔

حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۷) کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدَ فَرَّجَ بَیْنَ یَدَیْہِ حَتّٰی یَبْدُوَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سجدہ کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے (پہلوؤں سے الگ رکھتے)

(بخاری ومسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳) یہاں تک کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

(۳۴۱) حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ کَفَّیْکَ وَارْفَعْ مِرْفَقَیْکَ۔

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو سجدہ کرے تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھ۔ اور اپنی کہنیاں اٹھا۔

(مسلم ص۱۹۴ جلد اول، مشکوٰۃ ص۸۳)

سات اعضاء پر سجدہ کرنا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

(۳۴۲) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اَسْجُدَ عَلٰی سَبْعَۃِ اَعْظُمٍ عَلَی الْجَبْھَۃِ وَالْیَدَیْنِ وَالرُّکْبَتَیْنِ وَاَطْرَافِ الْقَدَمَیْنِ

(بخاری ص۱۱۲ جلد اول، مسلم ص۱۹۳، مشکوٰۃ ص۸۳)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ میں اس بات کا مامور ہوں کہ سات اعضاء پر سجدہ کروں، پیشانی اور دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے اطراف پر، یعنی سجدہ اس طرح کیا جائے کہ یہ سات اعضاء زمین پر رکھے ہوں۔

سجدہ کی تسبیح

(۳۴۳) عَنْ عُقْبَۃَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِجْعَلُوْھَا فِیْ سُجُوْدِکُمْ۔

(ترمذی، ابوداؤد ص۱۳۳، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۴)

حضرت عُقْبَہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب یہ آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے بلند پروردگار کی تسبیح کیجئے) نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اسے اپنے سجدہ میں رکھو۔ یعنی سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کر اس پر عمل کرو۔

(۳۲۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَإِذَا سَجَدَ فَقَالَ فِيْ سُجُوْدِهِ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ فَقَدْ تَمَّ سُجُوْدُهُ وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی سجدہ کرے اور اپنے سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلیٰ کہے تو اس کا سجدہ مکمل ہوگیا یہ کمال کا ادنیٰ درجہ ہے۔

(ترمذی ج۱ ص۳۶، ابوداؤد ج۱ ص۱۳۰، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۸۳)

رکوع وسجود وقومہ وجلسہ اطمینان سے ادا کرنا

(۳۲۵) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ

پھر اطمینان سے رکوع کیجئے، پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ سیدھے برابر کھڑے ہوں، پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ اطمینان سے بیٹھ جائیے، پھر پوری نماز میں ایسا کیجئے۔

تخریج: (بخاری ص۱۰۹ جلد اول، مسلم ص۱۷۰ جلد اول، مشکوٰۃ ص۷۵)

عورت کے سجدہ کی کیفیت

عورت کھل کر سجدہ نہ کرے، بلکہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا کر سجدہ کرے۔

(۳۲۶) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی نماز کے متعلق ارشاد فرمایا۔

وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا فِيْ فَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ

عورت جب سجدہ کرے تو اپنا پیٹ اپنی رانوں سے اس طور پر چپکا لے کہ اس کے

لَهَا۔ (کنز العمال ج۴ بیہقی، کامل ابن عدی) — لئے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہو۔

(۲۲۴) حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد ہے۔

إِذَا سَجَدَتِ الْمَرْأَةُ فَلْتَضُمَّ فَخِذَيْهَا۔ (کنز العمال) — کہ عورت جب سجدہ کرے تو اپنی دونوں رانوں کو ملا لیا کرے۔

ان احادیث سے یہ اصول واضح ہوا کہ عورت کے لئے نماز کی وہ ہیئت مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ستر اور پردہ پوشی کا موجب ہو۔ فقہاء اسلام نے اسی اصول کو پیش نظر رکھ کر عورت اور مرد کی نماز کا باہمی فرق بیان کیا ہے۔

چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب ہدایہ صد ۹۲ جلد اول میں ہے۔

وَالْمَرْأَةُ تَنْخَفِضُ فِي سُجُودِهَا وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا لِأَنَّ ذٰلِكَ أَسْتَرُ لَهَا۔ — اور عورت اپنے سجدہ میں سمٹ جائے اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملائے۔ کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ سے زیادہ پردہ کا موجب ہے۔

دو سجدوں کے درمیان بایاں پاؤں بچھا کر بیٹھنا

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز کے سلسلے میں فرماتی ہیں۔

(۲۲۵) كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں بچھاتے تھے اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

(مسلم صد ۱۹۴ ج۱، مشکوٰۃ صد ۷۵)

(۲۲۶) حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَيَثْنِي رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَقْعُدُ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا بایاں پاؤں

ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا ۔

پھر اطمینان سے سجدہ کیجئے، پھر سر اٹھائیے یہاں تک کہ سیدھا کھڑا ہو جائیے۔

(بخاری ص ۹۸۶ جلد ۲ باب اذا حنث ناسیا فی الایمان)

(۳۵۹) حضرت نعمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَدْرَكْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ اِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ فِيْ اَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالثَّالِثَةِ قَامَ كَمَا هُوَ وَلَمْ يَجْلِسْ ۔

میں نے بہت سے صحابہ کرامؓ کو پایا کہ جب وہ پہلی رکعت اور تیسری رکعت کے سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو اسی حالت میں کھڑے ہو جاتے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۵ جلد ۱ باسناد حسن)

متعدد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا عمل احادیث میں بھی منقول ہے کہ وہ دوسرے سجدہ کے بعد سیدھے کھڑے ہو جاتے تھے اور جلسہ استراحت نہیں کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں (۳۵۵) : (۳۶۰) حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ، حضرت ابو سعید خدریؓ کی احادیث و آثار مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۴ جلد اول، نصب الرایہ ص ۳۸۹ جلد اول، فتح القدیر ص ۲۷۰ جلد اول میں ملاحظہ ہوں۔

حضرت مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے السعایۃ ص ۲۱۱ جلد ۲ پر علامہ ابن تیمیہ حنبلیؒ کا قول نقل کیا ہے۔

اِنَّ الصَّحَابَةَ اَجْمَعُوْا عَلٰى تَرْكِ جَلْسَةِ الْاِسْتِرَاحَةِ ۔

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جلسہ استراحت کے ترک پر متفق ہیں۔

فائدہ: بعض احادیث میں جلسہ استراحت کا ذکر آیا ہے، مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے وہ حالت عذر (بڑھاپے وغیرہ) پر محمول ہے۔ علامہ ابن

لہٰذا علامہ حلبیؒ نے غنیۃ میں صفحہ ۲۹۵ میں اور محقق نادر حنفیؒ نے الجوہر النقی صفحہ ۱۲۵ جلد ۲ میں اور دیگر اکثر محققین نے یہی توجیہ کی ہے۔ بعض علماء نے اسے بیان جواز پر محمول کیا ہے۔ (مرقات جلد ۲ صفحہ ۲۵۷)

دوسری رکعت بھی پہلی رکعت کی مانند ادا کی جائے

حضرت ابو حُمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث میں پہلی رکعت کی مفصل کیفیت بیان کرنے کے بعد یہ الفاظ ہیں۔

(۲۶۲) ثُمَّ يَصْنَعُ فِي الْأُخْرٰى مِثْلَ ذٰلِكَ۔ پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔ (ابو داؤد صفحہ ۱۰۶ جلد اول، باب افتتاح الصلوٰۃ)

دوسری رکعت میں ثناء اور تعوذ نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۶۳) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَلَمْ يَسْكُتْ۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دوسری رکعت کے لیے اٹھتے تو الحمد للہ رب العالمین سے قراءت شروع فرماتے اور ثناء وغیرہ کے لیے خاموشی اختیار نہیں فرماتے تھے۔

(مسلم جلد ۱ صفحہ ۲۱۹، باب ما یقال بین تکبیرۃ الاحرام والقراءۃ، مشکوٰۃ صفحہ ۷۸)

دوسری رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۲۶۴) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ فِي الْأُوْلَيَيْنِ بِأُمِّ الْكِتَابِ وَسُوْرَتَيْنِ

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت پڑھتے تھے۔

(بخاری صفحہ ۱۰۵ جلد اول، مسلم صفحہ ۱۸۵ جلد اول، مشکوٰۃ صفحہ ۷۹)

قعدہ کی ہیئت قعدہ کی ہیئت و صورت یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا رکھے اور بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھ جائے۔

(۳۶۵) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے۔

وَكَانَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔ (مسلم ج۱ مشکوٰۃ ص ۷۵)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر دو رکعت پر التحیات پڑھتے تھے اور آپ بایاں پاؤں بچھاتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے تھے۔

پس حدیث کا اطلاق دونوں قعدوں کو شامل ہے کہ مطلقاً ہر قعدہ میں دایاں پاؤں کھڑا رکھا جائے اور بایاں پاؤں بچھایا جائے۔

(۳۶۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

فَلَمَّا جَلَسَ يَعْنِيْ لِلتَّشَهُّدِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى ... وَنَصَبَ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى۔	پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشہد کے لئے بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا... اور اپنا دایاں پاؤں کھڑا کیا۔

(ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ (ترمذی ص ۳۸ جلد اول)

(۳۶۷) حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو نماز کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

فَإِذَا رَفَعْتَ رَأْسَكَ فَاجْلِسْ عَلٰى فَخِذِكَ الْيُسْرٰى۔	جب تو سجدے سے سر اٹھائے تو اپنی بائیں ران پر بیٹھ۔

(ابوداؤد ص ۱۲۲ جلد اول، مسند امام احمد ص ۳۴۰ جلد ۴)

قاضی شوکانی نیل الاوطار میں فرماتے ہیں:

لَا مَطْعَنَ فِيْ إِسْنَادِهٖ۔	اس حدیث کی سند میں کوئی اعتراض نہیں

(۲۷۸) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

إِنَّمَا سُنَّةُ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى۔ (بخاری ج۱ ص۱۱۴، باب سنۃ الجلوس فی التشہد)

نماز کی سنت یہی ہے کہ تو اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرے اور بایاں پاؤں موڑ دے۔

یہ حدیث نسائی ص ۱۷۳ جلد اول میں صحیح سند سے ان الفاظ سے مروی ہے۔

مِنْ سُنَّةِ الصَّلٰوةِ أَنْ تَنْصِبَ الْقَدَمَ الْيُمْنٰى وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْيُسْرٰى۔

نماز کی سنت ہے دایاں پاؤں کھڑا رکھنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا۔

ف: صحابی سنت کا لفظ بولے تو جمہور علماء کے ہاں اس سے مرفوع حدیث مراد ہوتی ہے۔ (شرح نخبۃ الفکر ص ۹۶)

ف: بعض احادیث میں تورک کا لفظ وارد ہے۔ تورک کی دو صورتیں معروف و مشہور ہیں۔

۱۔ دایاں پاؤں کھڑا رکھنا۔ بایاں پاؤں دائیں طرف نکالنا اور سرین پر بیٹھنا۔

۲۔ دایاں اور بایاں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھنا۔

(معارف السنن ص ۱۶۹ ج ۳)

تو یہ تورک حالت عذر (بیماری وغیرہ) پر محمول ہے جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے۔

(۲۷۹) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز میں بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے۔ (أَنْ تَنْصِبَ رِجْلَكَ الْيُمْنٰى وَتَثْنِيَ الْيُسْرٰى) ایک شخص نے سوال کیا کہ آپ تو تورک کرتے ہیں۔ حضرت ابن عمر نے جواب دیا

إِنَّ رِجْلَايَ لَا تَحْمِلَانِيْ . میرے پاؤں مجھے نہیں اٹھا سکتے۔

(بخاری ص ۱۱۴ ج ۱، موطا امام مالکؒ ص ۴۲)

یعنی میں معذور ہوں، پاؤں کے سہارے نہیں بیٹھ سکتا اس لئے تورک کرتا ہوں"۔

موطا امام مالکؒ ص ۴۲ میں حضرت ابن عمرؓ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔

إِنَّمَا أَفْعَلُ هٰذَا مِنْ أَجْلِ أَنِّيْ أَشْتَكِيْ . میں بیمار ہوں اسلئے تورک کرتا ہوں۔

نماز میں عورت کے بیٹھنے کی مسنون صورت

عورت جب بھی نماز میں بیٹھے تو جمہور علماء (حنفیہ، مالکیہ، حنبلیہ) کے ہاں وہ تورک کرے۔

(۳۷) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

إِنَّهُ سُئِلَ كَيْفَ كَانَ النِّسَاءُ يُصَلِّيْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنَّ يَتَرَبَّعْنَ .

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس عہد میں عورتیں کیسے نماز پڑھتی تھیں۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا عورتیں تربیع و تورک کرتی تھیں۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ و مسند ابو حنیفہ)

تَرَبُّع بھی تَوَرُّك کی ایک صورت ہے۔ (اوجز المسالک ص ۲۵۸ ج ۱)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی مرفوع حدیث ص ۱۱۶ پر کنز العمال، بیہقی وغیرہ کے حوالے سے گزر چکی ہے جس کے الفاظ ہیں: وَإِذَا سَجَدَتْ أَلْصَقَتْ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا كَأَسْتَرِ مَا يَكُوْنُ لَهَا .

جس سے یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ عورت کے لئے نماز میں وہ ہیئت و نشست مسنون ہے جو زیادہ سے زیادہ ساتر اور پردہ پوش ہو۔

فقہاء اسلام نے یہاں پر بھی اس اصول کو پیش نظر رکھ کر گفتگو کی ہے۔

فقہ حنفی کی معروف کتاب ہدایہ صہ ۹۳ جلد اول میں ہے۔

وَإِنْ كَانَتْ اِمْرَأَةً جَلَسَتْ	اگر عورت ہو تو اپنے بائیں سرین پر بیٹھ جائے
عَلَى أَلْيَتِهَا الْيُسْرَى وَأَخْرَجَتْ	اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف نکال لے
رِجْلَيْهَا مِنَ الْجَانِبِ الْأَيْمَنِ	کیونکہ یہ اس کے لیے زیادہ پردہ کی چیز ہے۔
لِأَنَّهُ أَسْتَرُ لَهَا	

قعدہ میں دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں ہاتھ بائیں ران پر رکھے

حضرت عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعدہ میں اپنا دایاں
فَخِذِهِ الْيُمْنَى ...... وَوَضَعَ	ہاتھ دائیں ران پہ ..... اور بایاں ہاتھ
يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى.	بائیں ران پر رکھتے تھے۔

(مسلم صہ ۲۱۶ جلد اول، مشکوٰۃ صہ ۸۵)

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۷۲) وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنَى عَلَى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں ہتھیلی
فَخِذِهِ الْيُمْنَى وَوَضَعَ كَفَّهُ	اپنی دائیں ران پر اور بائیں ہتھیلی بائیں ران
الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى۔ (مسلم صہ ۱۱۶/۱۷۰)	پر رکھتے تھے۔

اسی مضمون کی مرفوع حدیث (۳۷۳) حضرت قاسم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ سے بھی مروی ہے۔ (ترمذی صہ ۱۹۸ جلد ۲، کتاب الدعوات)

ف: بعض احادیث میں قعدہ میں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا مذکور ہے۔ تو وہ بیان جواز پر محمول ہے۔

تشہد کے الفاظ

(۳۷۴) حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس اہتمام سے قرآن مجید کی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اسی اہتمام سے مجھے تشہد کی تعلیم دی اور فرمایا:

وَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلْ اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ۔ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ کہ جب تم میں سے کوئی نماز میں قعدہ کرے، تو کہے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الخ (بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۱ ص۱۷۳ باب التشہد فی الصلوٰۃ)

ف: بعض صحیح احادیث میں تشہد کے دوسرے الفاظ بھی مروی ہیں اور وہ بھی جائز ہیں لیکن مذکورہ بالا الفاظ راجح ہیں کیونکہ باتفاقِ محدثین تشہد کے بارے میں سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث ہے۔ اکثر صحابہؓ وتابعین کا اسی حدیث پر عمل ہے۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ باب ماجاء فی التشہد ص۳۸ جلد اول پر حضرت ابن مسعودؓ کی مذکورہ حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَهُوَ أَصَحُّ حَدِيْثٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ وَالْعَمَلُ عَلَيْهِ عِنْدَ أَكْثَرِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ مِنَ التَّابِعِيْنَ۔	تشہد کے بارے میں یہ سب سے زیادہ صحیح مرفوع حدیث ہے۔ صحابہؓ وتابعینؒ میں سے اکثر اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

علامہ نووی شافعیؒ شرح مسلم ص۱۷۳ جلد اول پر لکھتے ہیں:

وَقَالَ أَبُوْحَنِيْفَةَ وَأَحْمَدُ وَجُمْهُوْرُ الْفُقَهَاءِ وَأَهْلُ الْحَدِيْثِ	امام ابوحنیفہؒ، امام احمد بن حنبلؒ اور جمہور فقہاء ومحدثین کے ہاں حضرت ابن مسعودؓ کی

نمازی جب زبان سے توحید باری تعالیٰ کا اقرار کرتا ہے اور کہتا ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تو اس کا دل توحید کے یقین سے لبریز ہونا چاہیے اور شہادت کی انگلی سے بھی توحید کی طرف اشارہ کرنا چاہیے۔

(۲۸۶) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

وَقَبَضَ ثِنْتَيْنِ وَحَلَّقَ وَ — اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو انگلیاں

اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ — کو بند کیا اور حلقہ بنایا اور سبابہ سے اشارہ کیا

(ابوداؤد ص ۱۴۵ جلد اول، باب کیف الجلوس فی التشہد، مسند دارمی، مشکوٰۃ ص ۸۵)

مشکوٰۃ میں فَحَلَّقَ وَرَفَعَ اِصْبَعَهٗ کے الفاظ ہیں (پھر آپ نے انگلی اٹھائی)۔

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ موطا (۲) میں اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔

وَبِصَنِيْعِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ — اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاْخُذُ وَهُوَ — لیتے ہیں اور امام ابوحنیفہ کا قول بھی یہی

قَوْلُ اَبِيْ حَنِيْفَةَ۔

امام محمد نے اشارہ کا مسئلہ "کتاب الحجۃ" میں بھی لکھا ہے، حضرت امام ابویوسف نے بھی اشارہ کا مسئلہ "امالی" میں ذکر کیا ہے۔

(معارف السنن ص ۹۸ جلد ۳)

ف: (۲۸۷) تا (۲۸۸) اشارہ بالمسبحہ کے ثبوت میں بارہ مرفوع حدیثیں مروی ہیں۔

۱: حضرت ابن عمر کی حدیث مسلم ص ۲۱۶ ج ۱، نسائی ص ۱۸۶ ج ۱، ترمذی باب ما جاء فی الاشارۃ ص ۶۶ ج ۱ میں ہے۔

۲: حضرت عبداللہ بن زبیر کی حدیث مسلم ص ۲۱۶ ج ۱، نسائی ص ۱۸۷ ج ۱ باب الاشارۃ بالاصبع فی التشہد، ابوداؤد ص ۱۴۲ ج ۱، مشکوٰۃ ص ۸۵ میں ہے۔

مجمع البحرین، مراقی الفلاح، درر البحار، غرر الافکار، البدائع، الملتقط، معراج الدرایۃ، الظہیریہ، النہایۃ وغیر ذلک۔

(السعایۃ ص۲۱۸ جلد دوم و ص۲۱۹، معارف السنن ص۱۱ جلد ۳)

تنبیہ: بعض متأخرین حنفیہ نے "اشارہ بالمسبحہ" کی نفی کی ہے اور یہ عذر کیا ہے کہ اشارہ کی کیفیت میں احادیث مضطرب ہیں۔ لیکن محققین احناف نے اسے رد کر دیا ہے۔ اور اس کے ثبوت میں مستقل رسالے لکھے ہیں۔ بہر حال صحیح مرفوع احادیث سے اشارہ ثابت ہے اور اس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں، امام ابو حنیفہ کے ساتھ صاحبین بھی اس کے قائل ہیں۔ رہ گیا اشارہ کی کیفیت میں وارد روایات کا اختلاف واضطراب، تو اس کا حل یہ ہے کہ تمام احادیث سے اشارہ کی ثابت کیفیتیں اور صورتیں سب جائز ہیں۔ اضطراب وہاں مضر اور عمل سے مانع ہوتا ہے جہاں تطبیق و ترجیح وغیرہ ممکن نہ ہو۔ لیکن یہاں پر تطبیق ممکن ہے کہ تمام صورتیں جائز ہیں اور مختلف کیفیات مختلف اوقات پر محمول ہیں۔ علامہ قاری حنفی مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ ۳۲۸ جلد ۲ پر اشارہ کی مختلف کیفیات لکھ کر امام رافعی کا قول نقل کرتے ہیں۔

اَلْاَخْبَارُ وَرَدَتْ بِھَا جَمِیْعًا وَکَاَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یَصْنَعُ مَرَّۃً ھٰکَذَا وَمَرَّۃً ھٰکَذَا۔	یعنی اخبار واحادیث سے یہ سب صورتیں ثابت ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی اس طرح عمل کرتے تھے اور کبھی اس طرح کرتے تھے۔

تو جس طرح رفع یدین کی کیفیت میں روایات و احادیث کا اختلاف و اضطراب عمل سے مانع نہیں ہے اسی طرح یہ اختلاف بھی عمل سے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے بعض مکتوبات میں احادیث کے اختلاف کی بنا پر اشارہ کی نفی فرمائی ہے۔ لیکن آپ کے بعض صاحبزادوں اور آپ کے بعض

صورت یہ ہے کہ پہلے ہتھیلی کو کھلا رکھے، پھر اشارہ کے وقت انگلیاں بند کرلے۔

(۳۹۰) حضرت عاصم بن کلیب عن ابیہ عن جدہ کی مرفوع حدیث ہے۔

وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ وَبَسَطَ السَّبَّابَةَ وَهُوَ يَقُولُ يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔

(ترمذی کتاب الدعوات ص۱۹۸ جلد۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنی انگلیاں پکڑ لیا اور شہادت کی انگلی کھول دی اور آپ یہ دعا پڑھ رہے تھے: یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ۔ اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت اور مضبوط رکھ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ دعا تک انگلیوں کی بندش کی کیفیت کو برقرار رکھتے تھے

(السعایۃ ص۲۲۱ ج۲)

اشارہ کے سوا انگلی کو کوئی اور حرکت نہ دے

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۹۱) كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِإِصْبَعِهِ إِذَا دَعَا وَلَا يُحَرِّكُهَا۔

(ابوداؤد ص۱۴۲ ج۱ باب الاشارۃ فی الصلوۃ، نسائی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا کرتے (تشہد پڑھتے) اپنی انگلی سے اشارہ کرتے تھے اور اسے حرکت نہیں دیتے تھے۔

محدث نووی فرماتے ہیں۔

رواہ ابوداؤد باسناد صحیح

(شرح المہذب ص۴۵۴ ج۳)

ابوداؤد نے اسے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔

(۳۹۲) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ کی مرفوع حدیث میں ہے۔

ثُمَّ رَفَعَ إِصْبَعَهُ فِيْ أَيْتِهِ

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی

(بخاری صفحہ ۴۷۷ جلد اوّل کتاب الانبیاء، اور مجمع الزوائد میں ہے۔)

(ایضاً صفحہ ۹۴۰ جلد دوم باب الصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مشکوٰۃ صفحہ ۸۶)

یہ حدیث الفاظ کے معمولی اختلاف سے مسلم صفحہ ۱۷۵ جلد اوّل، ابوداؤد، نسائی وغیرہ میں بھی موجود ہے۔

(۲۹۱) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث میں ہے کہ ایک صحابیؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا۔

كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِيْ صَلَاتِنَا .... فَقَالَ إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ	جب ہم نماز میں آپ پر درود شریف پڑھنا چاہیں تو درود شریف کیسے پڑھیں آپ نے فرمایا جب تم مجھ پر درود پڑھنے لگو تو یوں کہو۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ الخ

(صحیح ابن خزیمہ، صحیح ابن حبان، نصب الرایہ صفحہ ۴۲۶ جلد ۱)

(۲۹۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

يَتَشَهَّدُ الرَّجُلُ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ ۔	آدمی التحیات پڑھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے۔ پھر اپنے لیے دعا کرے۔

(فتح الباری صفحہ ۲۹۳ جلد ۲ شرح بخاری، مستدرک حاکم ومصنف ابن ابی شیبہ اسنادہٗ صحیح)

ف : احادیث میں درود شریف کے مختلف الفاظ منقول ہیں مذکورہ بالا الفاظ بخاری ومسلم کی روایات سے ثابت ہونے کی وجہ سے افضل ہیں۔ (زجاجۃ المصابیح صفحہ ۲۶۳ جلد ۱)

نماز میں درود شریف کے بعد دعا

(۲۹۳) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ	حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا

دُعَاءً أَدْعُوْا بِهٖ فِيْ صَلَاتِيْ قَالَ قُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ

(بخاری ج۱ ص۱۱۵، مسلم ج۲ ص۳۴۷، مشکوٰۃ ص۸۷، سنن اربعہ)

یا رسول اللہ! مجھے ایسی دعا تعلیم فرمائیے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ... اے اللہ میں نے اپنی ذات پر بہت ظلم کیا، صرف تو ہی گناہ کو بخش سکتا ہے تو اپنی طرف سے محض اپنے فضل وکرم سے میری مغفرت فرما اور مجھ پر رحم فرما۔ بیشک تو ہی بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

ف: احادیث میں متعدد دعائیں منقول ہیں سب درست ہیں۔

نماز کے آخر میں دائیں بائیں منہ پھیر کر سلام کہنا

(۳۹۸) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ كُنْتُ أَرٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ وَعَنْ يَّسَارِهٖ حَتّٰى أَرٰى بَيَاضَ خَدِّهٖ (مسلم ج۱ ص۲۱۶، مشکوٰۃ ص۸۷)

حضرت سعد فرماتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کرتا تھا کہ آپ اپنے دائیں اور بائیں سلام پھیرتے، یہاں تک کہ میں آپ کے رخسار مبارک کی سفیدی دیکھتا۔

(۳۹۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَلِّمُ عَنْ يَّمِيْنِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى يُرٰى بَيَاضُ خَدِّهِ الْأَيْمَنِ وَعَنْ يَّسَارِهٖ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ حَتّٰى

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ یہاں تک کہ آپ کے دائیں رخسار کی سفیدی دکھائی دیتی اور اپنی بائیں طرف سلام پھیرتے اور فرماتے

یُرٰی بَیَاضُ خَدِّہِ الْاَیْسَرِ — السلام علیکم ورحمۃ اللہ یہاں تک کہ آپ کے بائیں رخسار کی سفیدی دیکھی جاتی۔
(رواہ مسلم، باب التسلیم، مشکوٰۃ شریف)

یہ حدیث معمولی لفظی اختلاف کے ساتھ ترمذی میں بھی ہے۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں: حَسَنٌ صَحِیْحٌ۔

یہ حدیث ابن ماجہ میں حضرت عمار بن یاسرؓ سے مروی ہے۔

علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری ص ۱۴۳ جلد دوم شرح بخاری میں بیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام لکھے ہیں جن سے نماز کے آخر میں دو سلاموں کی احادیث مروی ہیں۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں۔

فَهٰؤُلَاءِ عِشْرُوْنَ صَحَابِیًّا رَوَوْا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْمُصَلِّیْ یُسَلِّمُ فِیْ اٰخِرِ صَلَاتِہٖ تَسْلِیْمَتَیْنِ اھ

پس یہ بیس صحابہؓ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نمازی اپنی نماز کے آخر میں دو سلام کہے (یعنی دونوں طرف سلام پھیرے)

ف: بعض مرفوع احادیث میں نماز کے آخر میں صرف ایک سلام کا ذکر آیا ہے۔ مذکورہ بالا متواتر المعنی احادیث کے قرینہ سے اس کی توجیہ یہ ہے کہ ایک سلام قدرے بلند آواز سے کہا جاتا اور دوسرا معمولی آواز سے۔ تو دو سلام والی احادیث میں اصل واقعہ اور مسئلہ کا ذکر ہے اور ایک طرف سلام والی احادیث میں اختلاف کیفیت کی طرف اشارہ ہے۔ (معارف السنن ص ۱۲۱ جلد ۳)

نماز کے بعد مقتدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھنا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۰۴) كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰی صَلٰوۃً اَقْبَلَ عَلَیْنَا بِوَجْہِہٖ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکے تو اپنے رخ انور کے ساتھ ہم پر متوجہ ہوتے۔

بِوَجْهِہٖ ۔ (بخاری ج۱ ص۱۱۷ ، باب یستقبل الامام الناس اذا سلم ، مشکوٰۃ ص۸۸)

یہ حدیث مسلم ، ترمذی ، نسائی میں بھی ہے ۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ ج۲ ص۳۵۲)

نماز کے بعد دُعا

حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

(۲۰۱) قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الدُّعَاءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفَ اللَّیْلِ الْاٰخِرِ وَبَعْدَ الصَّلَوٰتِ الْمَکْتُوْبَاتِ ۔

عرض کیا گیا ، یا رسول اللہ ! کون سی دُعا زیادہ مقبول ہے ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ، رات کے آخری حصہ میں اور فرض نمازوں کے بعد

(ترمذی ج۲ ص۱۸۹ وقال حسن ، مشکوٰۃ ص۱۰۹ باب التحریض علی قیام اللیل)

(۲۰۲) عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ عَنْ اَبِیْہِ قَالَ صَلَّیْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ فَلَمَّا سَلَّمَ اِنْحَرَفَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَدَعَا ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نے سلام پھیرا تو قبلہ سے منہ پھیر اور اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور دُعا کی ۔

اسود عامری ابوداؤد کے راویوں میں سے ہے محدث ابن حبانؒ نے ان کو ثقہ اور لائق اعتماد راویوں میں شمار کیا ہے ۔ (معارف السنن ص۱۲۳ جلد۳)

نماز کے بعد دُعا کی متعدد قوی حدیثیں مروی ہیں ۔
مثلاً حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ، ابوداؤد ج۱ ص۲۲ ، نسائی وصححہ ابن حبان والحاکم
حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ، نسائی ج۱ ص۱۹۹ وج۱ ص۳۱۴ ۔ ترمذی ، مسند امام احمد وصححہ الحاکم
حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث ، ابوداؤد ج۱ ص۲۱۹ حضرت صہیبؓ کی حدیث نسائی وصححہ ابن حبان

(معارف السنن ج۳ ص۱۲۳)

ہاتھ اُٹھانا دُعا کے آداب میں سے ہے

حضرت ابن عباسؓ کی مرفوع حدیث ہے ،

(۲۰۳) سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْئَلُوْہُ بِظُہُوْرِہَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِہَا وُجُوْہَکُمْ ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، اپنی ہتھیلیوں کو سامنے کرکے دُعا کرو ، ہاتھ اُلٹے کرکے دُعا نہ کرو ، اور جب دُعا کر چکو تو اپنے ہاتھوں کو اپنے چہروں پر پھیر لیا کرو ۔

(ابوداؤد ص۲۰۹ جلد اول، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص۱۹۸)

(۲۰۴) حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تمہارا رب بہت با حیا ہے جب بندہ ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ سے حیا کرتا ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

(ابوداؤد ص۲۰۹ جلد اول، ترمذی ص۱۹۵ ج۲، مشکوٰۃ ص۱۹۵)

(۲۰۵) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ لَمْ يَحُطَّهُمَا حَتّٰى يَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دعا میں اپنے ہاتھ اٹھاتے تو ان کو اپنے چہرے پر پھیرنے سے پہلے نیچے نہ کرتے۔

(ترمذی ص۱۷۶ جلد دوم، مشکوٰۃ ص۱۹۵)۔

(۲۰۶) امام زہریؒ کی مرسل روایت ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عِنْدَ صَدْرِهٖ فِي الدُّعَاءِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں اپنے دونوں ہاتھ اپنے سینے تک اٹھاتے تھے پھر دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر پھیر لیتے تھے۔

(مصنف عبد الرزاق ص۲۴۷ جلد دوم)

ف: نماز کے بعد دعا کرنا بالاتفاق مستحب ہے، محدث نووی شافعیؒ شرح المہذب ص۴۸۸ جلد۳ پر لکھتے ہیں:

قَدْ ذَكَرْنَا اِسْتِحْبَابَ الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ لِلْإِمَامِ

ہم نے امام اور مقتدی اور منفرد کے لئے دعا و ذکر کا مستحب ذکر کیا ہے اور ذ

(ترمذی ص۶۴ ج۱ مشکوٰۃ ص۸۶) والسلام پر درود بھیجیے۔

محققین محدثین فرماتے ہیں یہ حدیث مرفوع حکمی ہے۔ (مرقات ص۳۴۹ ج۲)

بعض علماء فرماتے ہیں، دعا کے اول و آخر دونوں طرف درود شریف پڑھا جائے اس میں دعا کی مقبولیت کی زیادہ توقع ہے۔

مسجد میں نماز باجماعت کا اہتمام

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

(۲۱۰) وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ (البقرہ پ۱ ع۵) اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

رکوع سے مراد نماز ہے یعنی جماعت کے ساتھ نماز پڑھو۔ (تفسیر روح المعانی ص۲۴۸ ج۱)

(۲۱۱) حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ الْمُؤَذِّنَ فَيُقِيمَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يَؤُمُّ النَّاسَ ثُمَّ آخُذَ شُعَلًا مِنْ نَارٍ فَأُحَرِّقَ عَلَى مَنْ لَا يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ بَعْدُ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے ارادہ کیا کہ میں مؤذن کو حکم دوں کہ وہ اقامت کہے، پھر میں کسی آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرے اور میں آگ کے شعلے کر اس شخص کو جلا دوں جو اذان کے بعد بھی نماز کی طرف نہیں نکلتا۔

(بخاری ص۸۹ جلد اول و مسلم ص۲۳۲ جلد اول)

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید دھمکی وجوب جماعت کی واضح دلیل ہے۔ باقی آپ نے تارکین جماعت کو یہ سزا کیوں نہیں دی اور ارادہ کو عملی جامہ کیوں نہیں پہنایا؟ اس کا جواب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری حدیث میں ہے، وہ یہ ہے۔

(۲۱۲) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا مَا فِي الْبُيُوْتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالذُّرِّيَّةِ اَقَمْتُ صَلٰوةَ الْعِشَاءِ وَاَمَرْتُ فِتْيَانِيْ يُحَرِّقُوْنَ مَا فِي الْبُيُوْتِ بِالنَّارِ ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اگر گھروں میں عورتیں اور بچے نہ ہوتے تو میں نماز عشاء قائم کرتا اور اپنے نوجوانوں کو حکم دیتا کہ وہ آگ سے ان گھروں کو جلا کر رکھ دیں۔ (جن کے باشندے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے)

(مسند امام احمد ص ۳۶۷/۲، مشکوٰۃ ص ۹۷)

(۱۳م) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ تَفْضُلُ صَلٰوةَ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَّعِشْرِيْنَ دَرَجَةً ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جماعت کی نماز اکیلے کی نماز سے ستائیس درجہ فوقیت رکھتی ہے۔

(بخاری ص ۸۹ جلد اول و مسلم ص ۲۳۱/۱، مشکوٰۃ ص ۹۵)

امامت کا معیار

نماز باجماعت کی امامت ایک اہم دینی منصب ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے وصال کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہمیشہ امامت نماز کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ یہ بلند منصب دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدینؓ کی نیابت و خلافت ہے۔

(۱۴م) حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنْ كَانُوْا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً فَاَعْلَمُهُمْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ شخص قوم کا امام بنے جو سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والا ہو اور اگر قرات قرآن میں سب برابر ہوں تو پھر سنت کا

وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الصَّفِّ الْاَوَّلِ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعَلَى الثَّانِيْ قَالَ وَعَلَى الثَّانِيْ.

(مسند امام احمد ج۵ ص۲۶۲، مشکوٰۃ ص۹۸)

بے شک اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے بھی، آپ نے فرمایا، بلاریب اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اس کے فرشتے رحمت کی دعا کرتے ہیں، صفِ اول کے لئے، صحابہؓ نے عرض کیا اور دوسری صف کے لئے۔ آپؐ نے فرمایا یقیناً اللہ تعالیٰ رحمت فرماتے ہیں اور اسکے فرشتے دعا رحمت کرتے ہیں پہلی صف کے لئے، صحابہؓ عرض کیا اور دوسری صف کے لیے بھی آپؐ نے فرمایا اور دوسری صف کے لئے بھی۔

تو آپؐ نے تین دفعہ صفِ اول کی فضیلت ارشاد فرمائی، چوتھی مرتبہ دوسری صف کا درجہ ارشاد فرمایا۔

(۶۱۷) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ النَّاسَ يَعْلَمُوْنَ مَا فِي النِّدَاءِ وَالصَّفِّ الْاَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوْا اِلَّا اَنْ يَّسْتَهِمُوْا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوْا.

(ترمذی ج۱ ص۵۴ باب ما جاء فی فضل الصف الاول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اگر لوگ اس اجر و ثواب کو جان لیں جو اذان دینے اور صفِ اول میں نماز پڑھنے میں ہے پھر بجز قرعہ اندازی کے اور کوئی صورت اسے حاصل کرنے کی نہ پائیں تو ضرور قرعہ اندازی کریں۔

تکبیرِ اولیٰ پانے کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۸) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی لِلّٰہِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فِیْ جَمَاعَۃٍ یُدْرِکُ التَّکْبِیْرَۃَ الْاُوْلٰی کُتِبَ لَہٗ بَرَاءَتَانِ بَرَاءَۃٌ مِّنَ النَّارِ وَبَرَاءَۃٌ مِّنَ النِّفَاقِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چالیس روز تک جماعت سے اس طرح نماز پڑھتا ہے کہ تکبیرِ اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کے لئے دو پروانے لکھ دئے جاتے ہیں ایک دوزخ کی آگ سے دوسرا نفاق سے۔

(ترمذی ص ۳۳ جلد اول : باب فی فضل التکبیرۃ الاولیٰ)

ف : اس حدیث شریف سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی عمل خیر کی چالیس دن تک پابندی خاص تاثیر رکھتی ہے۔

عورت کی نماز گھر میں افضل ہے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۱۲۹) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃُ الْمَرْاَۃِ فِیْ بَیْتِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ حُجْرَتِہَا وَصَلٰوتُہَا فِیْ مَخْدَعِہَا اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوتِہَا فِیْ بَیْتِہَا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت کے کوٹھے والی نماز صحن والی نماز سے بہتر ہے اور اس کی اندر کی کوٹھری والی نماز اس کے کوٹھے والی نماز سے بہتر ہے۔

(ابوداؤد ص ۸۴ جلد اول باب ما جاء فی خروج النساء الی المسجد، مشکوٰۃ ص ۹۶)

ف : مقصد یہ ہے کہ عورت کی نماز جتنا زیادہ پردے میں اور گھر کی چہار دیواری میں ہو افضل ہے۔

نمازِ وتر واجب ہے، حضرت بُریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

(۴۳۰) سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا اَلْوِتْرُ حَقٌّ فَمَنْ لَّمْ يُوْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا۔ (ابوداؤد صـ ۲۰۸ جلد اول، مشکوٰۃ صـ ۱۱۳)

کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا نمازِ وتر حق ہے جس نے وتر نہ پڑھے، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (یہ ارشاد آپ نے تین مرتبہ فرمایا)

امام حاکم رح نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ (فتح القدیر صـ ۳۷۱ جـ ۱، نصب الرایہ صـ ۱۱۲ جـ ۲)

تشدید و وعید کا یہ عنوان وجوبِ وتر پر دال ہے۔

(۴۳۱) حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْوِتْرُ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نمازِ وتر ہر مسلمان پر حق ہے۔

(ابوداؤد صـ ۲۰۸ جـ ۱، نسائی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ ۱۱۲)

(۴۳۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اَوْتِرُوْا قَبْلَ اَنْ تُصْبِحُوْا۔ (مسلم صـ ۲۵۷ جـ ۱، سنن اربعہ، مشکوٰۃ صـ ۱۱۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبح سے پہلے وتر ادا کرو۔

(۴۳۳) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْتِرُوْا يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن کو ماننے والو وتر ادا کرو۔

(ترمذی صـ ۶۱ جـ ۱، مشکوٰۃ صـ ۱۱۲، ابوداؤد صـ ۲۰۸ جـ ۱، نسائی صـ ۲۴۹)

ان حدیثوں میں امر کا صیغہ ہے اور مطلق امر وجوب کے لیے آتا ہے۔

وتر کی قضا لازم ہے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۴۴) قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ وِتْرِهِ اَوْ نَسِيَهُ فَلْيُصَلِّ اِذَا ذَكَرَ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ ۔ (ترمذی صہ۶۱ جلد اول، ابوداؤد صہ۲۰۳ جلد اول، ابن ماجہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص نماز وتر سے سو جائے یا اسے بھول جائے تو جب یاد آئے یا بیدار ہو ضرور پڑھے۔

ف: اس حدیث سے واضح ہے کہ نماز وتر کی قضا واجب اور ضروری ہے۔ اور وجوب قضا وجوب ادا کی فرع ہے۔ (اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صہ۲۳۴)

نماز وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ ہیں

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۳۴۵) كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثِ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي الْاُوْلٰى بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى وَفِي الثَّانِيَةِ بِقُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ وَفِي الثَّالِثَةِ بِقُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَلَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِي اٰخِرِهِنَّ ۔ (نسائی صہ۲۴۸ جلد اول سند حسن)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے اور صرف آخری رکعت میں سلام پھیرتے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مرفوع حدیث ہے

(۳۴۶) يُصَلِّيْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز تہجد میں چار رکعت پڑھتے ان کے حسن و طول کا کیا کہنا۔

أَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلَاثًا۔

پھر چار رکعت پڑھتے، ان کے حسن و طول کے بارے میں کچھ نہ پوچھیے، پھر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(بخاری ص۱۵۴ ج۱، باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان، مسلم ص۲۵۴ ج۱ باب صلوٰۃ اللیل)

ف: اس حدیث کا متبادر مفہوم یہ ہے کہ یہ تین رکعت نمازِ وتر کی تھیں اور ایک سلام سے تھیں، چنانچہ امام نسائیؒ نے اس حدیث پر یہ عنوان قائم کیا ہے: "باب کیف الوتر بثلاث" (نسائی ص۲۴۸ جلد اول)

(۲۲۷) اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ مرفوع حدیث لائے ہیں۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يُسَلِّمُ فِيْ رَكْعَتَيِ الْوِتْرِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر کی دو رکعت پر سلام نہیں پھیرتے تھے۔

اس سے واضح ہوا کہ محدث نسائیؒ کے ہاں حضرت عائشہؓ کی مذکورہ بالا بخاری و مسلم والی حدیث میں نمازِ وتر تین رکعت ایک سلام کے ساتھ مراد ہے۔

(۲۲۸) حضرت عائشہؓ کی تیسری مرفوع حدیث ہے۔

ثُمَّ أَوْتَرَ بِثَلَاثٍ لَا يَفْصِلُ بَيْنَهُنَّ۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے ان میں سلام سے فصل نہیں کیا۔ (یعنی دوسری رکعت پر سلام نہیں پھیرا)۔

(مسند امام احمد ص۱۵۶ جلد۶)

(۲۲۹) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چوتھی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے، صرف ان کے آخر میں

لا يسلم إلا في آخرهن.

سلام پھیرتے تھے۔

(مستدرک حاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین)

(۲۳۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

ثم أوتر بثلاث.

پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رکعت وتر پڑھے۔

(مسلم ص ۲۶۰ جلد اول)

(۲۳۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يوتر بثلاث يقرأ في الأولى بسبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله أحد. (نسائی ص ۲۴۹ جلد اول)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

(۲۳۲) حضرت عبد الرحمن بن ابزیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

أنه صلى مع النبي صلى الله عليه وسلم الوتر فقرأ في الأولى بسبح اسم ربك الأعلى وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون وفي الثالثة بقل هو الله أحد.

(نسائی ص ۲۵۱ جلد اول، مسند امام احمد، طحاوی ص ۱۴۳ جلد اول سند صحیح)

حضرت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وتر کی نماز پڑھی تو آپ نے وتر کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ اور دوسری رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھی۔

(۲۳۳) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ بِثَلَاثٍ ۔ — رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تین رکعت وتر پڑھتے تھے۔

(ترمذی ص ۱۰۶ جلد اول باب ما جاء فی الوتر بثلاث مسند احمد ص ۸۹ جلد اول)

(۴۳۴) حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے قاسم بن محمد بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں۔

وَاِنَّ اَنَاسًا مُنْذُ اَدْرَكْنَا يُوْتِرُوْنَ بِثَلَاثٍ ۔ — کہ جب سے ہم بالغ ہوئے اور ہوش سنبھالا ہم لوگوں کو دیکھ رہے ہیں کہ وہ تین رکعت وتر پڑھتے ہیں۔

(بخاری ص ۱۳۵ جلد اول)

اس صحیح حدیث سے واضح ہوا کہ قاسم بن محمد تابعیؒ کے سامنے صحابہؓ وتابعین تمام اہل اسلام نماز وتر تین رکعت پڑھتے تھے۔

(۴۳۵) حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد خاص حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔ اَجْمَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى اَنَّ الْوِتْرَ ثَلَاثٌ لَا يُسَلِّمُ اِلَّا فِيْ اٰخِرِهِنَّ ۔ — اہل اسلام کا اس پر اجماع ہے کہ نماز وتر تین رکعت ہے ان کی صرف آخری رکعت میں سلام ہے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۹۴ جلد ۲ ۔ نصب الرایہ ص ۱۲۲ جلد اول)

ف: وتر کا لغوی معنی ہے طاق" نماز تہجد اصطلاحی وتر شامل کرنے سے طاق بن جاتی ہے اس لئے بعض احادیث میں صلوٰۃ اللیل اور نماز تہجد پر بھی وتر کا لفظ بولا گیا ہے۔

(۴۳۶) حضرت عبداللہ بن ابی قیس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَاَلْتُ عَائِشَةَ بِكَمْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْتِرُ قَالَتْ بِاَرْبَعٍ وَّثَلَاثٍ وَّسِتٍّ وَّثَلَاثٍ وَّثَمَانٍ وَّثَلَاثٍ وَعَشْرٍ — میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتنی رکعت وتر پڑھتے تھے انہوں نے فرمایا چار اور تین رکعت، چھ اور تین رکعت، آٹھ اور تین

وَثَلَاثٍ ۔ (مسند امام احمد مسند حنفی) — رکعت، دس اور تین رکعت۔

(ابوداؤد ص۲۰۳ ج۱، مشکوٰۃ ص ۱۱۲)

ف: اس حدیث سے واضح ہوا کہ اصطلاحی وتر تو ہمیشہ تین رکعت ہے اس کے ساتھ نماز تہجد کی رکعتیں کم و بیش پڑھی جاتی تھیں، چار، چھ، آٹھ، دس اور یہ بھی واضح ہوا کہ وتر کا اطلاق مطلق نماز تہجد پر بھی کیا جاتا تھا۔

ف: ایک رکعت ملانے سے ہی نماز کا دوگانہ وتر بنتا ہے۔ اس لئے بعض روایات میں ایک رکعت پر بھی وتر کا اطلاق ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت جس دوگانہ سے ملے گی اسے وتر (طاق) بنا دے گی۔

چنانچہ بخاری صفحہ ۱۳۵ جلد اول ابواب الوتر اور مسلم ص ۲۵۷ جلد اول میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى فَاِذَا خَشِيَ اَحَدُكُمُ الصُّبْحَ صَلّٰى رَكْعَةً وَّاحِدَةً تُوْتِرُ لَهٗ مَا قَدْ صَلّٰى۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کی نماز (تہجد) دوگانہ دوگانہ ہے پس تم میں سے کوئی ایک طلوع صبح کا اندیشہ کرے تو ایک رکعت پڑھ لے وہ ایک رکعت اس کے لئے اس پڑھی ہوئی نماز کو وتر بنا دے گی۔

اس میں صلوٰۃ اللیل یا ایک رکعت پر وتر کا اطلاق لغوی معنی کے لحاظ سے یا مجازاً ہے۔ اصطلاحی نماز وتر تین رکعت ایک سلام سے ہے۔ جیسا کہ متعدد صحیح احادیث مرفوعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔

بالخصوص حضرت حسن بصری تابعیؒ نے تو اس پر اپنے زمانے کے اہل اسلام کا اجماع نقل کیا ہے جس کا حوالہ ابھی گزرا ہے۔

ف: تین رکعت وتر پر دلالت کرنے والی حدیثیں بیس سے زائد ہیں جن کی تمییز

اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالکؒ طبع ملتان ص ۲۴۴، ۲۴۵ جلد اول پر درج ہے۔

نماز وتر میں دعا قنوت دائمی ہے اور رکوع سے پہلے ہے

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

(۴۳۸) إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُوْتِرُ .... وَيَقْنُتُ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وتر پڑھتے تھے ...... اور رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(نسائی ص ۲۴۸ جلد اول، ابن ماجہ ص ۸۳ ح)

(۴۳۹) حضرت علقمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَأَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانُوْا يَقْنُتُوْنَ فِي الْوِتْرِ قَبْلَ الرُّكُوْعِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۰۲ جلد ۲)

اس کی سند حسن ہے۔ (الدرایۃ لابن حجرؒ ص ۱۱۴ جلد اول)

(۴۴۰) حضرت اسود تابعی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا عمل ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں: إِنَّهُ كَانَ يَقْرَأُ فِي آخِرِ رَكْعَةٍ مِنَ الْوِتْرِ قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ ثُمَّ يَرْفَعُ يَدَيْهِ فَيَقْنُتُ قَبْلَ الرَّكْعَةِ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ وتر کی آخری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے پھر دونوں ہاتھ اٹھاتے پس رکوع سے پہلے قنوت پڑھتے تھے۔

رواہ الامام البخاری فی جزء رفع الیدین بسند صحیح)۔

(۴۴۱) نماز وتر میں رکوع سے پہلے قنوت پڑھنے کی مرفوع حدیث حضرت ابن عباسؓ سے

وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ
اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ
وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ
وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ
اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ

خوبیاں بیان کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور علیحدہ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہم اس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں تحقیق تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے

یہ دعا قنوت معمولی لفظی اختلافات کے ساتھ حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت ابی بن کعبؓ کے متعدد آثار میں مفصل طور پر مروی ہے جن کے مجموعے سے یہ مکمل دعا ثابت ہے۔

ان آثار کی تفصیل مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۱۵ جلد ۲ اور مصنف عبدالرزاق صہ ۱۱۰ تا ۱۱۴ جلد ۳ میں ملاحظہ ہو۔

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ المتوفی ۲۳۵ھ امام بخاریؒ و امام مسلمؒ کے شیخ و استاذ ہیں اور محدث عبدالرزاقؒ المتوفی ۲۱۱ھ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ و استاذ ہیں۔

مفسر و محدث علامہ سیوطیؒ شافعی لکھتے ہیں، یہ دعا دراصل قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں، ایک سورۃ الخلع دوسری سورۃ الحفد جن کی قرآنی حیثیت منسوخ کر دی گئی۔

(الاتقان صہ ۲۵ جلد ۲)

اب دعا کی حیثیت سے یہ پڑھی جاتی ہیں، حضرت عمر بن الخطابؓ، حضرت علیؓ، حضرت

عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ دعا ثابت ہے، حضرت انس بن مالکؓ نے وتروں میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا تھا، حضرت ابی بن کعبؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوموسیٰؓ کے مصاحف میں بھی یہ دعا درج تھی۔ (تفسیر درمنثور للسیوطیؒ ص ۴۲۱ ج ۶ جلد ۶)

علامہ سیوطیؒ نے اپنی تفسیر درمنثور کے آخر میں سورۃ والناس کی تفسیر لکھ کر یہ عنوان قائم کیا ہے "ذِكْرُ مَا وَرَدَ فِي سُورَةِ الْخَلْعِ وَسُورَةِ الْحَفْدِ" (یعنی ان آثار کا ذکر جو سورۃ الخلع اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ الخ، اور سورۃ الحفد اَللّٰهُمَّ إِيَّاكَ نَعْبُدُ الخ کے بارے میں وارد ہیں) اس کے تحت تقریباً ڈیڑھ صفحے میں مذکورہ بالا قنوت کے الفاظ کو مجمل طور پر آثار صحابہؓ سے ثابت کیا ہے اور دلائل سے بتلایا ہے کہ یہ دعا متعدد صحابہ کرامؓ کے مصاحف میں درج تھی، علامہ سیوطیؒ کی بحث کے چیدہ چیدہ الفاظ یہ ہیں۔

(۱) حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

قَرَأْنَا فِي مُصْحَفِ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ الخ

ہم نے حضرت ابی بن کعبؓ کے مصحف میں یہ دعا پڑھی ہے اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ الخ

(۲) حضرت عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

صَلَّيْتُ خَلْفَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ السُّورَةِ الثَّانِيَةِ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ الخ

میں نے حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی جب آپ دوسری سورت کی قراءت سے فارغ ہوئے تو یہ دعا پڑھی، اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْتَعِينُكَ الخ

(۳) وَفِي مُصْحَفِ ابْنِ عَبَّاسٍ قِرَاءَةُ أُبَيٍّ وَأَبِي مُوسَى بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے مصحف میں حضرت ابی بن کعبؓ و حضرت ابوموسیٰؓ کی قراءت بھی اس میں تھا۔ بِسْمِ

ف : احادیث و آثار سے جس قدر سنن و نوافل ثابت ہیں، وہ سب اہتمام سے ادا کرنی چاہئیں خصوصاً نمازِ تہجد، اشراق، چاشت، نمازِ حاجت، نمازِ توبہ، اوابین، تحیۃ الوضو، تحیۃ المسجد، نمازِ استخارہ، نمازِ تسبیح وغیرہ۔

نمازِ تراویح : نمازِ تراویح کو احادیث میں قیامِ رمضان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نمازِ تراویح کو سنت قرار دیا ہے اور اس کی ترغیب دی ہے۔

(۲۴۸) حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے فرض قرار دیے ہیں اور میں نے اس کے قیام (نمازِ تراویح) کو سنت قرار دیا ہے۔

(نسائی ص ۳۰۸ ج ۱، ابن ماجہ)

(۲۴۹) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایمان و طلب ثواب کے جذبہ سے رمضان میں تراویح پڑھے اس کے تمام سابقہ گناہ بخش دیے جائیں گے۔

(مسلم ص ۲۵۹ ج ۱، بخاری، مشکوٰۃ ص ۱۱۴)

(۲۵۰) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوسری مرفوع حدیث ہے۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِيْ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قیامِ رمضان (نمازِ تراویح) کی ترغیب دیا کرتے تھے۔

قِیَامِ رَمَضَانَ ۔ (مسلم ص ۲۵۹ جلد اول ، باب الترغیب فی قیام رمضان وہو التراویح)

(۱۵۱) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مرفوع حدیث ہے ۔

إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یُرَغِّبُ النَّاسَ فِیْ قِیَامِ رَمَضَانَ ۔ (نسائی ص ۲۳۰ جلد اول)	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز تراویح کی ترغیب دیتے تھے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ رمضان میں ساری رات نماز و عبادت میں گذارتے تھے ، بستر آپ کے آرام سے نا آشنا رہتا تھا ۔

(۱۵۲) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ لَمْ یَأْتِ فِرَاشَہٗ حَتّٰی یَنْسَلِخَ ۔ (بیہقی)	جب رمضان آتا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بستر پر تشریف نہ لاتے ، یہاں تک کہ رمضان ختم ہو جاتا ۔

تراویح کی جماعت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تو پورے رمضان میں رات بھر نماز و عبادت میں مصروف رہتے تھے اور اُمت کو بھی قیامِ رمضان (تراویح) کی ترغیب فرماتے تھے ۔ لیکن تراویح کی جماعت پر آپ نے مداومت و مواظبت نہیں فرمائی ۔ آپ نے ترکِ مداومت کا یہ سبب ارشاد فرمایا کہ اس سے کہیں اُمت پر فرض نہ ہو جائے ۔ آپ نے ایک ایک رات کے وقفہ سے تین راتیں (۲۳ - ۲۵ - ۲۷ رمضان) جماعت سے تراویح کی نماز پڑھائی ، پہلی شب تہائی رات تک ، دوسری شب آدھی رات تک اور تیسری شب صبح صادق کے قریب تک نماز تراویح پڑھاتے رہے ، یہاں تک کہ صحابہ کرام کو سحری کے فوت ہو جانے کا اندیشہ لاحق ہو گیا ۔

(۱۵۳) حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

قَالَ صُمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ	حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ فَلَمْ يَقُمْ بِنَا شَيْئًا مِّنَ الشَّهْرِ حَتّٰى بَقِيَ سَبْعٌ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ السَّادِسَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ...... فَلَمَّا كَانَتِ الْخَامِسَةُ قَامَ بِنَا حَتّٰى ذَهَبَ شَطْرُ اللَّيْلِ فَلَمَّا كَانَتِ الرَّابِعَةُ لَمْ يَقُمْ بِنَا ...... فَلَمَّا كَانَتِ الثَّالِثَةُ جَمَعَ بَنَاتَهُ وَاَهْلَهُ وَالنَّاسَ فَقَامَ بِنَا حَتّٰى خَشِيْنَا اَنْ يَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ مَا الْفَلَاحُ قَالَ السُّحُوْرُ ثُمَّ لَمْ يَقُمْ بِنَا بَقِيَّةَ الشَّهْرِ۔

(رواہ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، مسند امام احمد، مشکوٰۃ ص۱۱۴)

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان کے روزے رکھے تو آپ نے مہینے کی کسی رات میں بھی ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا یہاں تک کہ سات راتیں باقی رہ گئیں تو ہمارے ساتھ قیام فرمایا (نماز تراویح پڑھی) یہاں تک کہ تہائی رات گزر گئی، جب چھٹی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہ فرمایا پھر جب پانچویں رات ہوئی ..... تو آدھی رات تک ہمارے ساتھ قیام فرمایا، پس جب چوتھی رات ہوئی تو آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا، پھر جب تیسری رات ہوئی تو آپ نے اپنے گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا اور ہمارے ساتھ (صحابہ) قیام فرمایا حتی کہ ہمیں فلاح کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہونے لگا (راوی کہتا ہے) میں نے پوچھا فلاح کیا ہے، حضرت ابوذرؓ نے فرمایا فلاح سے سحری مراد ہے پھر مہینے کے باقی حصہ میں آپ نے ہمارے ساتھ قیام نہیں فرمایا۔

(۲۵۳) حضرت عائشہؓ کی مرفوع حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تین راتیں تراویح کی نماز پڑھانے کا ذکر آیا ہے، اس کے بعد جماعت کی پابندی نہ فرمانے کے سلسلہ

میں آپ کا یہ ارشاد مروی ہے۔

لٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوْا عَنْهَا۔

(بخاری ج۱ ص۲۶۹، مسلم ج۱ ص۲۵۹)

لیکن مجھے اندیشہ ہوا کہ تراویح کی جماعت تم پر فرض نہ کر دی جائے، پھر تم اس سے عاجز ہو جاؤ۔

(۴۵۵) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند راتیں تراویح کی جماعت کرائی، پھر اس کی پابندی ترک کرنے کا یہ سبب ارشاد فرمایا۔

خَشِيْتُ اَنْ يُّكْتَبَ عَلَيْكُمْ وَلَوْ كُتِبَ عَلَيْكُمْ مَا قُمْتُمْ بِهٖ۔

(رواہ البخاری واللفظ للبخاری ج۲ ص۱۰۸۱، مسلم، مشکوٰۃ ص۱۱۱)

مجھے ڈر لگا کہ تم پر فرض کر دی جائے اور اگر تم پر فرض کر دی گئی تو تم اسے نباہ نہیں سکو گے۔

(۴۵۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّاسُ يُصَلُّوْنَ فِيْ مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ اَوْزَاعًا يَكُوْنُ مَعَ الرَّجُلِ الشَّيْءُ مِنَ الْقُرْاٰنِ فَيَكُوْنُ مَعَهُ النَّفَرُ الْخَمْسَةُ اَوِ السِّتَّةُ اَوْ اَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ وَاَكْثَرُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ ا ھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں لوگ رمضان کی رات کو متفرق طور پر نماز پڑھتے تھے، ایک آدمی کے پاس قرآن مجید کا کچھ حصہ یاد ہوتا تو پانچ یا چھ آدمی اور کم و بیش اس کے ساتھ نماز پڑھتے تھے۔

(رواہ ابو داؤد وسکت علیہ ہو والمنذری، اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ج۱ ص۲۸۴)

(۴۵۷) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ عہد نبوت میں تراویح کی جماعت کراتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کی تحسین و تصویب فرمائی تھی۔

ثعلبہ بن مالک القرظیؓ سے مروی ہے۔

خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ فَرَاٰى نَاسًا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ يُصَلُّوْنَ فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰؤُلَاءِ نَاسٌ لَيْسَ مَعَهُمُ الْقُرْاٰنُ وَاُبَيُّ ابْنُ كَعْبٍ يَقْرَأُ وَهُمْ مَعَهٗ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ قَالَ قَدْ اَحْسَنُوْا اَوْ قَدْ اَصَابُوْا۔	حضرت ثعلبہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات رمضان مبارک میں گھر سے باہر تشریف لائے اور دیکھا کہ لوگ مسجد کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہے ہیں، آپ نے دریافت فرمایا یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ ایک کہنے والے نے عرض کیا کہ ان لوگوں کے پاس قرآن مجید (حفظ) نہیں ہے، یہ لوگ حضرت اُبی بن کعبؓ کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا انہوں نے اچھا کیا اور درست کیا۔

(رواہ البیہقی فی المعرفۃ واسنادہ جید واخرجہ ایضا فی السنن الکبریٰ للبیہقی اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ص۳۹۲ ج۱ و آثار السنن ص۲۵۳)

ف: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک میں نزول وحی کا سلسلہ جاری تھا تراویح کی جماعت پر مداومت کرنے سے اس کے فرض ہو جانے کا اندیشہ تھا آپ نے صحابہ کرامؓ کے شدت اشتیاق کے باوجود جماعت تراویح کی پابندی سے عذر فرما دیا۔ آپ کے وصال کے بعد جب وحی کا مقدس سلسلہ منقطع ہو گیا، فرضیت کا اندیشہ نہ رہا تو حضرت عمر فاروقؓ (جن کا علم علم نبوت کا تتمہ تھا، بخاری ص۱۸ ج۱ باب فضل العلم وص۵۲۱ ج۱ مناقب عمرؓ) نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا پورا کرنے کے لئے تراویح باجماعت کا باقاعدہ انتظام فرمایا۔ حضرت ابی بن کعبؓ کو جماعت تراویح کا امام مقرر فرمایا۔

(۵۵) صحیح بخاری کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

فَجَمَعَهُمْ عَلٰى اُبَيٍّ	حضرت عمرؓ نے لوگوں کو حضرت اُبی

یہ آیت کریمہ صحابہ کرامؓ کی عبادت و اخلاص اور پاکیزہ جذبات کی زبردست شہادت ہے۔

(۲۶۱) حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا طریق اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدینؓ کا طریق لازم پکڑو اس پر عمل کرو اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑو۔

(ترمذی ج۲ ص۹۲، ابوداؤد ج۲ ص۲۷۹، باب فی لزوم السنۃ، ابن ماجہ، وقال الترمذی حدیث حسن صحیح، مشکوٰۃ ص۳۰)

(۲۶۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدْرِيْ مَا بَقَائِيْ فِيْكُمْ فَاقْتَدُوْا بِالَّذَيْنِ مِنْ بَعْدِيْ اَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے معلوم نہیں کہ میں کتنی مدت تمہارے ساتھ رہوں گا، میرے بعد حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا۔

(ترمذی ج۲ ص۲۰۷، ابن ماجہ، مسند امام احمدؒ، مشکوٰۃ ص۵۶۰)

(۲۶۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلٰى لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِهٖ۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کی زبان و دل پر حق رکھ دیا ہے۔

(ترمذی ص۲۰۹ ج۲، مشکوٰۃ ص۵۵۷)

یہ حدیث ابن عمرؓ کے علاوہ درج ذیل صحابہؓ سے بھی مروی ہے۔

(۲۶۴) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد و مسند امام احمد میں (۲۶۵) حضرت ابوہریرہؓ سے مسند امام احمد، مستدرک حاکم و مسند ابویعلیٰ میں (۲۶۶) حضرت بلال رضی اللہ (۲۶۷) حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طبرانی میں۔

(اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک ج ۱ ص ۳۹۶)

(۲۶۸) حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے
خَیْرُ اُمَّتِیْ قَرْنِیْ ثُمَّ	کہ میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانے
الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ	کے لوگ ہیں (صحابہؓ) پھر وہ لوگ جو ان کے
یَلُوْنَھُمْ۔ (بخاری ج ۱ ص ۵۱۵ باب فضائل	متصل ہیں (تابعینؒ) پھر وہ لوگ جو ان کے
اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، مسلم، مشکوٰۃ ص ۵۵۳)	قریب ہیں۔ (تبع تابعینؒ)

کتاب و سنت کی ان نصوص و روایات سے واضح ہوا کہ صحابہ کرامؓ بالخصوص خلفائے راشدینؓ کے آثار بھی شرعی دلیل ہیں۔ ائمہ مجتہدین و جمہور علمائے اسلام حسب صحابہؓ و تابعینؒ کے آثار سے بھی حسب ضرورت استدلال کرتے آئے ہیں۔ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کے مختلف ابواب میں صحابہؓ و تابعینؒ وغیرہم کے ایک ہزار چھ سو آٹھ (۱۶۰۸) آثار بطور استدلال ذکر کئے ہیں۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۴۷۹ ج ۱۳ خاتمہ کتاب)

جس طرح ملکی قانون کی تشریح میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے فیصلے اور ان کے جج صاحبان کی تحقیقات و آراء و اقوال ماتحت عدالتوں کے لئے تمام دنیا میں حجت اور دلیل تسلیم کئے جاتے ہیں اسی طرح قرآن و حدیث کی تشریح میں صحابہؓ و تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے آثار و اقوال بھی مذکورہ بالا کتاب و سنت کی نصوص و روایات کی بنا پر درجہ بدرجہ حجت اور دلیل ہیں۔ اس تمہید کے بعد اصل مسئلہ پر غور فرمائیے۔

کتاب وسنّت کی بے شمار نصوص سے واضح ہوتا ہے کہ ماہِ رمضان باقی گیارہ مہینوں سے ممتاز ہے، یہ مُبارک مہینہ عبادت کے لئے مخصوص ہے، اس کے دن روزہ وتلاوت میں اور اس کی راتیں نماز و دیگر عبادات میں گزاری جائیں، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مُبارک ماہ میں شب بیداری فرمایا کرتے تھے۔ ساری رات نماز و عبادت میں معروف رہتے تھے، آپ دوسروں کو بھی خصوصی اہتمام کے ساتھ قیام رمضان (تراویح) کی ترغیب وتشویق فرمایا کرتے تھے۔ چند راتیں آپ نے تراویح کی جماعت بھی کرائی تھی۔ ایک رات تو سحری تک تراویح باجماعت میں گزاری۔ لیکن اس اندیشہ سے تراویح کی جماعت کا التزام اور پابندی نہیں فرمائی گئی کہ اُمت پر فرض نہ کردی جائے اور پھر اُمت اسے نباہ نہ سکے۔

آپؐ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا دور بہت ہی مختصر تھا۔ جو جہادی مصروفیات اور مُسیلمہ کذاب جیسے فتنوں کے دبانے میں گزر گیا۔ حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کو چھوٹے مسائل کی طرف التفات فرمانے کی فرصت ہی نہیں ملی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا ابتدائی دور بھی انہی جیسے اہم مسائل کے حل میں صرف ہوا۔ حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جب جہادی مہمات و مسائل سے قدرے فارغ ہوئے تو آپؓ نے تراویح جیسے مسائل کی طرف توجہ فرمائی اور ان کو حل کیا۔ آپؓ نے حضرت اُبیّ بن کعبؓ کو مسجدِ نبوی میں تراویح کا امام مقرر کیا۔ آپ کے مقدس عہد میں بیسؔ رکعت تراویح باجماعت کا التزام اور اس پر دائمی عمل شروع ہوا۔ کسی صحابیؓ نے اس پر اعتراض نہیں کیا۔ گویا اس پر صحابہ کرامؓ کا اجماع ہوا۔ آپکے بعد حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کی خلافت میں بھی مسلسل بیسؔ تراویح پر عمل ہوتا رہا۔ صحابہؓ و تابعین کا مسلسل عمل بیسؔ رکعت تراویح پر رہا ہے جسے ائمہ اربعہؒ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے باتفاق اختیار کیا۔ چودہ سو سال سے جمہور اُمت کا عمل بیسؔ رکعت پر چلا آرہا ہے۔

اس تفصیل کے لئے درج ذیل شواہد ملاحظہ فرمائیں۔

(۴۹۶) حضرت سائب بن یزید صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

قَالَ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلٰى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ — حضرت عمر بن الخطاب کے عہد خلافت میں لوگ (صحابہؓ و تابعینؒ) ماہ رمضان میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(سنن کبریٰ بیہقی ص۴۹۶ ج۲، قال النووی الشافعی فی شرح المہذب ص۳۲ ج۴ باسنادٍ صحیحٍ)

متعدد حفاظ و محدثین کرامؒ نے اس حدیث کو صحیح تسلیم کیا ہے۔ علامہ نووی شافعیؒ نے اپنی کتاب "خلاصہ" میں، محدث ابن العراقیؒ نے "شرح التقریب" میں، علامہ سیوطیؒ نے "المصابیح" میں اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

(بحوالہ الیک ص۲۹۶ ج۲، حاشیہ آثار السنن ص۲۵۱)

(۷۳) بیہقی کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

وَعَلٰى عَهْدِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ مِثْلَهُ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں بھی عہد فاروقی کی طرح بیس رکعت پڑھی جاتی تھیں۔

(۷۴) حضرت سائب بن یزیدؓ کی دوسری حدیث ہے۔

قَالَ كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ — ہم حضرت عمرؓ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح پڑھتے تھے۔

(اخرجہ البیہقی فی معرفۃ الآثار السنن)

محدث نووی شافعیؒ "خلاصہ" میں فرماتے ہیں۔

إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ — اس کی سند صحیح ہے۔

(نصب الرایہ ص۱۵۴ ج۲)

(۷۵) حضرت یزید بن رومان تابعیؒ سے مروی ہے۔

كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ رَمَضَانَ — حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں لوگ رمضان مبارک میں تئیس رکعت

بِثَلٰثٍ وَّعِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ پڑھتے تھے۔

(بیہقی صـ۴۹۶ جلد دوم، موطا امام مالک صـ۹۸، مرسل قوی)

محدث بیہقی شافعیؒ اس کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان میں بیس

رکعت تراویح اور تین رکعت وتر تھے۔ (بیہقی ج۲ ص۴۹۶)

(۴۴) حضرت یحیٰی بن سعید رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَمَرَ رَجُلًا یُصَلِّیْ بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ حضرت عمر بن الخطابؓ نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعت پڑھائیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صـ۳۹۳ جلد دوم، آثار السنن صـ۲۵۳)

واضح رہے کہ محدث ابن ابی شیبہؒ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ کے استاذ ہیں۔ (تہذیب التہذیب ص۲ لابن حجرؒ)

(۴۵) حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

اِنَّ عُمَرَ اَمَرَہٗ اَنْ یُّصَلِّیَ بِاللَّیْلِ فِیْ رَمَضَانَ فَصَلّٰی بِھِمْ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ حضرت عمرؓ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو رمضان کی رات نماز پڑھنے کا حکم دیا تو حضرت ابی بن کعبؓ نے لوگوں کو بیس رکعت نماز پڑھائی

(کنز العمال صـ۴۰۹ جلد ۴، ۸ ... مسند ابن منیع)

(۴۶) حضرت محمد بن کعب قرظی تابعی سے مروی ہے۔

کَانَ النَّاسُ یُصَلُّوْنَ فِیْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ رَمَضَانَ عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً۔ لوگ حضرت عمر بن الخطابؓ کے زمانہ خلافت میں رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔ (قیام اللیل محدث محمد بن نصرؒ)

(۴۷) حضرت عبدالعزیز بن رفیع تابعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ یُصَلِّیْ حضرت ابی بن کعبؓ رمضان میں مدینہ منورہ

(۲۸۵) حضرت سعید بن عبید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

إِنَّ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ كَانَ يُصَلِّي بِهِمْ فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت علی بن ربیعہؒ لوگوں کو رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھاتے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲ بسند صحیح)

(۲۸۶) حضرت شتیر بن شکل تابعی رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً۔

حضرت شتیرؒ رمضان میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

(قیام اللیل بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

(۲۸۷) حضرت ابو البختری رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

إِنَّهُ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ خَمْسَ تَرْوِيحَاتٍ وَيُوتِرُ بِثَلَاثٍ۔

حضرت ابو البختریؒ تابعی رمضان مبارک میں پانچ ترویحہ (بیس رکعت) پڑھتے تھے اور تین وتر پڑھتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ ج ۲)

(۲۸۸) حضرت حارث رحمۃ اللہ علیہ کا عمل مروی ہے۔

إِنَّهُ كَانَ يَؤُمُّ النَّاسَ فِي رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً۔

حضرت حارثؒ رمضان میں لوگوں کو بیس رکعت پڑھاتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ص ۳۹۳ جلد ۲)

ف علی بن ربیعہ تابعی ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دیگر متعدد صحابہ کرامؓ سے شرف تلمذ حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۲۰ جلد ۷)

ف شتیر بن شکل تابعی ہیں۔ حضرت علیؓ، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ اور دیگر صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا ہے۔ (تہذیب التہذیب ص ۳۱۶ جلد ۴)

ف: بیس رکعات کی احادیث و آثار کی تفصیل اوجز المسالک شرح موطا امام مالک صفحہ ۳۹۴ تا ۳۹۹ جلد اول و حاشیہ آثار السنن ص ۲۵۰ تا ۲۵۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

خلفاء راشدین حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ کے مقدس عہد سے صحابہ کرامؓ، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کا متواتر و مسلسل عمل بیس رکعت تراویح کا رہا ہے، ائمہ اربعہؒ اور ان کے متبعین اور جمہور علماء کا مسلک بھی یہی ہے۔ بعض محققین نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔ امام ترمذی شافعیؒ اپنی جامع ترمذی "باب قیام شہر رمضان" کے عنوان کے تحت مسئلہ تراویح پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

وَاَکْثَرُ اَهْلِ الْعِلْمِ عَلٰى مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَغَيْرِهِمَا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً۔ (ترمذی ص ۹۹ ج ۱)

اکثر اہل علم بیس رکعت تراویح پر قائم ہیں جو حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ اور دوسرے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔

علامہ عینی حنفیؒ عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۱۲۰ جلد ۱۱ میں بیس رکعت تراویح کے متعلق امام ترمذیؒ کا مذکورہ قول نقل کرکے فرماتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ اَصْحَابِنَا الْحَنَفِيَّةِ۔

ہمارے ائمہ احناف کا قول بھی بیس رکعت کا ہے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکیؒ بیس رکعت تراویح کے بارے میں فرماتے ہیں۔

وَهُوَ قَوْلُ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَبِهٖ قَالَ الْكُوْفِيُّوْنَ وَالشَّافِعِيُّ وَاَكْثَرُ الْفُقَهَاءِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ مِنْ غَيْرِ خِلَافٍ مِنَ الصَّحَابَةِ۔ (عمدۃ القاری ص ۱۲۷ ج ۱۱)

بیس رکعت تراویح جمہور علماء کا قول ہے۔ اہل کوفہ، احناف اور دیگر محدثین و فقہاء، امام شافعیؒ اور اکثر فقہاء کا یہی مسلک ہے، حضرت ابی بن کعبؓ سے صحیح طور پر یہی ثابت ہے، صحابہ کرامؓ کا اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

علامہ ابن رشد مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علامہ نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ شرح المہذب صفحہ ۳۲ جلد ۴ پر نماز تراویح پر بحث کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں۔

إِنَّهَا عِشْرُوْنَ رَكْعَةً ...... هٰذَا مَذْهَبُنَا وَبِهِ قَالَ أَبُوْحَنِيْفَةَ وَأَصْحَابُهُ وَأَحْمَدُ وَدَاؤُدُ وَغَيْرُهُمْ وَنَقَلَهُ الْقَاضِيْ عِيَاضٌ الْمَالِكِيْ عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ۔

نماز تراویح بیس رکعت ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ امام ابوحنیفہؒ اور آپ کے اصحاب اور امام احمد بن حنبل اور امام داؤد ظاہری اور دوسرے علماء کا یہی قول ہے اور قاضی عیاض مالکیؒ نے بھی جمہور علماء کا یہی مسلک نقل کیا ہے۔

الحاصل بیس رکعت تراویح جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا مسلسل عمل ہے جو اجماع کی ایک شکل ہے ائمہ اربعہؒ کا اس پر اتفاق ہے چودہ صدیوں سے کروڑوں اہل اسلام اسی پر عمل پیرا چلے آتے ہیں۔

ف : بعض احادیث و آثار میں نماز تراویح میں بیس رکعت سے کم کا ذکر بھی آیا ہے محققین کے ہاں ایسی روایات ابتداء پر محمول ہیں، آخری عمل بیس رکعت کا ہے۔ اس پر قرینہ خلفاء راشدینؓ کے مقدس عہد میں بیس رکعت پر جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کا عملی اجماع ہے، اگر بیس رکعت تراویح آخری عمل نہ ہوتا تو جمہور صحابہؓ و تابعینؒ ہرگز اسے اختیار نہ کرتے اور اس پر مسلسل عمل اصرار نہ کرتے۔

محدث بیہقی شافعیؒ نے تراویح کے بارے میں مختلف روایات کی یہی توجیہ کی ہے۔

وَجَمَعَ الْبَيْهَقِيْ بَيْنَهُمَا بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ بِإِحْدٰى عَشَرَةَ ثُمَّ قَامُوْا بِعِشْرِيْنَ وَأَوْتَرُوْا بِثَلَاثٍ۔

محدث بیہقیؒ نے ان مختلف روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ وہ لوگ گیارہ رکعت پڑھتے تھے پھر بیس رکعت پڑھیں اور تین رکعت وتر پڑھے۔

(ابوداؤد صہ ۱۸۶ جلد اول ، مسند امام احمد)

ف : اگر صبح کی جماعت کھڑی ہو چکی ہو اور فجر کی سنتیں بھی ادا کرنی ہوں ، تو دونوں فضیلتوں (ادائیگی سنت ، شرکت جماعت) کو حاصل کرنے کی کوشش کی جائے ۔ جماعت کی صفوں سے ہٹ کر سنتیں ادا کر کے جماعت میں شرکت کی جائے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ سنتیں پڑھنے سے جماعت فوت ہو جائے گی ، تو پھر جماعت میں شامل ہو جائے اور سنتیں سورج نکلنے کے بعد ادا کرے ۔ اس تفصیل کے لئے ذیل کی احادیث و آثار ملاحظہ ہوں ۔

(۲۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَمْ یُصَلِّ رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ فَلْیُصَلِّهِمَا بَعْدَ مَا تَطْلُعُ الشَّمْسُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں تو اسے چاہئے کہ سورج نکلنے کے بعد ان کو پڑھے ۔

(ترمذی صہ ۵۷ ، مستدرک حاکم ، دارقطنی ، بیہقی ، صحیح ابن حبان ، صححہ الحاکم و اقرہ الذہبی)

(۲۹۳) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ صَلّٰی رَکْعَتَیِ الْفَجْرِ بَعْدَ الضُّحٰی ۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی نے فجر کی سنتیں چاشت کے بعد پڑھیں ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ صہ ۲۵۵ جلد دوم سندہٗ حسن)

(۲۹۴) حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

اَیْقَظْتُ اِبْنَ عُمَرَ لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ اُقِیْمَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ فَصَلَّی الرَّکْعَتَیْنِ ۔

میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی کو صبح کی نماز کے لیے جگایا ، حالانکہ جماعت نماز کی اقامت ہو چکی تھی ، تو حضرت ابن عمر رضی کھڑے ہوئے اور دو رکعتیں سنتیں پڑھیں ۔

(طحاوی صہ ۲۵۶ جلد اول اسنادہ صحیح)

(۲۹۵) حضرت ابو درداء صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عمل منقول ہے ۔

اِنَّهٗ کَانَ یَدْخُلُ

حضرت ابو درداء رضی مسجد میں تشریف لاتے

الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ صُفُوْفٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَيُصَلِّي الرَّكْعَتَيْنِ فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ يَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

جب کہ لوگ صبح کی نماز کی صف بندی کر چکے ہوتے، تو آپ مسجد کے ایک کونے میں سنتیں پڑھتے پھر لوگوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتے۔

(طحاوی صہ ۲۵۰ جلد اول اسنادہ حسن)

(۲۹۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي مُوْسٰی قَالَ جَاءَنَا ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَالْإِمَامُ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَصَلّٰی رَكْعَتَيْنِ إِلٰی سَارِيَةٍ وَلَمْ يَكُنْ صَلّٰی رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ۔

حضرت عبد اللہ بن ابی موسیٰ فرماتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ہمارے ہاں تشریف لائے جبکہ امام صاحب صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی صبح کی سنتیں رہتی تھیں تو آپؓ نے ایک ستون کے پاس اُن کو ادا کیا۔

(طبرانی کبیر، قال المحدث الہیثمی فی مجمع الزوائد رجالہ موثقون)۔

اس کے راوی ثقہ لائق اعتماد ہیں۔ (مجمع الزوائد)

(۲۹۷) حضرت حارثہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

أُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَرَكَعَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ الْقَوْمِ فِي الصَّلٰوةِ۔

صبح کی نماز کی اقامت کی جا چکی تھی، حضرت ابن مسعودؓ نے دو رکعت سنت ادا کیں، پھر لوگوں کے ساتھ نماز (کی جماعت) میں شریک ہوئے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، ۲۵۱/۲ اسنادہ صحیح)

(۲۹۸) حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كُنَّا نَأْتِي عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَبْلَ أَنْ نُصَلِّيَ الرَّكْعَتَيْنِ

ہم (بعض اوقات) صبح کی سنتیں ادا کرنے سے پہلے حضرت عمر بن الخطابؓ کی خدمت

قَبْلَ الصُّبْحِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَصَلَّيْنَا فِي اٰخِرِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ نَدْخُلُ مَعَ الْقَوْمِ فِي صَلٰوتِهِمْ۔
(طحاوی ۱/۲۵۶ اسنادہ صحیح)

میں حاضر ہوتے، حضرت عمرؓ نماز پڑھا رہے ہوتے، تو ہم مسجد کے آخر میں سنتیں پڑھتے، پھر لوگوں کے ساتھ نماز کی جماعت میں شرکت کرتے۔

صیغہ نا کی جمع کا صیغہ دلالت کرتا ہے کہ عہد فاروقی میں یہ صورت کثرت سے پیش آتی تھی اور بہت سے حضرات کا عمل اس کے مطابق تھا۔

ف: بعض احادیث میں آیا ہے۔

(۹۹) اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ۔

جب نماز کی اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا اور کوئی نماز نہیں ہے۔

(مسلم ص ۲۴۷ و مشکوٰۃ ادعیہ)

مذکورہ بالا احادیث و آثار کے قرینہ سے اس کا مطلب و محمل یہ ہے کہ سنتیں جماعت کی صف میں نہ پڑھی جائیں تاکہ سنت و فرض کا اتصال نہ ہو۔ اس توجیہ کا دوسرا قرینہ خود ممانعت کی حدیث کے یہ الفاظ ہیں کہ اقامت کے بعد سنتیں پڑھنے والے سے آپ نے فرمایا:

اَتُصَلِّي الصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی نماز کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(مسلم صفحہ ۲۴۷ جلد اول)

ایک روایت میں ہے۔

اَلصُّبْحَ اَرْبَعًا۔

کیا تو صبح کی چار رکعت پڑھتا ہے۔

(بخاری ص ۹۱ جلد اول)

چار رکعت کا نقشہ سنت و فرض کو ایک جگہ متصل ادا کرنے سے وجود میں آتا ہے۔ اگر ممانعت مطلق ہوتی تو مذکورہ بالا صحابہ کرامؓ اقامت کے بعد سنتیں ادا نہ کرتے۔

صَلِّ صَلَاةَ الصُّبْحِ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ ...... حَتَّى تُصَلِّيَ الْعَصْرَ ثُمَّ أَقْصِرْ عَنِ الصَّلَاةِ حَتَّى تَغْرُبَ ۔ (مسلم ص ۲۷۶ جلد اول، مسند امام احمد بن حنبل)

نماز صبح ادا کر ۔ پھر طلوعِ شمس تک نماز سے رکا رہ ...... یہاں تک کہ تو نماز عصر ادا کرے ۔ پھر غروبِ شمس تک نماز سے رکا رہ ۔

(۵۷) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

تُصَلِّي الصُّبْحَ ثُمَّ اجْتَنِبِ الصَّلَاةَ حَتَّى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ ۔

تو صبح کی نماز پڑھ ۔ پھر سورج بلند ہونے تک نماز سے اجتناب کر ۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ)

(۵۸) حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے ۔

نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلَاةِ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ صَلَاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ (مسند اسحٰق بن راہویہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز صبح کے بعد سورج نکلنے تک اور نماز عصر کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے ۔

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع ترمذی ص ۴۵ جلد اول پر باب "مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْعَصْرِ وَبَعْدَ الْفَجْرِ" کا عنوان قائم کیا ہے اس کے تحت حضرت ابن عباسؓ کی مذکورہ بالا حدیث درج کی ہے ۔

اس کے بعد حسبِ معمول وفی الباب کے تحت ۱۸ صحابہ کرامؓ کے نام لکھے ہیں جن سے فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی حدیثیں مروی ہیں ۔ آپ کے الفاظ یہ ہیں ۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَأَبِي سَعِيدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ وَابْنِ عُمَرَ وَسَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ وَسَلَمَةَ بْنِ ـــ

الْأَكْوَعِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو وَمُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ وَ
الصُّنَابِحِيِّ وَلَمْ يَسْمَعْ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَائِشَةَ
وَكَعْبِ بْنِ مُرَّةَ وَأَبِي أُمَامَةَ وَعَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ وَيَعْلَى بْنِ
أُمَيَّةَ وَمُعَاوِيَةَ ۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت عمر بن الخطابؓ کو شامل کرنے سے بیس نام بنتے ہیں۔

علامہ عینیؒ نے عمدۃ القاری شرح بخاری ج۵ ص۷۲ پر ترمذی کی مذکورہ عبارت نقل کرکے پانچ ناموں کا اضافہ کیا ہے اور لکھا ہے۔

وَفِي الْبَابِ أَيْضًا عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَأَبِي ذَرٍّ الْغِفَارِيِّ
وَأَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَحَفْصَةَ ۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ نے تلخیص الحبیر ج۱ ص۱۸۵ مع شرح المہذب امام ترمذیؒ اور علامہ عینیؒ کے مذکورہ بالا اسماء ذکر کرکے ایک نام کا اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے۔

وَصَفْوَانَ ابْنِ الْمُعَطَّلِ وَغَيْرِهِمْ۔

اپنے دور کے عظیم محدث حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے معارف السنن شرح ترمذی ص۹۶، ۹۷ پر مذکورہ بالا اسماء کا ذکر کرکے چار ناموں کا اضافہ کیا ہے۔

وَفِي الْبَابِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ
ابْنِ أَزْهَرَ وَأَبِي أُسَيْدٍ فِي زَوَائِدِ الْهَيْثَمِي ج۲ ص۲۲۴ فَهٰؤُلَاءِ ثَلَاثُوْنَ
نَفْسًا مِنَ الصَّحَابَةِ بَلْ يَزِيْدُوْنَ ذٰلِكَ۔

الغرض تیس صحابہ کرامؓ سے نماز فجر و عصر کے بعد نماز کی ممانعت کی حدیثیں مروی ہیں۔ اس لئے امام طحاویؒ، محدث ابن بطال مالکیؒ، علامہ مناویؒ، علامہ ابن عبد البر مالکیؒ، علامہ سیوطی شافعیؒ جیسے محققین علماء و اعلام نے نماز فجر و عصر کے بعد ممانعت نماز کی احادیث کو متواتر کہا ہے۔ (معارف السنن شرح ترمذی ج۲ ص۱۳۱)

ف : ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت قیسؓ کو نماز صبح کے بعد سنتیں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ (مشکوٰۃ ص۹۵، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

محققین نے اس کے متعدد جواب دیئے ہیں۔

جوابِ ۱ : جواز والی حدیث خبر واحد ہے اور ممانعت کی مذکورہ بالا احادیث متواتر ہیں۔ باتفاق محدثین متواتر حدیث خبر واحد سے راجح ہوتی ہے۔

جوابِ ۲ : ممانعت کی احادیث کے قرینہ سے جواز والی حدیث حضرت قیسؓ کی خصوصیت پر محمول ہے۔

جوابِ ۳ : ممانعت کی متواتر احادیث سے یہ خبر واحد منسوخ ہے۔

(معارف السنن شرح ترمذی ص۹۹ جلد ۴)

جوابِ ۴ : یہ حدیث ضعیف ہے۔ امام ترمذیؒ فرماتے ہیں :۔

اسناد ھذا الحدیث لیس بمتصل۔ اس حدیث کی سند متصل نہیں ہے۔

(ترمذی ص۵۶ جلد اول)

پانچ مکروہ اوقات میں دوگانہ طواف اور نفل نماز ممنوع ہے

جمہور علماء کی تحقیق میں درج ذیل اوقات میں نفل نماز اور دوگانہ طواف ممنوع ہیں۔

۱۔ سورج طلوع ہونے کے وقت۔

۲۔ دوپہر کو جب کہ سورج سر پہ ہو۔

۳۔ سورج غروب ہونے کے وقت۔

۴۔ صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک۔

۵۔ عصر کی نماز کے بعد سورج غروب ہونے تک۔

ممانعت کی دلیل وہ متواتر احادیث ہیں جو تیس ۳۰ صحابہ کرامؓ سے مروی ہیں، جن کا تذ

مفہوم ہے :

لَا صَلٰوۃَ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰی تَغْرُبَ الشَّمْسُ الخ (صحاح ستہ وغیرہ)

ان میں سے بعض کا تفصیلی اور بعض کا اجمالی بیان پہلے گزر چکا ہے نیز ان اوقات میں نفس نماز کی مطلق ممانعت متواتر احادیث کے علاوہ درج ذیل خصوصی احادیث بھی ثابت ہیں۔

(۴۹) عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَفْرَاءَ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ الْعَصْرِ اَوْ بَعْدَ الصُّبْحِ وَلَمْ يُصَلِّ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّلٰوةِ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ۔

حضرت معاذ بن عفراء رضی اللہ عنہ نے عصر یا نماز صبح کے بعد طواف کیا اور طواف دوگانہ نہیں پڑھا۔ آپ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے بعد طلوع شمس تک اور عصر کی نماز کے بعد غروب شمس تک نماز پڑھنے سے ممانعت فرمائی ہے۔

(مسند اسحٰق بن راہویہ، مسند امام ابوحنیفہ ص ۲۱۹، بیہقی۔ اسنادہ حسن (آثار السنن))

حافظ ابن حجرؒ نے "الاصابہ" ص ۴۲۸ جلد ۳ پر اس کی بعض سندوں کی صحت کا اعتراف کیا ہے۔ (حاشیہ نصب الرایہ ص ۲۵۲ جلد اول)

پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔

(۵۰) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهٗ طَافَ بَعْدَ صَلٰوةِ الصُّبْحِ فَرَكِبَ حَتّٰى صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ بِذِيْ طُوًى۔

حضرت عمر بن الخطابؓ نے نماز صبح کے بعد طواف کیا۔ پس سوار ہوئے۔ حتی کہ ذی طوی (ایک مقام کا نام ہے) میں پہنچ کر دوگانہ طواف ادا کیا۔

(بخاری ص ۲۲۰ باب الطواف بعد الصبح والعصر معلقاً، موطا امام مالکؒ [illegible])

حضرت عمرؓ کی یہ روایت ترمذی ص ۱۰۶ جلد اول پر بلا سند زیادہ واضح مروی ہے اس میں ہے فصلی بعد ما طلعت الشمس، حضرت عمرؓ نے طلوعِ شمس کے بعد طواف کا دوگانہ ادا کیا۔

افضل یہ ہے کہ طواف کے بعد متصل دوگانہ طواف ادا کیا جائے اور مسجد حرام میں مقامِ ابراہیم کے قریب ادا کیا جائے۔ بلا عذر اس کی ادائیگی میں تاخیر کرنا یا مسجدِ حرام سے باہر ادا کرنا خلافِ سنت اور مکروہ ہے۔

حضرت عمرؓ کا افضلیت کی ان تمام وجوہ کو نظر انداز کرتے ہوئے مسجدِ حرام سے دُور مقامِ ذی طویٰ میں تاخیر سے ادا کرنا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحقیق میں نمازِ صبح کے بعد دوگانہ طواف ادا کرنا درست نہیں تھا۔ پھر آپ کا یہ عمل صحابہ کرامؓ کے سامنے تھا۔ لیکن کسی صحابیؓ نے بھی اس پر اعتراض نہیں کیا۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ص ۲۶۲ ج ۹)

۵۰۸ وَعَنْ عَائِشَةَ رضـ أَنَّهَا قَالَتْ إِذَا أَرَدْتَ الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ بَعْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ أَوِ الْعَصْرِ فَطُفْ وَأَخِّرِ الصَّلٰوةَ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ أَوْ حَتّٰى تَطْلُعَ فَصَلِّ لِكُلِّ أُسْبُوْعٍ رَكْعَتَيْنِ۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جب تو نمازِ فجر یا نمازِ عصر کے بعد بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرے تو طواف کر اور نماز کو مؤخر کر، یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے یا طلوع ہو جائے پھر ہر سات چکروں کے لئے ایک دوگانہ ادا کر۔

حافظ ابن حجر شافعیؒ فتح الباری شرح بخاری ص ۳۹۲ جلد ۳ پر فرماتے ہیں۔

وَهٰذَا إِسْنَادٌ حَسَنٌ۔

اور یہ سند حسن ہے۔

تنبیہ: حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

۵۰۹ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُوْا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنی عبد مناف جو شخص رات یا دن کے کسی حصہ میں

أَحَدًا طَافَ هٰذَا الْبَيْتَ وَصَلّٰى آيَةَ سَاعَةٍ شَاءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ۔ — بیت اللہ کا طواف کرنا چاہے اور نماز پڑھنا چاہے، تم اس کو مت روکو۔

(ابوداؤد، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، مشکوٰۃ صـ ۹۵ وصحہ الترمذی)۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مکروہ اوقات میں نماز کی ممانعت کی حدیثیں متواتر ہیں، جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور یہ خبر واحد ہے، محدثین کرام کے ہاں متواتر کے مقابلہ میں خبر واحد مرجوح ہوتی ہے، دوسرے اس میں ارباب انتظام کو خطاب ہے کہ تم کسی مسلمان کو طواف ونماز سے نہ روکا کرو۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ منتظمین عام مسلمانوں پر اللہ کے گھر میں پابندیاں نہ لگائیں، ان کو پریشان نہ کریں۔ یہ ایک انتظامی ہدایت ہے اور اس حدیث کا رُخ انتظامیہ کی طرف ہے، نمازیوں کی طرف نہیں ہے۔ نماز پڑھنے والوں کو آپؐ نے بار بار کھول کر بتلا دیا ہے کہ اوقات خمسہ میں نماز منع ہے۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جـ۲ صـ۴۸ مع الوضاحۃ)

(۵۱۰) حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع حدیث ہے۔

يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلٰوةَ بَعْدَ الصُّبْحِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَلَا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيْبَ الشَّمْسُ اِلَّا بِمَكَّةَ۔ اِلَّا بِمَكَّةَ اِلَّا بِمَكَّةَ۔ — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک اور عصر کی نماز کے بعد سورج ڈوبنے تک نماز درست نہیں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں، مگر مکہ میں یعنی مکہ مکرمہ ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

(مسند احمد، دارقطنی، بیہقی، مشکوٰۃ صـ۹۵ وغیرہ)

جواب: علامہ ابن دقیق العید الشافعیؒ نے اپنی کتاب "الامام" میں اور محقق ابن الہمامؒ نے فتح القدیر صـ ۲۲۳ جلد اول پر اس حدیث کو چار وجہ سے معلول اور ضعیف لکھا ہے جس کی تفصیل نصب الرایہ صـ ۲۵۴ جلد اول پر درج ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

هُوَ مَعْلُوْلٌ بِاَرْبَعَةِ اُمُوْرٍ — یہ حدیث چار وجہ سے معلول ہے اور

انْقِطَاعٌ مَا بَيْنَ مُجَاهِدٍ وَ أَبِي ذَرٍّ وَضُعْفُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ وَضُعْفُ حُمَيْدٍ وَاضْطِرَابُ سَنَدِهِ۔

ضعیف ہے سند متصل نہیں۔ مجاہدؒ اور ابوذرؓ کے درمیان کوئی راوی محذوف ہے۔ اس کا راوی ابن المؤمل ضعیف ہے۔ اس کا دوسرا راوی حمید بھی ضعیف ہے۔ اس کی سند میں اضطراب و اختلاف ہے۔ انتہیٰ

اس کے راوی ابن المؤمل کے متعلق امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں:

أَحَادِيثُ ابْنِ الْمُؤَمَّلِ مَنَاكِيرُ۔ ابن المؤمل کی حدیثیں منکر اور ضعیف ہیں۔

نیز محدث یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: هُوَ ضَعِيفُ الْحَدِيثِ، وہ ضعیف الحدیث ہے اور اس کے دوسرے راوی حمید کے متعلق امام بیہقیؒ فرماتے ہیں: حُمَيْدٌ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ۔ حمید قوی نہیں۔ نیز امام بیہقیؒ اس سند کے متعلق لکھتے ہیں: وَ مُجَاهِدٌ لَمْ يُدْرِكْ أَبَا ذَرٍّ۔ مجاہد نے ابوذرؓ کو نہیں پایا۔ لہٰذا یہ روایت منقطع ہے۔

(نصب الرایہ صہ ۲ جلد اول)

نماز کی ممانعت کی متواتر احادیث کے مقابلہ میں ایسی ضعیف و مجروح روایت سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم

ذا آخر ما اردنا بیانہ لنصح اہل الاسلام بتوفیق اللہ تعالیٰ وکرمہ ومنہ وفضلہ۔ اللّٰھم تقبلہ لرضاک واجعلہ لی وسیلۃ لفلاح الدارین، آمین

مکتبہ حقانیہ

ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان

کتبہ فاتی خانیوال ۲۱